فہرست رسالہ فتح الحق

تمت

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

الحمد للہ یہ رسالہ تصنیف جناب مولانا مولوی محمود صاحب مدظلہ فرزند جناب امام العلما
قاضی الاسلام قاضی الملک مولانا مولوی صبغۃ اللہ مرحوم ومغفور سے

فتح الحق

بندۂ گنہگار راجی رحمت پروردگار غلام محمد فرزند سالار الملک مرحوم
ومغفور نے اپنے اہتمام سے واسطے نفع عام کے ۱۲۹۹ ہجری میں

مطبع مظہر العجائب مدراس میں چھپوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ الہداۃ المہتدین اما بعد یہ جواب رد السیف کا جسکو بعضوں نے نافہمی سے رسالہ سیف الحق پر بطور رد کے لکھا ہے اور سیف الحق جواب تھا اُن اعتراض کا جو رسالہ بیان حق میں دو فتوے پر جناب عالم علامہ مولانا مولوی محمد سعید صاحب سلمہ اللہ کے کئے گئے تھے اور مدار اس بحث کا جواز طعام فاتحہ اور قول یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ ہے وضمن اسکے اور مسایل کی بھی تحقیق ہوتی ہے وعلی اللہ التوفیق وبہ الہدایۃ۔ قولہ فرضی نام اور بیچ کے مصنف کا محمود الخ اقول مدرسین نے کیا اور شہر میں اس نام کے فتوے بوجوہ مشتہر رہنے اور مشاہیر [illegible] کے ہونگے اسکو فرضی نام کہنا دلالت کرتا ہے کہ کاتب رد السیف سرگردہ خشم اور نام محمد خدا خیر کرے کہ کہیں نیچری ہونگے پنجہ وساوس میں گرفتار نہو۔ الخ اگر فرضی نام عبد الجبار کا کہیں تو بجا ہے کہ کوئی فتوی اونکے نام سے دیکھا گیا اور نہ اس میں مستور الحال

قولہ مقدمہ الخ اقول اس مقدمہ میں فریقین کے اختلاف کو رفع کرنے کے لئے ہمارے عزیز میاں جی سنت طلب فرماتے ہیں اور مقدمات متنازع فیہا کی اثبات فقط کتاب وسنت و آثار صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم سے چاہتے ہیں اور کل بدعۃ ضلالۃ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ بہرحال اولاً ہم استفسار کرتے ہیں کہ میاں جی صاحب نے کسلئے آپ اس مقدمہ پر عمل پیرا نہیں کی جو کتاب وسنت و آثار صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر علما کے اقوال ذکر کئے ان پر لازم تھا کہ [illegible] لم تقولون ما لا تفعلون [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ میاں جی صاحب کا کلام [illegible] ثانیاً
[illegible]

مثل عن الامر يحدث ليس في كتاب ولا سنة فقال ينظر فيه العابدون من المؤمنين انتهى ترجمہ۔ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کئے گئے امر سے جو حادث ہوتا ہے نہین ہے کتاب مین اور نہ سنت مین پس فرمایا کہ نظر کرے اسمین عابدین مومنون سے اگر بدعت مین تفصیل نہوتی تو عابدین کے نظر کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نفرماتے۔ الغرض بدعت مین احکام خمسہ جاری ہوتے ہین. واجب مندوب مباح مکروہ حرام۔ اما واجب جیسے قرآن و احادیث کو فہم کرنے کیلئے علم نحو وغیرہ پڑھنا اور فقہ کی تدوین کرنا اور مندوب جیسے رباط اور مدرسے بنا کرنا اور کتب کی تالیف کرنا وغیر ذلک اور مباح جیسے طعام و ملابس و مساکن مین توسع کرنا وغیر ذلک اور مکروہ جیسے نقش و نگار سے مساجد کو آرایش کرنا وغیر ذلک اور حرام جیسے مذاہب جبریہ و قدریہ و مرجیہ و مجسمہ وغیر ذلک. پہر کوئی ایک بدعت ہو اسکو قواعد شرعیہ سے تطبیق دین تو احکام خمسہ سے کسی ایک قسم مین داخل رہیگی۔ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین فرمایا

قوله صلى الله عليه وسلم وكل بدعة ضلالة هذا عام مخصوص والمراد غالب البدع قال اهل اللغة البدعة هي كل شيء عمل على غير مثال سابق قال العلماء البدعة خمسة اقسام واجبة ومندوبة ومحرمة ومكروهة ومباحة فمن الواجبة نظم ادلة المتكلمين للرد على الملاحدة والمبتدعين وشبه ذلك ومن المندوبة تصنيف كتب العلم وبناء المدارس والربط وغير ذلك ومن المباح التبسط في الوان الاطعمة وغير ذلك والحرام والمكروه ظاهران وقد اوضحت المسئلة بامثلتها المبسوطة في تهذيب الاسماء واللغات فاذا عرف ما ذكرته علم ان الحديث من العام المخصوص وكذا ما اشبهه من الاحاديث الواردة ويؤيد ما قلناه قول عمر بن الخطاب رضي الله عنه في التراويح نعمت البدعة ولا يمنع من كون الحديث عاما مخصوصا قوله كل بدعة مؤكدا بكل بل يدخله التخصيص مع ذلك كقوله تعالى تدمر كل شيء انتهى

ترجمہ۔ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کل بدعۃ ضلالۃ یہ عام مخصوص ہے اور مراد غالب بدعتین ہین کہا اہل لغت نے بدعت ہر چیز ہے جو عمل کی جاوے بغیر مثال سابق کے علماء نے کہا بدعت پانچ اقسام ہین واجب اور مندوب اور حرام اور مکروہ اور مباح اور واجب سے ہے تحریر کرنا دلایل متکلمین واسطے رد کرنے ملحدین اور مبتدعین کے اور مانند اسکے اور مندوب سے ہے تصنیف کرنا علم کے کتابونکا اور بنا کرنا مدرسونکا اور ربطونکا وغیرہ اور مباح سے ہے فراخی کرنا کھانا فون مین وغیرہ اور حرام اور مکروہ ظاہر ہین اور اس مسئلہ کو مین نے واضح کیا ہے ساتھ مثالون مبسوط کے ساتھ تہذیب الاسماء واللغات مین پس معلوم ہوا جو مین نے ذکر کیا تو معلوم ہوگا کہ بیشک یہ حدیث عام مخصوص سے ہے اور ایسا ہی ہے جو اسکے ساتھ مشابہت رکھتے ہین سوا احادیث جو وارد ہوئے ہین اور ہم نے جو لکھا اسکو تائید کرتا ہے قول عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا جو تراویح مین کہا اچھی بدعت ہے اور منع نہین کرتا یہ حدیث عام مخصوص ہونے کو قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کل بدعۃ جو لفظ کل سے تاکید لایا ہے بلکہ اسمین تخصیص داخل ہوتی ہے باوجود اسکے جیسا کہ قول اللہ تعالی کا تدمر کل شیء

اور بھی اسی کتاب مین تحت حدیث من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا الحدیث کے تحریر فرمایا ہے وفی ھذا الحدیث
جو شخص کہ لایا اسلام مین طریقہ نیک تو اسکے لئے ہے اجر اسکا اور اسمین حدیث مین

تخصیص قولہ صلی اللہ علیہ وسلم کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وان المراد بہ المحدثات الباطلۃ والبدع
تخصیص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ کی اور تحقیق کہ مراد اسکے باطل چیزین ہین اور مذموم

المذمومۃ انتہی اور ابن الاثیر الجزری نے نہایہ مین کہا ہے البدعۃ بدعتان بدعۃ ھدی ترجمہ۔ بدعت دو قسم ہین بدعت ہدایت
بدعتین ہین

وبدعۃ ضلال فما کان فی خلاف ما امر اللہ بہ ورسولہ صلی اللہ
اور بدعت ضلالت کی پس جو کہ خلاف مین اس چیز کے ہو جسکو حکم فرمایا اللہ تعالی نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

علیہ وسلم فھو فی حیز الذم والانکار وما کان واقعا تحت
سو وہ تحت مذمت اور انکار کے ہے اور جو کہ واقع ہے تحت

عموم ما ندب اللہ تعالی الیہ وحض علیہ او رسول اللہ صلی اللہ
عموم اس چیز کے جسکو مندوب کیا اللہ تعالی نے اور ترغیب دی اسپر رسول اللہ صلی

علیہ وسلم فھو فی حیز المدح وما لم یکن لہ مثال موجود کنوع
علیہ وسلم نے سو وہ تحت مدح کے ہے اور جسکو نہین ہے مثال موجود جیسے قسم

من الجود والسخاء وفعل المعروف فھو من الافعال المحمودۃ
بخشش اور سخاوت اور فعل معروف پس وہ افعال محمودہ سے ہے

ولا یجوز ان یکون ذلک فی خلاف ما ورد الشرع بہ لان النبی
اور جایز نہین ہے اسکا ہونا خلاف مین اس چیز کے جسکے ساتھ شرع وارد ہوئی کیونکہ

صلی اللہ علیہ وسلم قد جعل لہ فی ذلک ثوابا فقال من سن
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسمین ثواب گردانا ہے اسکے لئے سو فرمایا جو لایا

سنۃ حسنۃ کان لہ اجرھا واجر من عمل بھا وقال فی ضدہ من
طریقہ نیک تو اسکے لئے ہے اجر اسکا اور اجر اس شخص کا جسنے اسپر عمل کیا اور فرمایا اسکے ضد مین جو کہ

سن سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرھا ووزر من عمل بھا وذلک
لایا طریقہ برا تو ہے اسپر گناہ اسکا اور گناہ اس شخص کا جسنے اسپر عمل کیا ہے اور یہہ اسوقت ہے

اذا کان فی خلاف ما امر اللہ بہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب خلاف مین اس چیز کے ہو جسکو حکم فرمایا اللہ تعالی نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ومن ھذا النوع قول عمر رضی اللہ عنہ نعمت البدعۃ ھذہ
اور اس قسم سے ہے قول عمر رضی اللہ عنہ کا یہہ اچھی بدعت ہے

لما کانت من افعال الخیر وداخلۃ فی حیز المدح سماھا بدعۃ
ہرگاہ کہ تھی افعال خیر سے اور داخل تھی تحت مین مدح کے نام لیا اسکا بدعت

ومدحھا لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یسنھا لھم وانما صلاھا
اور مدح کی اسپر کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت اسکو نہین کیا واسطے انکے اور فقط نماز پڑھی تھی

لیالی ثم ترکھا ولم یحافظ علیھا ولا جمع الناس لھا ولا کانت فی زمن
چند شب اسکے بعد اسکو ترک کر دیا اور اسپر محافظت نہین کی اور نہ اسکے واسطے لوگون کو جمع کیا اور نہین تھی زمانہ مین

ابی بکر وانما عمر جمع الناس علیھا وندبھم الیھا فبھذا سماھا بدعۃ
ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور فقط عمر رضی اللہ عنہ نے لوگون کو اسپر جمع کیا اور انکو ترغیب دی اسکی طرف پس اس سبب سے نام لیا اسکا بدعت

وھی علی الحقیقۃ سنۃ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی
اور وہ حقیقت مین سنت ہے قول سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لازم کرو تم میری سنت کو

وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین من بعدی وقولہ اقتدوا
اور سنت کو خلفاء راشدین مہدیین کے میرے بعد اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتدا کرو

بالذین من بعدی ابی بکر وعمر وعلی ھذا التاویل یحمل الحدیث الآخر
انکی جو میرے بعد ہین ابوبکر اور عمر اور اسی تاویل پر [illegible]

ومکروهة کزخرفة المساجد وتزویق المصاحف ومباحة اور مکروہ جیسے نقش ونگاری کرنا مساجد کو اور تزئین کرنا مصحفوں کو اور جیسے مباح

کالمصافحة عقیب الصبح والعصر والتوسع فی لذیذ المآکل جیسے مصافحہ کرنا پیچھے صبح اور عصر کے اور فراخی کرنا لذیذ کھانے

والمشارب والملابس والمساکن وتوسیع الاکمام وقد اور پینے اور لباسوں اور مکانوں میں اور وسیع کرنا آستینوں کو

اختلف فی کراهة بعض ذلك وروی البیهقی عن الشافعی اور اسمیں بعض کی کراہت میں اختلاف کیا گیا ہے اور بیہقی نے روایت

رحمه الله فی کتاب مناقبه المحدثات من الامور ضربان شافعی رحمہ اللہ انکے مناقب کی کتاب میں حادث کئے ہوئے امور دو قسم

ما احدث لما یخالف کتابا او سنة او اثرا او اجماعا هذا حادث کرنا اس چیز کو جو مخالف ہو کتاب یا سنت یا اثر یا اجماع کے یہ

من البدعة الضلالة وما احدث فی الخیر لاخلاف فیه لواحد بدعت ضلالت ہے اور جو چیز کہ حادث کرے خیر میں جو نہیں ہے نہیں مخالفت مذکورات سے کسی ایک کے ساتھ

من المذکورات فهی محدثة غیر مذمومة وقد قال عمر رضی الله عنه پس وہ حادث کی ہوئی چیز مذموم نہیں اور تحقیق کہا ہے عمر رضی اللہ عنہ

فی قیام شهر رمضان نعمت البدعة هذه یعنی انها محدثة لم تکن و شہر رمضان کے قیام میں یہ اچھی بدعت ہے یعنی حادث کی گئی ہے نہیں ہوئی

اذا کانت لیس فیها رد لما مضی انتهی اور بھی طیبی نے شرح مشکوٰۃ اور جب ہوئی ہو تو بھی نہیں ہے اسمیں رد اس چیز کیلئے جو گذری ۱۲

میں تحت حدیث من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه کے کہا ترجمہ جسنے حادث کیا ہمارے اس امر میں جو نہیں اس سے الخ

وفی قوله ما لیس منه اشارة الی ان احداث ما لا ینازع الکتاب والسنة اور قول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ما لیس منہ اشارہ ہے اس کیطرف کہ حادث کرنا اس چیز کا جو مخالف نہیں کتاب وسنت کو وہ مذموم نہیں

کما سنقرره بعد لیس بمذموم انتهی اور حافظ عسقلانی نے جیسا کہ ہم اسکے بعد تقریر کرینگے -

فتح الباری میں کہا وکل ما لم یکن فی زمنه یسمی بدعة لکن ترجمہ - اور ہر چیز جو نہیں تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام رکھی جاتی ہے بدعت کرکے لیکن

منها ما یکون حسنا ومنها ما یکون بخلاف ذلك انتهی بعض اس سے وہ چیز ہے جو نیک ہو اور بعض اس سے وہ چیز ہے جو برخلاف اسکے

اور شیخ جلال الدین السیوطی نے تنویر الحوالک علی موطا الامام مالک میں لکھا ہے اصل البدعة ترجمہ - اصل بدعت

ما احدث علی غیر مثال سابق وتطلق فی الشرع علی ما یقابل وہ چیز ہے جو حادث کیجے بغیر مثال سابق کے اور اطلاق کیجاتی ہے شرع میں مقابل

السنة ای ما لم یکن فی عهده صلی الله علیه وسلم ثم تنقسم سنت کے یعنی جو چیز کہ نہ ہو زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس

الی الاحکام الخمسة انتهی اور ابن ملک نے مبارق الازهار شرح وہ احکام خمسہ کیطرف منقسم ہوتی ہے -

مشارق الانوار میں کہا المحدثة والبدعة بمعنی واحد فی اللغة ترجمہ - محدثہ اور بدعة ایک معنی سے ہیں لغت میں

لکن البدعة هی المخالفة للسنة یعنی کل خصلة جدیدة لیکن بدعت وہ ہے جو مخالف ہو سنت کی یعنی ہر خصلت جدید

او لم یفعلها النبی علیہ الصلوۃ والسلام ضلالة لة
ضلالة ترك الطریق المستقیم والذهاب الی غیرہ
یق المستقیم الشریعة خص من هذا الحکم البدعة
نة کما قال عمر رضی الله عنه فی التراویح نعمت البدعة
علماء البدعة خمسة واجبة کنظم الدلایل لرد شبهة
حدة وغیرهم ومندوبة کتصنیف الکتب وبناء المدارس
ا ومباحة کالبسط فی الوان الاطعمة وغیرها
وهة وحرام وهما ظاهران انتهی اور ابن ملک نے شرح
یح مین تحت حدیث کل بدعة ضلالة کے لکھا ہی وخص
ا الحکم البدعة الحسنة انتهی اور بھی تحت حدیث ومن
بدعة ضلالة کے لکھا ہی قید البدعة بالضلالة لاخراج
عة الحسنة کالمنارة فلا یستحق مبدعها الذنب انتهی
اتیح شرح مصابیح مین مرقوم ہی کل بدعة ضلالة عام مخصوص
بدعة سیئة ضلالة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
ن سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر
ل بها الحدیث وجمع ابوبکر وعمر رضی الله عنهما القرآن
زید رضی الله عنه فی المصحف وجدد فی عهد عثمان رضی الله عنه
التراویح بالجماعة بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم
هی بدعة نعم البدعة واجتمعت الصحابة
الله عنهم علی اقامتها بالجماعة انتهی اور ملا علی قاری نے
شرح مشکوۃ مین تحت حدیث کل بدعة ضلالة کے لکھا ہی

جو لا وے اسکو اور نہین کیا ہی اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ضلالت ہی
کیونکہ ضلالت ترک کرنا طریق مستقیم کا ہی اور جانا اوسکے غیر طرف
اور طریق مستقیم شریعت ہی مخصوص کی گئی ہی اس حکم سے بدعت
حسنہ جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تراویح مین اچھی بدعت ہی
علما نے کہا بدعت پانچ قسم ہین واجب جیسے تحریر کرنا دلایل واسطے رد شبہ
ملحدین وغیرہ کے اور مندوب جیسے تصنیف کرنا کتابونکا اور بنانا مدرسونکا
اور مانند اسکے اور مباح جیسے فراخی طرح طرح کے کھانے وغیرہ مین
اور مکروہ اور حرام دونون ظاہر ہین۔
ترجمہ۔ اور خاص کی گئی ہی
اس حکم سے بدعت حسنہ۔
ترجمہ۔ مقید کیا بدعت کو ضلالت کے ساتھ واسطے خارج کرنے
بدعت حسنہ کے جیسے منارہ پس نہین مستحق ہوگا گناہ کا اسکو ایجاد کرنے والا
ترجمہ۔ ہر بدعت ضلالت ہی یہ عام مخصوص ہے
یعنی ہر بدعت جو بری ہی وہ ضلالت ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص لایا اسلام مین طریقہ نیک پس اسکے واسطے اجر اسکا ہی اور اجر
اس شخص کا جسنے عمل کیا اسپر آخر حدیث تک اور جمع کیا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے قرآن کو
اور لکھا اسکو زید رضی اللہ عنہ نے مصحف مین اور تجدید کیا عہد مین
عثمان رضی اللہ عنہ کے
اور ادا تراویح جماعت کے ساتھ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پس کہا گیا واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے وہ بدعت ہی سو فرمایا کہ اچھی بدعت ہے
اور اتفاق کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسکو قایم کرنے پر جماعت کے ساتھ
ترجمہ

قال في الازهار اي بدعة سيئة ضلالة لقوله صلى الله عليه وسلم
من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها
وجمع ابوبكر وعمر القرآن وكتبه زيد في المصحف وجدد
في عهد عثمان رضي الله عنهم قال النووي البدعة كل شئ عمل
على غير مثال سبق وفي الشرع احداث ما لم يكن في عهد
رسول الله صلى الله عليه وسلم وقوله كل بدعة ضلالة عام مخصوص
قال الشيخ عز الدين بن عبد السلام في آخر كتاب القواعد البدعة اما واجبة
كتعلم النحو لفهم كلام الله ورسوله صلى الله عليه وسلم وكتدوين
اصول الفقه والكلام في الجرح والتعديل واما محرمة كمذهب الجبرية
والقدرية والمرجية والمجسمة والرد على هؤلاء من البدع
الواجبة لان حفظ الشريعة من هذه البدع فرض كفاية
واما مندوبة كاحداث الربط والمدارس وكل احسان لم يعهد
في الصدر الاول وكالتراويح اي بالجماعة العامة والكلام
في دقائق الصوفية واما مكروهة كزخرفة المساجد وتزويق المصاحف
يعني عند الشافعية واما عند الحنفية فمباح واما مباحة كالمصافحة
عقيب الصبح والعصر عند الشافعية ايضا والا فعند الحنفية مكروه
والتوسع في لذيذ المآكل والمشارب والمساكن وتوسيع الاكمام وقد اختلف
في كراهة بعض ذلك اي كما قدمنا قال الشافعي رحمه الله ما احدث
مما يخالف الكتاب والسنة او الاجماع فهو ضلالة وما احدث
من الخير مما لا يخالف شيئا من ذلك فليس بمذموم وقال عمر رضي الله عنه
في قيام رمضان نعمت البدعة هذه هذا آخر كلام الشيخ

ترجمہ۔ کہا ازہار مین یعنی بدعت جو بری ہے ضلالت ہے واسطے قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
جو شخص کہ لایا اسلام مین طریقہ نیک پس واسطے اسکے اجر اسکا ہے اور اجر اس شخص کا
جسنے اوسپر عمل کیا
اور جمع کیا ابوبکر اور عمر نے قران کو اور لکھا اسکو زید نے مصحف مین
اور نئی پیدا کیا گیا
عہد مین عثمان کے رضی اللہ عنہم کہا نووی نے بدعت ہر چیز ہے جو بغیر
مثال سابق کے عمل کی جاوے اور شرع مین حادث کرنا اوس چیز کا جو نہین تہی
زمانہ مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قول آنحضرت کا کل بدعۃ ضلالۃ عام مخصوص ہے
کہا شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے کتاب القواعد کے آخر مین بدعت یا واجب ہے
جیسا سیکھنا نحو کا واسطے فہم کرنے اللہ تعالے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے کلام کے اور جیسا تدوین کرنا
اصول فقہ اور کلام جرح و تعدیل مین یا حرام ہے جیسا مذہب جبریہ
اور قدریہ اور مرجیہ اور مجسمہ اور رد کرنا انپر بدعتہا سے
واجبہ ہے کیونکہ شریعت کی حفاظت ان بدعتون سے فرض کفایہ ہے
یا مندوبہ ہے جیسا حادث کرنا رباطون اور مدرسونکا اور ہر احسان جو
صدر اول مین معہود نہین تہا اور جیسا تراویح جماعت عامہ سے پڑہنا اور کلام
دقایق صوفیہ مین یا مکروہ ہے جیسا نقش و نگار کرنا مساجد کو اور تزئین کرنا
مصحفون کو
شافعیہ کے پاس لیکن نزدیک حنفیہ کے مباح ہے یا مباح ہے جیسا مصافحہ کرنا
پیچھے صبح اور عصر کے یہہ بہی نزدیک شافعیہ کے ہے ورنہ حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے
اور فراخی کرنا لذیذ کہانے اور پینے اور گہر مین اور وسیع کرنا آستینونکا
اور بتحقیق کہ ان سے بعضونکی کراہت مین اختلاف ہے جیسا کہ
ہمنے آگے کہا اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا جو چیز کہ حادث کیجاوے
جو مخالف ہو کتاب و سنت یا اجماع کی پس وہ ضلالت ہے اور جو چیز
کہ حادث کیجاوے
نیکی سے جو مخالف نہین کسی چیز کو انسے پس وہ مذموم نہین اور کہا
عمر رضی اللہ عنہ نے
قیام رمضان مین یہہ اچھی بدعت ہے یہہ آخر کلام شیخ کا ختم

اور علامہ زرقانی نے شرح موطا میں تحت حدیث نعمت البدعة ہذہ کے لکھا ہے قال الباجی وهذا تصریح منه

بانه اول من جمع الناس على قيام رمضان على امام واحد
کہا باجی نے اور یہ تصریح ہے عمر کی اس بات سے کہ اول جو جمع کیا لوگوں کو قیام رمضان کے ایک امام پر

لان البدعة ما ابتدأ بفعلها المبتدع ولم يتقدمه غيره
کیونکہ بدعت وہ چیز ہے جو ابتدا کیا ایسے فعل اختراع کرنیوالے نے اور نہیں مقدم ہوا اس پر اسکا غیر

فابتدعه عمر وتابعه الصحابة والناس الى هلم جرا
پس اختراع کیا اسکو عمر رضی اللہ عنہ نے اور انکی تابعداری کی صحابہ اور لوگوں نے یہانتک کہ دائم رہا

وهذا يبين صحة القول بالرأي والاجتهاد انتهى فسماها
اور یہ بیان کرتا ہے صحیح ہونا قول کا رای اور اجتہاد سے تمام ہوا قول باجی کا پس نام لیا عمر رضی اللہ عنہ نے اسکو

بدعة لانه صلى الله عليه وسلم لم يسن الاجتماع لها ولا كانت
بدعت کرکے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے لیے مجتمع ہونیکو مسنون نہیں گردانا اور نہیں تھی

في زمان الصديق وهي لغة ما احدث على غير مثال سبق
زمانہ میں صدیق رضی کے اور وہ لغت میں جو چیز کہ حادث کرے بغیر مثال سابق کے

وتطلق شرعا على مقابل السنة وهي ما لم يكن في عهده
اور اطلاق کیجاتی ہے شرع میں مقابل سنت کے اور وہ جو چیز کہ نہیں تھی زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

صلى الله عليه وسلم ثم تنقسم الى الاحكام الخمسة وحديث
پھر منقسم ہوتی ہے طرف احکام خمسہ کے اور حدیث

كل بدعة ضلالة عام مخصوص وقد رغب فيها عمر بقوله
کل بدعة ضلالة کی عام مخصوص ہے اور تحقیق کہ رغبت دی ہے اس میں عمر نے اپنے قول سے کہ اچھی بدعت ہے

نعمت البدعة انتهى اور علامہ شیخ ابن حجر مکی نے فتح المبین شرح اربعین میں لکھا ہے البدعة منقسمة
بدعت منقسم ہے

الى الاحكام الخمسة لانها اذا عرضت على القواعد الشرعية
احکام خمسہ کی طرف اسواسطے کہ جب عرض کیجاوے قواعد شرعیہ پر خالی نہیں ہوگی کسی ایک قسم سے ان احکام کے

لم تخل عن واحد من تلك الاحكام انتهى اور علامہ شیخ ابن علان نے دلیل الفالحین شرح ریاض الصالحین میں لکھا ہے

والمراد بالضلالة منها ما ليس له اصل في الشرع وانما حمل عليه مجرد الشهوة
ترجمہ اور مراد ساتھ ضلالت کے بدعت سے وہ ہے جسکو شرع میں اصل نہیں ہے اور جز اینکہ عمل کیا ہے اسپر مگر مجرد شہوت

او الارادة بخلاف محدث له اصل في الشرع اما بحمل النظير على النظير او بغير ذلك
یا ارادہ بخلاف وہ بدعت جسکو شرع میں اصل ہے جسکہ ایک نظیر کو اوسکے نظیر پر حمل کرے یا بغیر اسکے پس وہ نیک ہے

فانه حسن اذ هو سنة الخلفاء الراشدين والائمة المهديين
کیونکہ وہ سنت خلفای راشدین اور ایمہ مہدیین کی ہے

فمنشأ الذم في البدعة ليس مجرد لفظ محدث او بدعة
پس منشا مذمت کا بدعتمیں نہیں ہے مجرد لفظ محدث یا بدعت

بل ما اقترن به من مخالفة السنة ودعايته للضلالة ولذا
بلکہ وہ ہے جو اسکے ساتھ ملی ہوی ہے مخالفت سنت کی اور بلانا اسکا ضلالت کی طرف اور اسی لیے

انقسمت البدعة الى الاحكام الخمسة لانها اذا عرضت
بدعت منقسم ہوی ہے احکام خمسہ کی طرف کیونکہ جب عرض کیجاوے

على القواعد الشرعية لم تخل عن واحد منها فمن البدع الواجبة
قواعد شرعیہ پر خالی نہیں ہوگی ایک قسم سے اسکے پس بدعتہای واجبہ

على الكفاية تعلم العلوم المتوقف عليها فهم الكتاب والسنة
کفایہ سے سیکھنا علوم کا جن پر موقوف ہے فہم کتاب و سنت کا

ها حفظ الشريعة لان حفظها واجب على الكفاية
زاد على المتعين ولا يتاتى حفظها الا بذلك فوجب
البدع المحرمة مذهب سائر اهل البدع المخالفة
لمه اهل السنة والجماعة ومن المندوبة كل احسان
هد في الصدر الاول كاحداث نحو الربط والمدارس
لام في دقايق التصوف ومن المكروهة زخرفة المساجد
ويق المصاحف ومن المباحة التوسع في لذيذ الماكل
ا رب فعلم ان قوله وكل بدعة ضلالة عام اريد
راذ سنة الخلفاء الراشدين فيها مع انا امرنا
عها الرجوع الى اصل شرعي انتهى اور محقق تفتازانی
مقاصد مین لکھا ہے البدعة المذمومة هي المحدث
دين من غير ان يكون في عهد الصحابة والتابعين
ل دليل شرعي عليه ومن الجهلة من يجعل كل امر لم يكن
الصحابة بدعة مذمومة وان لم يقم دليل على قبحه
ا بقوله عليه الصلوة والسلام اياكم ومحدثات الامور
ملمون ان المراد بذلك هو ان يجعل في الدين
ن منه انتهى -

یا اسمین حفاظت ہے شریعت کی کیونکہ اسکی حفاظت واجب کفایہ ہے
اس چیز مین جو زاید رہے واجب عین پر اور حاصل نہووے اسکی حفاظت مگر اسی سے پس واجب ہے
اور بدعتہای محرمہ سے ہے مذہب تمامی اہل بدعات کا جو مخالف ہے
اس چیز کو جسپر اہل سنت وجماعت ہین اور بدعت مندوبہ سے ہے احسان
جو معہود نہین تھا صدر اول مین جیسا حادث کرنا مثل رباطون اور مدرسون کا
اور کلام کرنا دقایق تصوف مین اور بدعت مکروہہ سے ہے نقش ونگار کرنا مساجد
اور تزیین کرنا مصحفونکا اور بدعت مباحہ سے ہے فراخی کرنا لذیذ کھانے
اور پینے مین پس معلوم ہوا کہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کل بدعة ضلالة عام ہے ارادہ کیا گیا ہے اس سے
خاص کا کیونکہ سنت خلفای راشدین کی بھی اسمین داخل ہے باوجودیکہ ہم مامور ہین
اسکی تابعداری کرنے پر واسطے رجوع کے اصل شرعی طرف"
ترجمہ - بدعت مذمومہ وہی ہے جو حادث کی گئی ہے
دین مین بغیر موجود ہونیکے زمانہ صحابہ اور تابعین مین
اور دلالت نکرے اوسپر دلیل شرعی اور بعضے جہلا وے لوگ ہین جو گردانتے ہین ہر امر کو جو نہو
زمانہ صحابہ مین بدعت مذمومہ اگرچہ قایم نہوسکے قباحت پر دلیل
تمسک کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حذر کرو تم حادثونکے نہین جانتے
اور نہین جانتے کہ مراد اس سے گردانا ہے دین مین
وہ چیز جو اس سے نہین"

ہر فرقہ جدیدہ وہ فرقہ ہے آہ **اقول** یہ طعن فقط ہم پر نہین بلکہ ائمہ پر جو قایل قیاس کے ہوے ہین اپنے
عقیدہ سے وارد کرتے ہین جانئے کہ اہل ظاہر اگرچہ انکار قیاس کا کرتے ہین لیکن قدیم الایام سے ہین اما
لوگ سنے اونکا داخل فرقہ سنت وجماعت رکھا انکے برخلاف اپنا ایک جدید مذہب اختراع کیا ہے کہ ائمہ کی تقلید
سے انکار کرتے ہین اور اسکو بدعت سیئہ سمجھتے ہین اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی توہین کو اپنا جزو ایمان

تصور کرتے ہین اور علمائے مجتہدین کے کتاب و سنت سے استنباط کئے ہوئے مسایل کو بدعت ضالہ گمان کرکے
امت کی تضلیل کرتے ہین اسلیئے نظر بر کنارہ کشی انکے فرقہ سنت وجماعت سے ملقب بفرقہ جدیدہ کیا گیا
اگرچہ فرقہ ضالہ کا لقب انہین شایان تہا اور وہ جو آپکو عامل بالحدیث زعم کرتے ہین سو محض ابلہ فریبی ہے
کیونکہ وے نہ احادیث کے حافظ ہین اور نہ احادیث کے کتب انکے پاس اسقدر موجود انکو علم ہی اسقدر نہین
جو صحیح کو سقیم سے نقادی کرے اور ناسخ کو منسوخ سے تمیز دیوے اور کتاب و سنت کی معانی کو فہم کرے اور عام
کو خاص سے جدا کرے اور وجوہات استنباط و ترجیح سے وقفیت رکھے وغیر ذلک من الامور التی لابد منہا
یہہ نہین جانتے کہ کتاب و سنت سے مسایل کو اخذ کرنا ایسے ناواقف لوگ کا کام نہین بلکہ اہل اجتہاد کا کام ہے
جو یہہ لوگ اس سے بمراحل دور ہین دیکہو ابن القیم جسکا کلام ان لوگ کے پاس مقبول ہے اعلام الموقعین مین صاف
لکہا ہے لایجوز لاحد ان یاخذ من الکتاب والسنۃ مالم یجتمع فیہ شروط الاجتہاد من جمیع العلوم انتہی
یعنی جایز نہین کسیکو اخذ کرنا کتاب و سنت سے جبتک کہ جمع نہوا سمین شروط اجتہاد کے تمامی علوم سے۔ پس
کتاب و سنت کی پیروی کا زعم بدون علم کافی یا تقلید کے باطل ہے۔ اما ہم جو اہل سنت وجماعت ہین ائمہ مجتہدین
کی اتباع و تقلید کرتے ہین تو انکی تقلید کے باعث کتاب و سنت کی پیروی ہمین حاصل ہوتی ہے فاسئلوا
اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون اسپر دلیل بین ہے شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح سفر السعادت مین فرمایا
اما درین روزگار پسین این کار صورت نہ بندد چہ مجتہدان دین احادیث واقوال صحابہ را تتبع نمودہ
وناسخ را از منسوخ وصحیح را از سقیم جدا ساختہ وتحقیق وتاویل آن فرمودہ تطبیق وتوفیق میان آنہا دادہ
مذہبی قرار دادہ اند عوام مسلمانرا بلکہ علمای ایشانرا درین روزگار این قوت وطاقت کجاست کہ این کار
از دست ایشان آید ایشانرا جز متابعت مجتہدان کردن ودر پی ایشان رفتن سبیلی نبود وچارہ نہ والعہدۃ علیہم
این کار متقدمین محدثانرا میسر بود وبحقیقت بقیاس واجتہاد کار از پیش بردہ وباخر دست بآن زدن ضرورت
افتد وحکم مجتہد بحقیقت حکم کتاب وسنت ست انتہی۔ **قولہ** عوام کے فعل کی جو تاویل کی یہہ انکی غلط فہمی ہے
اور غفلت ہے اعتقادات عوام سے۔ **اقول** اعتقاد تو امور قلبیہ سے ہے اسکا علم غیب پر موقوف ہے اور ہم
کو اسکے تجسس پر بہی شرعاً مامور نہین حدیث ہلا شققت قلبہ اسپر دلیل بین ہے پس عوام مومنین کے حق مین یہہ گمان

سوء ظن ہے ان بعض الظن اثم ۔ بہرحال ہم کہتے ہین معترض صاحب نے عوام کے فعل نذر و نیاز سے جو فہم کیا ہے
عوام کا اعتقاد بغرض تقرب غیر اللہ اور بامید حل مشکلات از غیر اللہ ہے سو معترض صاحب کی خوش فہمی کا منشا
ر انبیاء و اولیاء و صلحاء کے فواتح کی نذر و نیاز ہے اور اسکو نذر لغیر اللہ گمان کرتے ہین جسکو فقہا نے غیر جایز کہا ہے
ہم کہتے ہین یہہ نذر لغیر اللہ نہین بلکہ نذر للہ ہے کیونکہ کہانا کہلانا اور دیگر صدقات و قراءت آیات و دعا امور ا
ثوابات ہین اور انکا ثواب میت کو پہنچانا منجملہ مسنونات اور امور قربات الہی کے ہے پہر اسکی نذر کرنا صحیح ہے
ر متصف بہ تقرب اللہ ہے اور عوام کے ارادہ مین اسی طرح کی نذر ہے [illegible] صریح دلالت کرتا ہے انکا دعا کرنا ایصال
اب کیلیے پہر انکے اعتقاد مین ارادہ تقرب غیر اللہ رہنے کا دعوی کرنا محض گمانی بات ہے ان الظن لا یغنی
ن الحق شیئا پہر نذر کرنیسے مذکورہ امور لازم ہو جاتے ہین آور نیاز لغت مین بمعنی تحفہ درویشان ہے کما فی البرہان
انبیاء و اولیاء کو ایصال ثواب کرنیکے لیے کہانا کہلانا اور صدقات دینا وغیرہ بہی گویا تحفہ درویشان ہے
ہر دو مین مناسبت ظاہر ہے اور نذر و نیاز ہر دو ایک نہین کیونکہ نذر مین التزام قربت ضرور ہے اور نیاز مین
زام ضرور نہین بہرحال نذر و نیاز سے کچہہ محذور لازم نہین آتا آپ جان رکہین کہ مذکور نذر جب صحیح ہے تو
احنفی مذہب مین وہ کہانا جسکو کہلانے یا تقسیم کرنیکی نیت کی ہے یا عادت ہے تو اسیکو کہلانا لازم ہوگا اگرچہ غنی
ناذر کے عیال مین ہو لیکن حنفی مذہب مین اسکے عیال اور اغنیا کو کہلانا جایز نہین کما ہو مصرح فی الکتب الفقہیہ
ابدون نذر کے جو فواتح کرتے ہین وہ کہانا اغنیا وغیرہ کو کہلانا حنفی اور شافعی مذہب مین جایز ہے
لانا قاضی الملک بدر الدولہ رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فیض الکریم مین شافعیہ کی کتب معتبرہ سے مسایل بیان کرنیکے
بعد فرماتے ہین ان مسایل کے نظر کرتے ہم کہتے ہین کہ میت کے نام سے فاتحہ کرنا بہی قربات سے ہوگا کیا واسطے
آن شریف کے سورے پڑہکے انکا ثواب میت کو بخشنا اور میت کی مغفرت واسطے دعا کرنیکو عرف مین فاتحہ
تے ہین اسکے ساتہہ کبہی شیرنی یا میوہ یا کہانا اپنے حسب حال تیار کرکے کہلاتے ہین اور بانٹتے ہین اموات کیلیے
یا مانگنا اور انکے نام سے صدقہ دینا باتفاق اہل سنت و جماعت قربات سے ہے جب دعا کرنا اور کہانا کہلانا قربات سے
ہوا تو اسکی نذر کرنا بہی صحیح ہوا اور اسکو ادا کرنا بہی لازم ہوا فاتحہ کا کہانا جسکو کہلانیکی یا تقسیم کرنیکی نیت کر لیگا تو
اسی کو کہلانا لازم ہوگا اگرچہ وہ شخص غنی یا ناذر کے عیال مین ہو اور فاتحہ کا کہانا فقرا مساکین کو کہلا دے تو

ہمین اجر ہی سو بات نہین بلکہ اغنیا کو بھی بطریق صدقہ یا ہدیہ دینے مین اجر ہے اگرچہ فقرا یا مساکین کو کھانا دینے مین
اب بڑہکے ہے انتہی اور فصل الخطاب مین مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی گئی ہے
حقیقت این نذر آن ست کہ اہدای ثواب اطعام و انفاق و بذل مال بروح میت کہ امری ست مسنون و
از روی احادیث صحیحہ مثل ما ورد فی الصحیحین من حال ام سعد وغیرہا این نذر مستلزم میشود پس حاصل این نذر
ست ان شئت قلت مثلا اہدی ثواب ہذا القدر الی روح فلان و ذکر ولی برای تعیین عمل منذور ست
برای مصرف و مصرف این نذر نزد ایشان متوسلان آن ولی می باشند از اقارب و خدمہ و ہم طریقان و امثال
ذلک و ہمین ست مقصود نذر کنندگان بلا شبہہ و حکمہ انہ صحیح یجب الوفاء لانہ قربۃ معتبرۃ فی الشرع انتہی
اور مولانا شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ نے اپنے فتوی مین تحریر فرمایا ہے طعامیکہ بران نیاز حضرت امامین علیہما السلام
نمایند و بران فاتحہ و قل و درود خوانند تبرک میشود و خوردن آن بسیار خوب ست الخ انتہی اور مولوی
اسحق دہلوی نے بھی اپنے فتوی مین ایسا ہی تحریر فرمایا ہے اور مولانا شاہ ولی اللہ نے اپنے فتوے مین تحریر فرمایا ہے
اگر مالیدہ و شیر برنج وغیرہ نیاز فاتحہ بزرگی بقصد ایصال ثواب بروح ایشان پزیدہ بخورانند مضائقہ نیست و طعام نذر اللہ اغنیا را خوردن نیست
اگر معترض صاحب کے خوش فہمی کا منشا امید حل مشکلات ہے جو فواتح کرنے سے رکھین تو ہم کہتے ہین اس سے
فاعل مستقل غیر اللہ کو سمجھنا لازم نہین آتا جو ممنوع ہے بلکہ مومن کے ظاہر حال کے دیکھتے ہی متبادر ہوتا ہے کہ
یہ فاعل مستقل اللہ کو جانتا ہے اور غیر اللہ کو واسطہ سمجھکر اس سے امید رکھتا ہے اسکو فاعل مستقل جانتا نہین
جیسا کہ ادویہ کو استعمال کرتے ہین اور امید شفا کی رکھتے ہین اور نسبت شفا کی اسکے طرف کرتے ہین اور موثر
حقیقی اللہ کو سمجھتے ہین اسکے جواز مین کچھ شبہہ نہین فلا تغفل و رہے عوام کے اعتقاد مین فاعل مستقل غیر اللہ ہے
اسکے زعم کرنا فقط ظن و تخمین ہے ایاکم والظن فانہ اکذب الحدیث ، اعاذنا اللہ من سوء الظن بالمومنین
بہرحال انکو عوام سے اس بابت کا گمان ہے تو بالکلیہ اسکو منع کرنا اور اتنا غوغا بے سبب مچانا کس لیے ہے
بلکہ ضرور ہے کہ انکو تعلیم کرانا اور کہدینا کہ ایسے امور مین بالتصریح نیت تقرب الہی کی رکھو نہ تقرب موتی کی
قولہ کھانا سامنے رکھکر قرآن پڑہنا اور فاتحہ کیواسطے ربیع الاول یا کسی دن کی تخصیص کرنا سنت سے
ثابت نہین الخ۔ **اقول** معترض صاحب کا کلام مبنی ہے اس بات پر کہ کل بدعت ناروا ہین تو ہم سابق میں بتا چکے

ن بیان کر چکے اب ہم کہتے ہین اولاً کہانا سامنے رکہکر قرآن شریف کے سورے وغیرہ پڑہنا جایز ہے شرعاً
قباحت لازم نہین آتی۔ شیخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف المعارف مین لکہا ہے وکان بعض الفقراء عند الاکل
ع فی تلاوة سورة من القرآن یحضر الوقت بذلک حتی تنغمر اجزاء الطعام بانوار الذکر انتہی
ور تہے بعض فقرا نزدیک کہانیکے شروع کرنے تلاوت مین ایک سورہ قرآن سے جو حاضر لاتے اسوقت اسکو تاکہ منغمر ہوجاتے طعام کے اجزا
سے ذکر کے۔ اور مولانا شاہ عبد العزیز نے اپنے فتوی مین تحریر کیا ہے دوم آنکہ بہیئت اجتماعیہ مردم کثیر جمع شوند
کلام اللہ کنند و فاتحہ بر شیرینی یا طعام نمودہ تقسیم درمیان حاضران نمایند این قسم معمول زمانہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
لفای راشدین نبود اگر کسی اینطور بکند باک نیست زیراکہ درین قسم قبح نیست بلکہ فایدہ احیا و اموات را حاصل
ود انتہی۔ دیکہو شیرینی یا طعام پر فاتحہ کرنا جایز ہونے پر تصریح فرمائی بلکہ مولانای موصوف آپ خود اسپر عمل
تے تہے چنانچہ اپنے دوسرے فتوی مین اپنا فعل بیان کرتے ہین کہ بعد از ان ختم قرآن و پنج آیہ خواندہ بر ما حضر فاتحہ نمودہ
ید انتہی اور بہی لکہا ہے پستر بر ما حضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آن بحاضرین مجلس میشود انتہی۔ اور
سابق مین مولانا شاہ عبد العزیز اور مولوی اسحق دہلوی کا فتوی منقول ہوا۔ اور ثانیاً ہم نصوص شرعیہ سے
ا سامنے رکہکر قرآن شریف کے سورے وغیرہ پڑہنے کا جواز ثابت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ امام یافعی رحمہ اللہ نے
ر النظیم فی فضایل القرآن العظیم مین تحریر فرمایا ہے سورة قریش من قرأ علی طعام یخاف منہ امن وکفی وجع
یعتین انتہی یعنی سورہ قریش کو جسنے پڑہا طعام پر جس سے خوف ہے تو امن پائیگا اور کافی ہوگا درد کو گردہ کے اور
نووی رحمہ اللہ نے اذکار مین تحریر فرمایا ہے روینا فی کتاب ابن السنی عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما
النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول فی الطعام اذا قرب الیہ اللہم بارک لنا فیما رزقتنا وقنا عذاب النار انتہی
ہتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے طعام مین جب نزدیک کیا جاتا آپکے اللہم بارک لنا الخ۔ اور شیخ شہاب الدین احمد الشرجی نے تحفہ
بائرۃ الفواید مین تحریر کیا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قال عند اول الطعام اللہم بارک لنا فیما رزقتنا
نا عذاب النار لم یضرہ ذلک و بورک لہ فیہ انتہی یعنے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے کہانے نزدیک اول طعام کے
م بارک لنا فیما رزقتنا وقنا عذاب النار تو نہین ضرر دیگا اسکو اور برکت دیجاویگی اسکو۔ اور شیخ شہاب الدین سہروردی نے
رف المعارف مین تحریر کیا ہے ومما یذہب داء الطعام المغیر لمزاج القلب ان یدعو فی اول الطعام ویسال اللہ تعالی

ہیجعلہ عونا علی الطاعۃ انتہی ترجمہ۔ اور از جملہ اس چیز کے جو لیجاتی ہے طعام کے بیماری کو جو تغیر دینے والی ہے مزاج کو قلب کے
کہ دعا کرے اول طعام میں اور سوال کرے اللہ تعالی کے پاس یہہ کہ گردانے اسکو مددگار طاعت پر آور قسطلانی نے
اسب للدنیہ میں لکھا ہے روی البخاری فی تاریخہ عن عبد اللہ بن مسعود من قال حین یوضع الطعام بسم اللہ
خیر الاسماء فی الارض و فی السماء لا یضر مع اسمہ داء اجعل فیہ رحمۃ وشفاء لم یضرہ ما کان انتہی ترجمہ۔
روایت کی ہے بخاری نے اپنی تاریخ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جسنے کہا اسوقت کہ رکھا جاتا ہے طعام بسم اللہ الخ
یعنی شروع نام سے اللہ کے جو بہتر ناموں کا ہے زمین میں اور آسمان میں ضرر نہیں پہنچاتی اسکے نام کے ساتھہ بیماری گردان
اسمیں رحمت اور شفا۔ نہیں ضرر دیگی اسکو جو کچھہ ہو۔ غور کرو کہ طعام پر سورہ پڑہنا اور اسکے نزدیک دعا کرنا ماموربہ شرعیہ
ہے اور ما نحن فیہ میں کہانیکے روبرو سورے پڑہنا اور اسکا ثواب ارواح کو پہنچنے کیلئے دعا کرنا بھی جایز ہوا اسکا انکار
غیر مسموع ہے معہذا حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کل امر ذی بال لم یبدأ بالحمد للہ اقطع ترجمہ۔ ہر امر جو شان دار ہو
ابتدا نکیا جاوے اللہ کے حمد سے وہ بے برکت ہے۔ امام نووی وغیرہ ائمہ نے اس حدیث سے استدلال کرکے ہر امر مہم کے
ابتدا میں حمد کرنا سنت ہونے پر تصریح کی ہے پس ہم کہتے ہیں کہ کہانے کا ثواب ایصال بارواح کرنا بھی اسمیں داخل ہے
اور اسکے ابتدا میں حمد کرنا بھی مندوب ہے جب حمد ترک کرنیسے مقطوع البرکت ہونا لازم آتا ہے تو اسکا فعل سبب برکت کا
ہوا پس ابتدا حمد سے کرنا مندوب اور سبب برکت کا ہوا تو ابتدا سورۂ فاتحہ سے کرنا جو وہ بھی حمد ہے البتہ اولی و اکمل
ہے اور اسمیں جب غیبوبت شرط نہیں تو کہانا سامنے رکھنا بھی محذور نہیں پس امر مسنون کے عموم میں جو افراد
شامل تھے انکے ایک فرد خاص کو غیر جایز زعم کرنا باطل ہے فلا یعبأ بہ اما معترض صاحب جو ربیع الاول یا کسی دن کی
تعیین کو ناروا تصور کرتے ہیں سو انکا یہہ تصور بھی صحیح نہیں۔ ہم اولاً علما اور اکابر دین کے اقوال سے اور ثانیاً احادیث
سے اسکا جواز ثابت کر دیتے ہیں۔ علامہ شیخ ابن حجر مکی نے شرح اربعین امام نووی میں کہا قال الامام ابو شامۃ
کہا امام ابو شامہ نے

شیخ المصنف رحمہما اللہ تعالی ومن احسن ما ابتدع — جو مصنف یعنی امام نووی کا شیخ ہے رحم کرے اللہ تعالی ان دونوں پر اور بہتر چیزوں سے ہے جو اختراع کیا گیا ہے
فی زماننا ما یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولدہ — ہمارے زمانہ میں جو کیا جاتا ہے ہر سال اس روز جو موافق ہو واسطے روز پیدایش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
صلی اللہ علیہ وسلم من الصدقات واصطناع المعروف — صدقات اور کرنا نیک کام
واظہار الزینۃ والسرور انتہی اور یہی ابن حجر مکی نے — اور ظاہر کرنا زینت اور خوشی کا ۱۲

نعمۃ الکبری علی العالم میں حافظ ابن حجر عسقلانی سے نقل کیا ہے ینبغی ان یتحری الیوم بعینہ فان کان ولد لیلا
سزاوار ہے قصد کرنا اسی روز بعینہ پس اگر پیدائش ہوئی رات کو

لیقع الشکر بما یناسب اللیل کالاطعام والقیام وان کان ولد
تو چاہیے کہ واقع ہو واسطے شکر اس چیز سے جو مناسب ہو رات کو جیسا کھانا کھلانا اور قیام اور اگر پیدائش ہوئی

نہارا فبما یناسبہ کالصیام ولا بدان یکون ذلک الیوم عدد
دن کو تو اس چیز سے جو مناسب ہے دن کو جیسا صیام اور ضروری ہے کہ ہونا وہ روز مہینے کے روز دن کے شمار سے

ایام الشہر بعینہ حتی یطابق قصۃ موسی علیہ السلام سے فی
بعینہ تاکہ مطابق ہو وے قصہ کو موسی علیہ السلام کے

یوم عاشوراء انتہی اور شیخ ابن الرساع نے تذکرۃ المحبین میں لکھا ہے
عاشورا کے روز میں"

من آداب المحب لہذا النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم ان یکون
اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلیے محبت رکھنے والے کے آداب سے یہ ہے کہ

یعظما اللیلۃ میلادہ ولیوم الذی اظہرہ اللہ فیہ
تعظیم کرے آپکی پیدائش کی رات کی اور اس روز کی جس میں اللہ تعالی نے آپ کو ظاہر کیا

ینبغی لکل شایق ومحب ان یظہر السرور والبشارۃ فی تلک
پس سزاوار ہے واسطے ہر شایق اور محب کے ظاہر کرنا سرور اور بشارت

اللیلۃ وصبحہا ویمتع اہلہ واولادہ بما امکن لہ لحصول
اس رات میں اور اسکی صبح کو اور فایدہ مند کرے اپنے اہل اور اولاد کو جس قدر کہ ممکن ہو تاکہ

برکتہا ویدخل السرور علیہم ویعلمہم انہ انما فعل ذلک
اسکی برکت حاصل ہوئے اور انکو خوش کرے اور انکو معلوم کرا دے کہ آپ نے یہ نہیں کیا ہے

محبۃ لتلک اللیلۃ وسرورا بہا واعتناء بفضلہا وبیان
مگر اس رات کی محبت اور سرور کیواسطے اور اہتمام کرے اسکی فضیلت کو اور بیان کر دیوے

انہا اشرف اللیالی عند اللہ انتہی اور حافظ جلال الدین السیوطی
کہ سب راتوں میں وہ اشرف ہے اللہ کے پاس"

نے وظایف الیوم واللیلۃ میں فرمایا وعمل المولد کل سنۃ فی ربیع الاول
ترجمہ - اور عمل مولد کا ہر سال ربیع الاول میں

استبشارا وسرورا بمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم حسن محمود
واسطے خوشی اور مسرت کے پیدائش سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نیک ستودہ ہے"

انتہی اور شیخ الامام برہان الدین الجعبری نے مورد الکرام میں لکھا ہے حق علی
ترجمہ - حق ہے

کل انسان من امتہ والداخل فی ملتہ التنویہ بہذا المولد السعید
ہر انسان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور داخل ہونیوالے ملت میں آپکے شہرہ کرنا اس مولد سعید کو

فی کل عام جدید واولی ما کان ہذا التنویہ فی ہذا الشہر الظاہر فیہ انتہی
ہر سال جدید میں اور اولی ہے ہونا اسکا اس مہینے میں جو ظاہر ہوئے آپ جس میں

اور علامہ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے فرحم اللہ امرا اتخذ
ترجمہ - پس رحم کرے اللہ تعالی اس مرد کو جو بنایا

لیالی شہر مولدہ المبارک اعیادا لیکون اشد علۃ علی من فی
راتوں کو شہر مولد مبارک کے عیدیں تاکہ سخت علت ہو وے اس شخص پر کہ

قلبہ مرض واعیی داء انتہی اور فتاوی طبنداوی میں مذکور ہے
جسکے دل میں مرض اور صعب بیماری ہے"

لا باس بالجمعیۃ التی تعمل فی کل سنۃ للشیخ الجلیل الکبیر
ترجمہ مضایقہ نہیں ہے وہ جمعیت جو عمل کیجاتی ہر سال واسطے شیخ جلیل

احمد بن علوان نفع الله به فان المقصود به زیارته والقرأة له انتہی احمد بن علوان نفع دی اللہ تعالیٰ سے کیونکہ مقصود ان سے زیارت انکی ہے اور قرأت انکے لئے ۱۲

اور یہی اسی فتاوی میں مسطور ہے لا باس بزیارة الاولیاء ترجمہ۔ مضایقہ نہیں زیارت اولیا کی

فی یوم معروف وکزیارة الشیخ الجلیل الکبیر عیسیٰ بن اقبال الهتار اس روز جو معروف ہے جیسا زیارت شیخ جلیل کبیر عیسیٰ بن اقبال الهتار کی

فی کل سبت من رجب الفرد وکذا زیارة الشیخ الجلیل ہر روز شنبہ کو ماہ رجب کے اور ایسا ہی زیارت شیخ جلیل کبیر

الکبیر ابی الغیث بن جمیل فی آخر سبت منہ وکذا لا باس ابو الغیث بن جمیل کی آخر روز شنبہ کو رجب کے اور ایسا ہی مضایقہ نہیں

بزیارة الشیخین الجلیلین القطبین الشهیرین محمد بن ابی بکر زیارت ہر دو شیخ جلیل قطب شہیر محمد بن ابی بکر

الحکمی ومحمد بن حسین البجلی ومن معهما من الاولیاء الحکمی اور محمد بن حسین البجلی کی اور انکے ہمراہ جو اولیا ہیں

فی اول خمیس منہ ولا انکار بل یستحب الزیارة لهؤلاء الاولیاء اول پنجشنبہ کو رجب کے اور نہیں کچھ انکار نہیں بلکہ مستحب ہے زیارت ان اولیا کی

کما قررناه انتہی اور مجموع الروایات میں مذکور ہے جیسا کہ ہمنے تقریر کی ۱۲

ان اراد ان یتخذ الولیمة فلیتخذ بادراك یوم موته ویحتاط ترجمہ۔ اگر ارادہ کرے کہ تیار کرے ولیمہ تو چاہیے کہ تیار کرے ساتھ اوس روز وفات انکے اور احتیاط کرے

فی الساعة التی نقل فیها روحه لان ارواح الموتی یاتون اس ساعت کہ جسمیں نقل کیا ہے انکی روح نے کیونکہ ارواح آتے

فی ایام الاعراس فی کل عام فی ذلك الموضع فی تلك الساعة عرس کے ایام میں ہر سال اس موضع میں اس ساعت میں

فینبغی ان یطعم الطعام والشراب فی تلك الساعة فان پس سزاوار کہ کھلاوے کھانا اور پانی اس ساعت میں کیونکہ

ارواحهم یفرحون بذلك ویدعون لهم والا یدعون علیهم انتہی انکی ارواح خوش ہوتی ہیں اس سے اور دعا دیتے انکے لئے ورنہ بددعا کرتے ہیں اون پر ۱۲

اور شیخ احمد بن محمد الفاروقی نے توضیح الہدی باعمال التقی میں مسطور کیا ہے ترجمہ

وفی بعض الکتب اذا اراد ان یتخذ الوضیمة ینبغی ان یجتهد بادراك اور بعضی کتب میں ہے جبکہ ارادہ کرے کہ تیار کرے طعام تو سزاوار ہے کہ کوشش کرے ساتھ ادراک

یوم موته ویحتاط فی الساعة التی انتقل روحه فان ارواح الموتی روز وفات انکے اور احتیاط کرے اس ساعت میں جو روح انکی منتقل ہوئی ہے کیونکہ ارواح

یاتون فی ایام الاعراس فی کل عام فی ذلك الموضع فی تلك الساعة آتی ہیں عرس کے دنوں میں ہر سال اس موضع میں اس ساعت میں

فینبغی ان یطعم الطعام والشراب فی تلك الساعة فان ذلك یفرح پس سزاوار ہے کھلاوے کھانا اور پانی اس ساعت میں کیونکہ وہ خوش کرتا ہے

ارواحهم وان فیه تاثیرا بلیغا فاذا راوا اشیاء من الماکولات والمشروبات انکی ارواح کو اور اسمیں بڑی تاثیر ہے پھر جب دیکھیں ماکولات ومشروبات

یفرحون ویدعون لهم والا تحزنوا علی ذلك ودعوا علیهم انتہی تو خوش ہوتے ہیں اور انکے لئے دعا کرتے ہیں ورنہ غمگین ہوتے ہیں اسپر اور بددعا کرتے

ی اسی کتاب مین لکھا ہے روایت فی بعض الکتب انه لما توفی النبی — ترجمہ۔ مین نے دیکھا ہے بعض کتب مین کہ ہرگاہ وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

الله علیه وسلم اطعم عنه کل یوم واحدة من امهاتنا المومنین — کھانا کھلایا آپکے طرف سے ہر روز ایک بی بی نے امہات المومنین سے

یهن عائشة رضی الله عنها ثم اطعم ابوبکر الصدیق اکثر اهل المدینة — اور آخر انکے عائشہ رضی اللہ عنہا تھین اسکے بعد کھانا کھلایا ابوبکر صدیق نے اکثر اہل مدینہ کو

فی ذلك ثانی عشر من شهر ربیع الاول ولعل هذا هو الاصل — اور تھا وہ بارہوین مین شہر ربیع الاول اور شاید یہی اصل ہے

اذ اکثر الناس هذا الیوم یوم المولود انتهی اور شیخ عابد سندی — بنانا اکثر لوگونکا اس روز کو روز مولود کرکے ۱۲

نے اپنے رسالہ مین کتاب الشمائل سے نقل کیا ہے ویوم مولده — ترجمہ۔ اور روز مولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

الله علیه وسلم ذبح ابوبکر الصدیق رضی الله عنه مائة ناقة — ذبح کئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سو اونٹ

تک بها وتصدق ابوهریرة رضی الله عنه فی ذلك بثلاثة — اور تصدق کیا اونکو اور تصدق کین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسمین

ن من شعیر انتهی اور شیخ عبدالحق دہلوی نے ماثبت بالسنة — تین روٹیاں جو کی ۱۲

م السنة مین تحریر کیا ہے فان قلت هل لهذا العرف الذی شاع — ترجمہ۔ پس اگر تو کہیگا کہ آیا اس عرف کو جو شایع ہوا ہے

رنا فی حفظ اعراس المشایخ فی ایام وفاتهم اصل فان یك — ہمارے شہرونمین حفاظت کرنا مشایخ کے عرسونکا انکی وفات کے دنوں مین اصل ہے پھر اگر ہے

لك علم بذلك فاذکره قلت سالت عن ذلك شیخنا — تیرے نزدیک علم اسکا تو اسکو بیان کر۔ مین کہونگا کہ سوال کیا مین نے ہمارے شیخ امام عبدالوہاب المتقی کی سے

م عبدالوهاب المتقی المکی فقال ذلك من طریق المشایخ وعاداتهم — پس شیخ نے کہا کہ وہ مشایخ کے طریقون اور انکی عادتون سے ہے

لك نیاتهم قلت کیف تعیین فی ذلك الیوم دون سایر الایام — اور انکے لئے اسمین نیتین ہین مین نے کہا کسطرح معین ہوا وہی روز بخلاف باقی دنون کے

ظایر کمصافحة بعض المشایخ بعد الصلوة والاکتحال یوم عاشوراء — اور اسکے لئے نظایر ہین جیسے مصافحہ کرنا بعض مشایخ کا بعد نماز کے اور سرمہ لگانا روز عاشورا

سنة علی الاطلاق وبدعة من جهة الخصوصیة ثم قال وقد ذکر — پس وہ سنت ہے علی الاطلاق اور بدعت ہے جہت خصوصیت سے اسکے بعد شیخ نے کہا اور مقرر ذکر کیا ہے

المتاخرین من مشایخ المغرب ان الیوم الذی وصلوا الی جناب العزة — بعض متاخرین نے مشایخ مغرب سے کہ جس دن وہ پہونچے جسمین واصل ہوئے جناب عزت

ایه القدس یرجی من الخیر والبرکة والنورانیة اکثر من — بعد منظاہر قدس کیطرف امید خیر اور برکت اور نورانیت کی اکثر ہو زائد

ایه الایام ثم اطرق ملیا ثم رفع راسه فقال لکن فی — باقی ایام سے اسکے بعد شیخ نے تھوڑا تامل کرکے اپنے سر کو اوٹھا کے کہا نہین تھا

السلف شیء من ذلك وانما هو من مستحسنات المتاخرین — زمانہ سلف مین کوئی چیز ان سے اور وہ فقط مستحسنات متاخرین کے سے ہے

اعلم انتهی اور یہی توضیح الهدی مین مسطور ہے واللہ اعلم ۱۲

قال المشايخ والعلماء ينبغي للزاير ان يراعي وقت وصاله
خصوصا في يوم العرس فان له تاثيرا بليغا وانهم قد وجدوا
في الزيارة في هذا الوقت فوايد باطنية وبركات وكرامات
ظاهرة اكثر ما وجدوا في حال حيواتهم ولهذا قال الشافعي
رحمه الله قبر موسى الكاظم الترياق المجرب وكان الشيخ ابو عبد الله
النوري يقول اذا كانت الرحمة تنزل عند ذكرهم فما ظنك
بمواطن اجتماعهم على ربهم ويوم قدومهم عليه بالخروج من هذه
الدار الفانية المملوة بالمحن والشدايد وهو قربهم من ربهم
فارغين عن العلايق البشرية والوساوس النفسانية والهواجس
الشيطانية فزيارتهم في ذلك الوقت هنيئة لهم وتعرض
لما يتجدد لهم من نزول الرحمة عليهم وحصول زيادة القرب عن ربهم
فهي اذن مستحبة ان سلمت من محرم ومكروه وفي تفسير الدر
تحت قوله تعالى سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار اخرج
ابن المنذر وابن مردويه عن انس رضي الله عنه ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم كان ياتي احدا كل عام ويسلم على قبور الشهداء
ويقول سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار واخرج ابن جرير
عن محمد بن ابرهيم قال كان النبي صلى الله عليه وسلم ياتي قبور الشهداء
على راس كل حول ويقول سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار
وابوبكر وعمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم كانوا يفعلون كذلك
وروي ان فاطمة رضي الله عنها كانت تاتي قبر حمزة بن
عبد المطلب رضي الله عنه في كل عام فترمه اور بھی شیخ

ترجمہ۔ کہا مشایخ اور علمانے سزاوار ہے زایر کیلیئے کہ رعایت کرنا وقت وصال کی
خصوصا عرس کے روز کیونکہ اسکے واسطے بڑی تاثیر ہے اور بیشک انہوں نے پائے ہین
زیارت کے بیچ اسی وقت فواید باطنی اور برکات اور کرامات ظاہر
اکثر اس سے جو حالت حیات مین پاتے تھے اور اسیلئے فرمایا شافعی
رحمہ اللہ نے قبر موسی کاظم رحمۃ اللہ علیہ کی تریاق ہے مجرب اور شیخ ابو عبد اللہ
نوری کہتے تھے کہ جب رحمت نازل ہوتی ہے انکے ذکر کے وقت پس کیا گمان ہے تیرا
جگہون سے اجتماع انکے اپنے رب اور روز قدوم انکے اسطرح پر خارج ہو کر اس
دار فانی سے جو بھری ہوئی ہے محنتون اور سختیون سے اور وہ قرب انکا ہے اپنے رب سے
درحالیکہ خالی ہین علایق بشری اور وساوس نفسانی اور خطرات
شیطانی سے پس زیارت انکی اسوقت آمادہ ہونا ہے انکے لئے اور پیش آنا ہے
واسطے اسی چیز کے جو انکے لئے متجدد ہوتی ہے نازل ہونا رحمت کا ان پر اور زیادہ قرب حاصل ہونا اپنے رب سے
پس زیارت انکی اسوقت مستحب ہے اگر سالم رہے منہی حرام و مکروہ سے اور تفسیر در منثور مین
تحت قول اللہ تعالی سلام علیکم الآیۃ کے ذکر کیا ہے روایت کیا ہے
ابن المنذر اور ابن مردویہ نے انس رضی اللہ عنہ سے تحقیق کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آتے تھے احد کو ہر سال اور سلام کرتے قبور شہداء پر
اور فرماتے سلام علیکم الخ۔ اور روایت کیا ہے ابن جریر نے
محمد بن ابراہیم سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے تھے قبور شہدا پر
اوپر سر ہر سال کے اور فرماتے سلام علیکم بما صبرتم الخ
اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے
اور مروی ہے کہ تحقیق فاطمہ رضی اللہ عنہا آتی تھیں قبر کو حمزہ بن
عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے ہر سال بیچ مرمت کرتیں اسکو ۱۲

بالحق دہلوی نے ما ثبت بالسنہ میں تحریر فرمایا ہے قلت فبھذہ الروایۃ ترجمہ ۔ میں کہتا ہوں پس اس روایت سے

کون عرسہ تاسع ربیع الاخر وھذا ھو الذی ادرکنا ہوتا ہے عرس شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا نوین ربیع الاخر کو اور یہی

سیدی الشیخ العارف الشیخ عبد الوھاب القادری الحنفی ہے جو پایا ہم نے میرے سردار شیخ عارف شیخ عبد الوہاب قادری الحنفی المکی کو

المکی فانہ قدس سرہ کان یحافظ فی یوم عرسہ رضی اللہ عنہ کہ وہ محافظت کرتے روز عرس شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ

ھذا التاریخ اما اعتمادا علی ھذہ الروایۃ او علی ما رای من شیخہ اسی تاریخ میں یا اعتماد کرکے اسی روایت پر یا اوپر اس چیز کے جو دیکھا

الکبیر علی المتقی او من غیرہ او من المشایخ رحمۃ اللہ علیہم اپنے شیخ کبیر علی المتقی سے یا اور غیر سے یا مشایخ سے رحمۃ اللہ علیہم ۱۲

انتہی اور مخزن میں مسطور ہے حضرت سید محمد بندہ نواز قدس سرہ بروح قطب عالم خواجہ نصیر الدین قدس سرہ در شب ہژدہم

رمضان المبارک بسیار تصدق کردی و اطعام فقرا و مساکین نمودی انتہی اور خزانہ جلالیہ میں جو ملفوظ حضرت مخدوم

اشرف جہانیان قدس سرہ ہے مذکور ہے یکی از شرائط صدق ارادت اینست کہ بروح کسی کہ اطعام کند باید کہ در وقت

تصنیف کہ آن بزرگوار رحلت کردہ بفقرا طعام نماید انتہی اور مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ تعالی نے رسالہ انتباہ

فی سلاسل اولیاء اللہ میں تحریر فرمایا ہے اخبرنی سیدی الوالد ترجمہ ۔ مجھکو خبر دی ہے میرے سردار والد نے

انی کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلۃ بالنبی صلی اللہ فرمایا کہ میں تیار کرتا تھا ایام مولد میں طعام واسطے صلہ کرنیکے نام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے

علیہ وسلم فلم یفتح لی فی سنۃ من السنین شیء اصنع بہ پس کشائش نہوئی میرے لیے کسی سال میں سالہا میں کوئی چیز جس سے میں طعام تیار کرون

طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمتہ بین الناس سو میں نے نہیں پایا مگر چنے بریان پھر اسکو میں نے تقسیم کردیا لوگوں میں

فرایتہ صلی اللہ علیہ وسلم وبین یدیہ ھذہ الحمص انتہی سو میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں درحالیکہ روبرو آپکے یہہ چنے تھے ۱۲

مولانا ہی موصوف نے ہمعات میں تحریر فرمایا ہے ازینجاست حفظ اعراس مشایخ و مواظبت بزیارت قبور ایشان

والتزام فاتحہ خواندن و صدقہ دادن برای ایشان و اعتنای تمام کردن بتعظیم آثار و اولاد و منتسبان ایشان انتہی

اور مولانا عبد العزیز دہلوی رحمہ اللہ تعالی نے اپنے فتوی میں تحریر فرمایا جو زیارت قبور کیلئے تعیین روز کے جواز سے سوال

تھا رفتن بر قبور بعد سال یک روز معین کردہ سہ صورت ست اول آنکہ یک روز معین نمودہ یک شخص یا دو شخص بغیر ہیئت

اجتماعیہ مردم کثیر بر قبور محض بنابر زیارت و استغفار روند اینقدر از روی روایات صحیح ثابت ست و در تفسیر در منثور

نقل نمودہ کہ ہر سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر مقابر میرفتند و دعای مغفرت اہل قبور می‌نمودند اینقدر ثابت ست و مستحب

دوم آنکه بهیئت اجتماعیه مردم کثیر جمع شوند و ختم کلام الله کنند و فاتحه بر شیرینی یا طعام نموده تقسیم درمیان حاضران نمایند
این قسم معمول از زمانهٔ پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم و خلفای راشدین نبوده اگر کسی بدینطور بکند باک نیست زیرا که درین قسم
قبح نیست بلکه فایده احیا و اموات را حاصل میشود سوم طور جمع شدن بر قبور اینست که مردمان یک روز معین نموده
لباسهای نفیس و فاخره پوشیده و مثل روز عید شادمان شده بر قبرها جمع شوند و رقص و غیره سماع با مزامیر و دیگر بدعات
ممنوعه مثل سجود برای قبور و طواف گرداگرد آن قبور می نمایند این قسم حرام و ممنوع بلکه بعضی بحد کفر میرسند و همین محمل این
هر دو حدیث است لا تجعلوا قبری عیدا و لا تجعلوا قبوری وثنا چنانچه در مشکوة موجود است انتهی اور بھی
مولانای موصوف نے اپنے دوسرے فتوے مین تحریر کیا ہے در تمام سال دو مجلس در خانهٔ فقیر منعقد می شود مجلس ذکر مولود شریف
و مجلس ذکر شهادت حسنین اول که مردم روز عاشورا یا یک دو روز پیش ازین قریب چهارصد یا پانصد کس بلکه قریب
هزار کس و زیاده ازان فراهم می آیند و درود می خوانند بعد ازان که فقیر می آید می نشیند و ذکر فضایل حسنین که در
حدیث شریف وارد شده درمیان می آید و آنچه در احادیث اخبار شهادت این بزرگان و تفصیل بعض حالات
و بد مآلی قاتل ایشان وارد شده نیز بیان کرده میشود و درین ضمن بعض مرثیه ها از غیر مردم یعنی جن و پریها که حضرت
ام سلمه و دیگر صحابه رضی الله عنهم شنیده اند نیز مذکور کرده میشود و خوابهای موحش که حضرت ابن عباس و دیگر صحابه رضی الله عنهم
دیده اند و دلالت بر فرط اندوه بر روح مبارک حضرت جناب رسالت مآب صلی الله علیه وسلم میکنند مذکور می شود و بعد ازان
ختم قرآن و پنج آیه خوانده بر ما حضر فاتحه نموده می آید و درین بین اگر شخصی خوش الحان سلام میخواند یا مرثیه مشروع
اکثر حضار مجلس و این فقیر را هم رقت و بکا لاحق میشود و اینست قدریکه بعمل می آید پس اگر این چیزها نزد فقیر بهمین وضع
که مذکور شد جایز نمی بود اقدام بران اصلا نمیکرد باقیماند مجلس مولود شریف پس حالش اینست که بتاریخ دوازدهم
شهر ربیع الاول همین که مردم موافق معمول سابق فراهم شوند و در خواندن درود مشغول گشتند و فقیر می آید اولا
بعضی از احادیث فضایل آنحضرت صلی الله علیه وسلم مذکور میشود و بعد ازان ذکر ولادت باسعادت و نبذی از حال
رضاع و حلیه شریف و بعضی از آثار که درین اوان بظهور آمد معرض بیان می آید پس ازان ما حضر از طعام یا شیرینی فاتحه خوانده
تقسیم آن بحاضرین کرده می شود انتهی اور بھی مولانای موصوف نے تفسیر عزیزی مین تحت والیال عشر کے لکھا ہے و بعد
محرم است که ایام کربت و غربت شهدا است و ثواب حساب صبر و رنجی که در راه خدا کشیده اند بارواح مقدسه ایشان

ں دہ نازل میشود انتہی آور مولانا شاہ رفیع الدین برادر مولانا شاہ عبدالعزیز نے بھی جواز پر فتوی دیا ہے
یہ سوال جواب یہہ ہے **سوال** بر سر قبر بزرگی در سال جمع آمدن و آنرا روز وفات عرس قرار دادن چہ حکم
ن امر سیال غیر قارست چہ حکم دارد **جواب** زمان اگرچہ سیال غیر قارست اما آنچہ بآن تقدیر کردہ میشود
زا از شب و روز و ماہ و سال اینہارا شرعا و عرفا دورہ مقررست چون یک دورہ تمام میشود باز از سر شروع میشود
ن حساب رمضان بشہر صوم ذوالحجہ بشہر حج وہمچنین شہور دیگر در دورہ حکم اتحاد بانظیر داداہ میشود چنانچہ در حدیث
آمدہ کہ یہود عرض کردند در حضور جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کہ حق تعالی نجات حضرت موسی علیہ السلام وغرق فرعون
ں روز عاشورا کردہ است برای شکرانہ روزہ میگیریم جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود انا احق بموسی منکم
صام یوم عاشورا وامر الناس بصیامہ ونیز حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلال را وصیت کردند بصوم روز دوشنبہ
ودند فیہ ولدت وفیہ انزل وفیہا ہاجرت وفیہا اموت بنا برین یاد کردن آن تاریخ وآن ماہ رسم مردم
دادہ وچون مردمان ازینجہان بمحافظت این رسم گذشتہ اند ایشان را انتظار بسوی ولد یا کسی دیگر از اقارب خود
باشد پس رفع انتظار آن فایدہ ایست معتدبہ وبمعاملات مکاشفہ دریافت شد کہ در چنین روز اجتماع
واح دوستان در عالم برزخ ہم می شود پس امداد بدعا وختم وطعام بدعتی مباح ست ووجہ قبح ندارد انتہی
جب تعیین تاریخ کا جواز علما واکابر دین کے تصریحات سے مبین ہو چکا تو ہم کہتے ہین کہ مذکور تعیین
رع کے مخالف نہین بلکہ اسکے موافق ہے دیکھو نجات موسے علیہ السلام وغرق فرعون کے باعث عاشورا
کی تعیین ہوی اور اس روز کا صوم اولا فرض ہوا بعد ازان صوم رمضان کی فرضیت کے سبب اسکی فرضیت منسوخ
ہو کر استحباب اسکا باقی رہا اور ولادت مکرم وبعثت معظم وغیرہ کے سبب دوشنبہ کی تعیین ہوی اور اس روز کا
روزہ مسنون ہوا اور آدم علیہ السلام کی پیدایش اور وفات وغیرہ کے باعث جمعہ کی تعیین ہوی چنانچہ
یہہ سب امور احادیث صحیحہ سے ثابت ہین پس اس سے ثابت ہوا کہ زمانہ مین معظم امور واقع ہونے کے
باعث وہ زمانہ اور اسکی نظیر متشرف ہوتے ہین ملا علی القاری نے شرح مشکاۃ مین تحت حدیث سئل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی رواہ مسلم
لکہا ہے فی الحدیث دلالۃ علی ان الزمان قد یتشرف بما یقع فیہ وکذا المکان انتہی

پس ربیع الاول وغیرہ کی تعیین کا جواز بھی اسمیں واقع ہوئے سوا مور معظمہ کے باعث ثابت ہوتا ہے چنانچہ علمائے اعلام جیسے
شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی اور شیخ المحدثین حافظ جلال الدین السیوطی وغیرہما نے جو رتبۂ اجتہاد فی المذہب رکھتے تھے
احادیث صحیحہ سے اسکا جواز و استحباب استنباط کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے حدیث عاشورا کو ذکر کرکے فرمایا
فیستفاد منہ فعل الشکر للہ تعالی بانواع العبادات علی ما من به فی یوم معین من اسداء نعمة و دفع نقمة ویعاد ذلك فی نظیر ذلك الیوم من کل سنة وای نعمة اعظم من نعمة بروز هذا النبی نبی الرحمة فی ذلك الیوم صلی اللہ علیہ وسلم انتهی
ترجمہ پس مستفاد ہوتی ہے اس حدیث سے فضیلت شکر کی اللہ تعالیٰ کیلئے انواع عبادات سے اس چیز پر جو منت رکھا اسنے کسی روز معین میں احسان کرنا نعمت سے اور دور کرنا نقمت کا اور اعادہ کیا جاوے وہ اس روز کے نظیر میں ہر سال اور کونسی نعمت بزرگتر ہے نعمت سے ظاہر ہونے اس نبی کے جو نبی رحمت کے ہیں اس روز میں صلی اللہ علیہ وسلم "
اسکو ابن حجر مکی نے نعمۃ الکبری علی العالم میں نقل کیا ہے۔ معہذا اسا لانہ کی تعیین کے جواز پر خود حدیث شریف صراحۃً وارد ہوئی ہے السید السمہودی نے وفاء الوفا میں تحریر کیا ہے
روی ابن شبة عن عباد بن ابی صالح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یاتی قبور الشهداء باحد علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار قال وجاءهم ابوبکر ثم عمر ثم عثمان رضی اللہ عنهم فلما قدم معاویة بن ابی سفیان رضی اللہ عنهما حاجا جاءهم قال وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا واجه الشعب قال سلام علیکم بما صبرتم فنعم اجر العاملین انتهی
ترجمہ روایت کیا ہے ابن شبہ نے عباد بن ابی صالح سے کہ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آتے تھے قبور شہداے احد پاس اوپر سر ہر سال کے پس فرماتے سلام علیکم الخ کہا راوی نے اور آئے انکے پاس ابوبکر اسکے بعد عمر اسکے بعد عثمان رضی اللہ عنہم پس ہرگاہ آئے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما حج کے لئے تو آئے انکے پاس کہا اور تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مقابل ہوتے پہاڑ کی راہ کو فرماتے سلام علیکم الخ ۱۲
اور حافظ جلال الدین السیوطی نے الدر المنثور فی تفسیر الماثور میں لکھا ہے اخرج ابن المنذر وابن مردویة عن انس رضی اللہ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یاتی احدا کل عام ویسلم علی قبور الشهداء ویقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار واخرج ابن جریر عن محمد بن ابرهیم قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتی قبور الشهداء علی راس کل حول ویقول سلام علیکم بما صبرتم
ترجمہ روایت کیا ہے ابن المنذر اور ابن مردویہ نے انس رضی اللہ عنہ سے تحقیق کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آتے تھے احد کو ہر سال اور سلام کرتے قبور شہدا پر اور فرماتے سلام علیکم الخ اور روایت کیا ہے ابن جریر نے محمد بن ابرہیم سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے تھے قبور شہدا کو اوپر سر ہر سال کے اور فرماتے سلام علیکم الخ

فنعم عقبی الدار و ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کانوا یفعلون کذلک انتہی آور رد المحتار میں شرح لباب المناسک سے نقل کیا ہے و یستحب ان یزور شہداء جبل احد لما روی ابن ابی شیبۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاتی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار انتہی آور ابن حجر مکی نے حسن التوسل میں شہداء

اور ابو بکر اور عمر اور عثمان و علی رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے ۱۲ ترجمہ ۔ اور مستحب ہے کہ زیارت کرے شہدا کو جبل احد کے کیا واسطے کہ روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم آتے تھے قبور شہدا کو اوپر سر سال کے پس فرماتے السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار ۱۲

احد کی زیارت کو گئے تو وہ دعا پڑھنا کرکے اس حدیث سے استدلال کیا ہے پس یہ حدیث متعدد طرق سے وارد ہونا اور فقہای حنفیہ و شافعیہ کا اس سے استدلال کرنا اس حدیث کی صحت پر قوی دلیل ہے اور اسمیں سالانہ کی تعیین پر تصریح ہے پھر جب سالانہ کی تعیین صحیح حدیث سے ثابت ہو تو ربیع الاول وغیرہ کی تعیین جو وہ بھی سالانہ کی تعیین ہے اس سے ثابت ہوتی ہے بہر حال جب تعیین تاریخ کا جواز ادلہ شرعیہ سے ثابت ہے تو اسکا انکار محض لغو ہے فافہم ولا تکن من الممترین

قولہ فتاوی بزازیہ میں لکھا ہے یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القران وجمع الصلحاء والفقراء للختم او لقراءۃ سورۃ الانعام والاخلاص انتہی **اقول** ایصال ثواب کیواسطے دن کی تخصیص کروہ ہونے پر فتاوی بزازیہ کی عبارت دلالت نہیں کرتی کیونکہ اتخاذ طعام جو فقط روز اول و سوم و بعد ہفتہ مکروہ ہونے پر تصریح کی سو وہ ایصال ثواب کے لیئے نہیں بلکہ بطور ضیافت کے ہو تو مکروہ ہے چنانچہ فتاوی بزازیہ کی عبارت جسکو معترض صاحب نے نقل کیا ہے اسکے مابعد کی عبارت اسپر دلالت کرتی ہے اور وہ یہ ہے والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قراءۃ القران لاجل الاکل یکرہ وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا انتہی

ترجمہ ۔ اور حاصل یہ ہے کہ تحقیق تیار کرنا طعام کا نزدیک قرات قرآن کے واسطے کہانے کے مکروہ ہے اور اگر تیار کرے طعام واسطے فقراء کے تو نیک ہے

اور فتاوی قاضیخان کی عبارت اس بات پر مصرح ہے ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام المصیبۃ لانہا ایام تاسف فلا یلیق بہا ما یکون للسرور وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا اذا کانوا بالغین فان کان فی الورثۃ صغیر لم یتخذ واذلک من الترکۃ انتہی

ترجمہ ۔ اور مکروہ ہے تیار کرنا ضیافت ایام مصیبت میں کیونکہ وہ ایام تاسف کے ہیں پس لائق نہیں ہے انکو وہ چیز جو ہوتی ہے سرور کیلئے اور اگر تیار کرے طعام فقراء کیلئے تو نیک ہے جبکہ ورثہ ہوں بالغ پھر اگر وارثوں میں صغیر ہو تو تیار نہ کرے اسکو ترکہ سے ۱۲

اور فتاوی ظہیریہ میں ہے ولا یباح اتخاذ الضیافة عندنا
ثلثة ایام وهی ایام المصیبة لان اتخاذ الضیافة للسرور انتهی
اور فتاوی تاتارخانیہ میں ہے، ولا یباح اتخاذ الضیافة عندنا ثلثة ایام انتهی
اور فتاوی عالمگیریہ میں ہے ولا یباح اتخاذ الضیافة ثلثة ایام
فی ایام المصیبة واذا اتخذ لا باس بالاکل منہ کذا فی
خزانة المفتین وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا اذا
کانت الورثة بالغین فان کان فی الورثة صغیر لم یتخذوا
ذلک من الترکة کذا فی التاتارخانیة انتهی اور فتح القدیر میں کہا
ویکره اتخاذ الضیافة من اهل المیت لانه مشروع فی
السرور لا فی الحزن قالوا هی بدعة مستقبحة لما روی الامام احمد
وابن ماجة باسناد صحیح عن جریر بن عبد الله قال کنا
نعد الاجتماع الی اهل المیت وصنعهم الطعام من النیاحة انتهی
اور شیخ ابو الحسن سندی البدر المنیر عن حاشیة فتح القدیر میں کہا قوله اتخاذ الضیافة
ای اتخاذ الطعام علی وجه الضیافة للاقرباء والاحباء
ممن لم یعهد حضورهم علی وجه الاجتماع علی الطعام الا فی
الضیافات والعروس لا علی وجه القربة للصالحین
واولی الحاجة فلا یرد ما روی ان اهل بیت صنع طعاما
للنبی صلی الله علیه وسلم واصحابه یوم مات المیت عنهم
وان القربة مندوبة دائما فکیف یکره فی بعض الایام سیما
ایام تذکر الموت وهو ما یدعو الی تکثیر القربات والفرق
بین طعامین جلی معلوم مع قطع النظر عن النیة قوله لانه شرع اه

ترجمہ۔ اور مباح نہیں تیار کرنا ضیافت ہمارے نزدیک
تین روز اور وہ ایام مصیبت کے ہیں کیونکہ تیار کرنا ضیافت کا سرور کیلیے ہے
ترجمہ۔ اور مباح نہیں تیار کرنا ضیافت ہمارے نزدیک تین روز
ترجمہ۔ اور مباح نہیں تیار کرنا ضیافت تین روز
ایام مصیبت میں اور جبکہ تیار کرے تو مضایقہ نہیں کہانا اس سے
ایسا ہی خزانۃ المفتین میں اور اگر تیار کرے طعام فقرا کیواسطے تو نیک ہے جبکہ
رہیں ورثہ بالغ پہر اگر رہا ورثہ میں صغیر تو تیار نہ کریں
اسکو ترکہ سے ایسا ہی تاتارخانیہ میں۔
ترجمہ۔ اور مکروہ ہے تیار کرنا ضیافت اہل بیت کیطرف سے کیونکہ وہ مشروع ہے
سرور میں نہ غم میں فقہا نے کہا وہ قبیح بدعت ہے کسواسطیکہ روایت کی ہے امام احمد
اور ابن ماجہ نے باسناد صحیح جریر بن عبد اللہ سے کہا کہ ہم
شمار کرتے تھے مجتمع ہونا اہل میت پاس اور تیار کرنا انکا طعام کو
نوحہ سے
ترجمہ۔ تیار کرنا ضیافت
یعنے تیار کرنا طعام بطور ضیافت کے قرابداروں اور دوستوں کے لیے
جو معہود نہیں ہے حاضر ہونا انکا بطور اجتماع کے طعام پر مگر
ضیافتوں اور شادیوں میں نہ بطور قربت کے صالحین
اور حاجتمندوں کے لئے پس وارد نہیں ہوتا وہ جو مروی ہوا ہے
کہ ایک گہر والوں نے تیار کیا طعام کو
واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کے اس روز جو وفات پائی
میت نے انہوں سے
اور وارد نہیں ہوتا کہ تحقیق قربت مندوب ہے ہمیشہ پس کسطرح
مکروہ ہوتی ہے بعض ایام میں خصوصا
ان ایام میں جو موت کی یاد کرنے ہیں اور وہ بلاتے ہیں طرف زیادہ کرنے
قربات کے اور فرق
درمیان دونوں طعام کے ظاہر معلوم ہے باوجود قطع نظر کرنیکے نیت سے
اور قول اسکا کیونکہ وہ مشروع ہے آخر ات

الا انه خارج عن مقتضى الحال فانفاق المال فيه تضييع واسراف في غير موضعه قوله الاجتماع الى اهل الميت اى لموته لا لدعوة اهل الميت اياهم للتبرك بهم او التقرب باطعامهم وصنعهم الطعام اى لاجتماعهم لموته والله تعالى اعلم والظاهر ان من الطعام ما هو مشروع يوم الموت ايضا كالطعام للتقرب ومنه ما هو مكروه كالطعام للضيافة او لتقوية النوائح مثلا والله تعالى اعلم انتهى

یعنی کیونکہ وہ خارج ہے مقتضائے حال سے پس خرچ کرنا مال میں ضائع کرنا ہے اور اسراف ہے اسکے غیر موضع میں قول اسکا مجتمع ہونا اہل میت پاس ای انکی موت کیواسطے نہ دعوت دینے کے واسطے اہل میت نے انکو تبرک کے لئے انکے یا تقرب کے لئے انکو کھلا کر اور قول اسکا تیار کرنا انکا طعام کو یعنے واسطے مجتمع ہونے انکے اسکی موت کے لئے اور اللہ تعالیٰ دانا تر ہے اور ظاہر ہے کہ تحقیق بعض طعام سے وہ ہے جو مشروع ہے روز موت کے بھی جیسا طعام واسطے تقرب کے اور بعض طعام وہ ہے جو مکروہ ہے جیسا طعام واسطے ضیافت کے یا واسطے تقویت نوحہ کرنیوالوں کے مثلاً اور اللہ تعالیٰ دانا تر ہے ۱۲

اور شرح البرزخ میں کہا دل الحدیث انه یکره لاهل المصائب اتخاذ الطعام على سبيل الضيافة اور یہی کہا وتبين انه لا يكره لاهل المصيبة اتخاذ الطعام للفقراء ولا يكره لهم الاكل من ذلك انتهى

ترجمہ۔ دلالت کی حدیث نے تحقیق کہ مکروہ ہے واسطے مصیبت والونکے تیار کرنا طعام بطور ضیافت کے ۱۲

ترجمہ۔ اور ظاہر ہوا کہ مکروہ نہیں واسطے مصیبت والونکے تیار کرنا طعام واسطے فقرا کے اور مکروہ نہیں انکو کہانا اس سے ۱۲

پس ان عبارات سے خوب واضح ہوگیا کہ ایام مصیبت میں کہانا طیار کرنا ضیافت کیلیے ہو تو مکروہ ہے اگر ایصال ثواب کیلیے ہو تو حسن اور مستحب ہے بلکہ اسکا استحباب فعل صحابہ و تابعین سے ثابت ہے کہ سات روز تک اسکو مستحب جانتے تھے چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے مطالب العالیہ میں روایت کیا ہے قال احمد في الزهد حدثنا هاشم بن القاسم ثنا الاشجعي عن سفيان قال قال طاوس ان الموتى يفتنون في قبورهم سبعا فكانوا يستحبون ان يطعم عنهم تلك الايام انتهى

ترجمہ

کہا طاوس نے تحقیق کہ اموات فتنہ میں پڑہتے ہیں اپنی قبروں میں سات روز پس تھے صحابہ مستحب جانتے تھے کہ کہانا کہلایا جاوے اموات کیطرف سے ان ایام میں ۱۲

اور ابو نعیم نے حلیہ میں بھی اسکو روایت کیا ہے ائمہ حدیث نے اس روایت کی تصحیح بھی کی ہے اور فکانوا سے مراد بیان فعل صحابہ ہے چنانچہ ائمہ حدیث نے اسپر تصریح کی ہے عن مريم بنت فروة

ترجمہ

ان عمران بن حصين رضي الله عنه لما حضرته الوفاة قال اذا انا مت فشدوا على بطني عمامة فاذا رجعتم فانحروا واطعموا رواه الطبراني في الكبير اسکو حافظ ہیثمی نے

تحقیق کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو جب حاضر ہوئی وفات کہا جب کہ میں مرگیا تو استوار کرو میرے پیٹ پر پگڑی پھر جب تم رجوع کرینگے تو اونٹ ذبح کرو اور لوگوں کو کھلاؤ ۱۲

مجمع الزوائد مین لکہا ہی اور مذکور ضیافت جو مکروہ ہی سو اسکی علت یہی تخصیص دن نہین بلکہ اسکی علت لایق نہونا ضیافت کا
ہے مصیبت مین کیونکہ ضیافت سرور کے کام پر ہوتی ہے نہ غم کے کام پر چنانچہ فقہا کی عبارتین جو منقول ہوئین اسپر مصرح
ہین علاوہ برین مذکور ضیافت مین بہی فقہا کا اختلاف ہی علامہ زاہدی نے حاوی مین کہا بسط یکرہ الولیمۃ
علی المیت قبل ان یغسل اجماعا وعن محمد یجوز بعد الدفن — شرح طحاوی مین ہے مکروہ ہے ضیافت میت پر قبل غسل دینے کے اجماعا اور امام محمد سے مروی ہے کہ جایز ہے بعد دفن کے
وقال مالك یکرہ قبل ثلاث ایام والفتوی علی قول محمد انتہی — اور کہا مالک نے مکروہ ہے قبل تین دن کے اور فتوی قول پر محمد کے ہے ،،

دیکہو امام طحاوی سے نقل کیا ہے کہ غسل کرنیکے پیشتر ضیافت کرنا میت پر بالاجماع مکروہ ہی اور امام محمد نے بعد دفن کے
جایز رکہا ہی اور فتوی بہی امام محمد کے قول پر ہے اور امام مالک کے نزدیک قبل تین دن کے مکروہ ہی اور ہم نے جو فقہا کی عبارتین
سابق مین نقل کی ہین سو دلالت کرتی ہین کہ تین دن تک مکروہ ہی جو ایام مصیبت ہین پس کراہت کو مقید تین دن کے
ساتہہ کرنے سے مفہوم ہوتا ہی کہ تین دن کے بعد کراہت نہین کیونکہ مفاہیم کتب کے حجت ہین کما حقق فی موضعه
چنانچہ شرح البرزخ مین تین دن کے بعد مکروہ نہونے پر تصریح کی ہے اسکی عبارت یہہ ہے ویکرہ لاهله اتخاذ
الطعام للاقرباء والاغنیاء الی ثلاثۃ ایام ویکرہ لهم اکله — اور مکروہ ہے واسطے اہل میت کے تیار کرنا طعام واسطے قرابتدارون اور غنیا کے تین روز تک اور مکروہ ہی انکو کہانا اسکا
ما بعد ثلاثۃ ایام لا یکرہ اتخاذ الطعام لمن مات له میت — لیکن بعد تین روز کے مکروہ نہین تیار کرنا طعام واسطے اس شخص کی جو میت اسکی مرگئی ہو
الا رواحه ولا علی سبیل الضیافۃ ولا یکرہ الاکل منه — نہ واسطے ارواح میت کے اور نہ بطور ضیافت کے اور مکروہ نہین کہانا اسکا
للغنی ولا للفقیر یدعی الیه او یرسل الیه انتہی اور — نہ غنی کیلئے اور نہ فقیر کیلئے دعوت دیجاوے اسکی طرف یا بہیجا جاوے اسکو ۱۲
لی الفاخرہ مین بہی ایسا ہی لکہا ہی اور صاحب فتاوی بزازیہ نے کراہت کو تین روز تک منحصر نہین کیا بلکہ ہفتہ کے بعد ضیافت
رنے کو بہی شامل کرلیا ہی شارح منیۃ المصلی نے غنیۃ المستملی مین اسکے قول کو رد کیا سو کہا ولا یخلو عن نظر — اور خالی نہین نظر سے
لانه لا دلیل علی الکراہۃ الا حدیث جریر بن عبد الله — کیونکہ دلیل نہین کراہت پر مگر حدیث جریر بن عبد الله کی
المتقدم وانما یدل علی کراہۃ ذلك عند الموت فقط علی انه — جو مقدم ہوی اور وہ نہین دلالت کرتی اسکی کراہت پر مگر فقط موت کے وقت علاوہ برین
یعارضه ما رواه الامام احمد بسند صحیح وابو داود عن — تحقیق کہ اسکو معارض ہے وہ جو روایت کی ہی امام احمد نے بسند صحیح اور ابو داود نے
عاصم بن کلیب عن ابیه عن رجل من الانصار قال خرجنا — عاصم بن کلیب سے اسنے اپنے باپ سے اسنے انصار کے ایک مرد سے کہا کہ ہم نکلے
مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی جنازۃ — رسول الله صلی الله علیه وسلم کے ساتہہ ایک جنازہ مین

ن رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو على القبر يوصي الحافر اوسع من قبل رجليه اوسع من قبل راسه فلما رجع استقبله داعي امراته فجاء وجيء بالطعام فوضع يده ثم وضع القوم فاكلوا ورسول الله صلى الله عليه وسلم يلوك لقمة في فيه ثم قال اني اجد لحم شاة اخذت بغير اذن اهلها فارسلت المرأة تقول يا رسول الله اني ارسلت الى النقيع اشترى شاة فلم اجد فارسلت الى جار لي قد اشترى شاة ان يرسل الي بثمنها فلم يوجد فارسلت الى امراته فارسلت بها الي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اطعميه الاسارى هذا يدل على اباحة صنع اهل الميت الطعام والدعوة اليه انتهى پھر کراہت

پس میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ قبر پر بیٹھے کہتے تھے قبر کھودنے والے کو سو فرماتے تھے وسیع کر جانب سے اسکے دونوں پاؤں کے وسیع کر جانب سے اسکے سر کے پس جب رجوع فرمایا تو استقبال کیا دعوت دینے والے نے میت کی عورت کا پیغام لیکر پس پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور لایا گیا طعام سو رکھا اپنے ہاتھ کو اور رکھا قوم نے پس کھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھراتے تھے لقمہ کو اپنے منہ میں اسکے بعد فرمایا کہ میں پاتا ہوں گوشت بکری کا لیا گیا ہے بغیر اذن اسکے اہل کے پس کہلا بھیجا عورت نے کہ یا رسول اللہ تحقیق کہ میں نے روانہ کیا تھا نقیع کو بکری خرید کرنے کے لیے سو میں نے نہیں پائی پس روانہ کیا طرف اپنے ہمسایہ کے جو بکری خرید کی تھی تاکہ روانہ کرے اسکو میرے پاس بعوض اسکی قیمت کے پس نہ موجود تھا سو میں نے روانہ کیا اسکی عورت کے پاس سو اسنے بھیجا میرے پاس اسکو پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھلا اسکو قیدیوں کو یہہ دلالت کرتا ہے مباح ہونے پر تیار کرنے اہل میت کے طعام کو اور دعوت دینے اسکے طرف ۱۲

جریر بن عبداللہ کی حدیث سے مستفاد ہوتی ہے سو موت کیوقت پر منحصر کیا اور عاصم بن کلیب کی روایت کو جو ذکر کیا ہے بعد دفن کے ضیافت کرنیکا جواز حاصل ہوا تو ہر دو حدیث سے امام محمد کا قول ثابت ہوتا ہے جو قول مفتی بہ ہے اسلیے علامہ زاہدی نے نقل کیا پھر تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب مذہب جو تین دن تک یا اسکے بعد بھی خلاف قول امام محمد کے کراہت کو ثابت کرتے ہیں سو اقوال غیر مفتی بہا اور مرجوح ہیں لیکن علامہ شامی نے شرح منیہ کے معارضہ کو جو عاصم بن کلیب کی روایت سے کیا ہے دفع کرتا ہے کہ فیہ نظر فانہ واقعة حال لا عموم لها مع احتمال سبب خاص بخلاف ما في حديث جرير على انه بحث في المنقول في مذهبنا ومذهب غيرنا كالشافعية والحنابلة استدلالا بحديث جرير المذكور على الكراهة انتهى اس سے

اسمیں نظر ہے کیونکہ وہ واقعہ حال ہے عموم نہیں اسکو باوجودیکہ احتمال سبب خاص کا ہے بخلاف اسکے جو حدیث میں جریر کی ہے علاوہ بریں بحث ہے اس چیز میں جو منقول ہے ہمارے مذہب میں اور ہمارے غیر کے مذہب میں جیسے شافعیہ اور حنابلہ جو استدلال ہے مذکور حدیث جریر سے کراہت پر ۱۲

اعتراض شارح منیہ کا مندفع نہیں ہوتا کیونکہ ہمنے بیان کیا کہ امام محمد کے نزدیک بعد دفن کے جایز ہے پھر تو منقول

بحث نہین ہوی بلکہ اصحاب مذہب کے اقوال مخالف مذہب ٹہرے اور عاصم بن کلیب کی حدیث کو واقعہ حال ہی تاہے
خصوص کا احتمال رکھتی ہے تاویل کرنیکی حاجت نہین کیونکہ ہر دو حدیث مین مخالفت نہین بلکہ ہر دو حدیث سے
بعینہ امام کا قول ثابت ہوتا ہے چنانچہ ہم بیان کر چکے سکنا اگر مخالفت ہی رہے تو امام کا قول جسپر مفتی بہ رہے اور آپکا
صحیح حدیث کی دلیل موجود ہے تو اسکے مخالف جو حدیث ہے اسکی تاویل کرنا اہم ہے اور شافعیہ و حنابلہ اس سے استدلال
کرنا حنفیہ پر حجت نہین ہو سکتا بہرحال اصحاب مذہب کے اقوال جو ظاہراً انکا مخالف ہین ملا علی قاری نے انکو ایک
نوع خاص سے مقید کیا ہے چنانچہ مرقات شرح مشکات مین عاصم بن کلیب کی حدیث کے تحت مین لکہا ہے
هذا الحديث بظاهره يرد على ما قرره اصحاب مذهبنا ترجمہ یہہ حدیث بظاہر اسے رد کرتی ہے اسکو جو تقرر کرتے ہین صحاب ہمارے مذہب کے
من انه يكره اتخاذ الطعام في اليوم الاول او الثالث کہ مکروہ ہے تیار کرنا طعام پہلے روز یا تیسرے روز
او بعد الاسبوع كما في البزازية وذكر في الخلاصة انه لا يباح یا بعد ہفتہ کے جیسا کہ بزازیہ مین ہے اور ذکر کیا ہے خلاصہ مین کہ مباح نہین
اتخاذ الضيافة عند ثلاثة ايام وقال الزيلعي ولا بأس بالجلوس تیار کرنا ضیافت کا نزدیک تین روز کے اور کہا زیلعی نے کہ مضایقہ نہین بیٹھنے مین
للمصيبة الى ثلاث من غير ارتكاب محظور من فرش البسط واسطے مصیبت کے تین روز تک بغیر مرتکب ہونے امر ممنوع کے جو فرش کرنا بچھونوں کا
والاطعمة من اهل الميت قال ابن الهمام يكره اتخاذ الضيافة اور تیار کرنا طعام اہل بیت سے کہا ابن الہمام نے مکروہ ہے تیار کرنا ضیافت
من اهل الميت والكل عللوه بانه شرع في السرور لا في الشرور اہل بیت سے اور سب اسکی علت یہہ بیان کرتے ہین کہ وہ مشروع ہے
قال وهي بدعة مستقبحة روى الامام احمد وابن ماجة کہا ابن ہمام نے کہ وہ قبیح بدعت ہے روایت کی امام احمد اور ابن ماجہ نے سرور مین نہ شرور مین
باسناد حسن عن جرير بن عبد الله قال كنا نعد الاجتماع باسناد حسن جریر بن عبد اللہ سے کہا کہ ہم تھے شمار کرتے تھے مجتمع ہونیکو
الى اهل الميت وصنعتهم الطعام من النياحة انتهى فينبغي اہل بیت کے پاس اور تیار کرنا انکا طعام نوحہ سے تمام ہوا قول ابن ہمام کا
ان يقيد كلامهم بنوع خاص من اجتماع يوجب استحياء کہ مقید کر دیوے انکے کلام کو ایک نوع خاص سے کہ لوگ مجتمع ہوں تا حیا ہووے جس سے ہووے سزاوار
اهل بيت الميت فيطعمونهم كرها ويحمل على كون بعض الورثة میت کے گہر والونکے سو کہلاوین انکو مجبوری سے یا حمل کیا جاوے شرم رکھنے کو ہونے پر بعض ورثہ کے
صغيرا او غائبا او لم يعرف رضاه او لم يكن الطعام من عند صغیر یا غائب یا معلوم نہو وے اسکی رضامندی یا نہووے طعام
احد معين من مال الميت قبل قسمته ونحو ذلك وعليه کسی شخص معین کے نزدیک سے میت کے مال سے اسکو قسمت کرنیکے اگے اور مانند اسکے اور اسی پر
يحمل قول قاضيخان يكره اتخاذ الضيافة في ايام المصيبة حمل کیا جاوے قول قاضی خان کہ مکروہ ہے تیار کرنا ضیافت کا ایام مصیبت مین

نها ایام تاسف فلا یلیق بها ما یکون للسرور وان کیونکہ وہ ایام تاسف کے ہین پس لائق نہین اسمین وہ چیز جو ہوتی ہے سرور کیلیے

یتخذ طعاما للفقراء کان حسنا واما الوصیة باتخاذ طعام اور اگر تیار کرے کہانا فقرا کیواسطے تو نیک ہے اور اما وصیت کرنا طعام تیار کرنے پر

بعد موته لیطعم الناس ثلثة ایام فباطلة علی الاصح بعد موت اپنے تا کہ کہلاوے لوگون کو تین روز پس باطل ہے اصح قول پر

وقیل یجوز ذلك من الثلث وهو الاظهر انتهی اور بعضون نے کہا کہ جایز ہے ثلث مال سے اور یہ قول اظہر ہے ‘‘

پہر ملا علی القاری نے جو اصحاب مذہب کے اقوال کو ایک نوع خاص سے مقید کیا ہے سو شامی بہی شارح منیہ کے جواب مین اس ہی

تقیید کیطرف اشارہ کرتا ہے کہ ولاسیما اذا کان فی الورثة صغار او غائب انتهی ترجمہ اور خصوصا جبکہ رہے وارثون مین کم عمر یا غائب ‘‘

اور صاحب سراج الدرایہ نے کہانا طیار کرنا وغیرہ جو امور کہ فتاوی بزازیہ کی عبارت مین مذکور ہوے ان سب کی علت کراہت کو

ریاء وسمعہ گردانا ہے چنانچہ کہتا ہے وهذه الافعال کلها للسمعة والریاء فیحترز عنها لانهم لا یریدون بها
اور یہہ افعال تمام سمعہ اور ریا کے لئے ہین سو احتراز کرے ان سے کیونکہ لوگ نہین ارادہ کرتے ہین اس سے

وجه الله تعالی انتهی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر بدون ریاء وسمعہ کے ہو تو جایز ہے الحاصل تخصیص دن کو
وجہ اللہ کا

مذکور کراہت مین کچہہ دخل نہین اور کل بدعات کے عدم جواز پر بہی یہہ مسئلہ مبنی نہین کیونکہ بدعات مین احکام خمسہ جاری

ہوتے ہین کما سبق پس معترض صاحب نے ایصال ثواب کے لئے تخصیص دن کی کراہت اور کل بدعات کا عدم جواز جو

فتاوی بزازیہ کی عبارت سے فہم کیا ہے یا تو فہم کا قصور ہوا ہے یا محض ابلہ فریبی ہے **قوله** اور شرح منہاج نووی مین ہے

الاجتماع علی المقبرة فی الیوم الثالث وتقسیم الورد والعود واطعام الطعام فی الایام المخصوصة کالثالث

والخامس والتاسع والعشرین والاربعین والشهر السادس والسنة بدعة ممنوعة انتهی **اقول** سابق مین

حنفیہ کے قول سے جو استدلال کیا تہا اسکا حال روشن ہوگیا اب شافعیہ کے قول سے جو استدلال لائے ہین ہم اسکا حال

بیان کرتے ہین امام نووی کے منہاج کی کونسی شرح یہان مراد ہے سو اسکو معترض صاحب نے بیان نہین کیا نہ شارح کو ذکر کیا

نہ شرح کا نام لکہا ہمارے کتبخانہ مین منہاج کے بہت شروح موجود ہین انمین کہین اس عبارت کا پتا نہین بلکہ شافعیہ

کے دوسری معتبر کتابون مین بہی باوجود تجسس کے وہ عبارت نظر نہ آئی پہر وہ مجہول عبارت کسطرح مسلم ہوگی بتقدیر تسلیم

اسمین کچہہ بہی حجت نہین کیونکہ اطعام طعام کو ایام مخصوصہ مین جو بدعت ممنوعہ کہا ہے اس سے ایصال ثواب کیلیے

کہانا پکانا مراد نہین بلکہ مراد یہہ ہے کہ اہل میت کہانا پکا کر لوگون کو اسپر جمع کرین اور کراہت کی علت جزیری کی حدث

ہے تعیین تاریخ کو اسمین کچہہ دخل نہین چنانچہ خطیب شربینی نے مغنی المحتاج شرح المنهاج مین لکہا ہے

قال ابن الصباغ وغیرہ اما اصلاح اھل المیت طعاما وجمع الناس علیہ فبدعۃ غیر مستحبۃ روی احمد وابن ماجہ باسناد صحیح عن جریر بن عبد اللہ کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ انتھی

ترجمہ۔ کہا ابن الصباغ وغیرہ نے اما تیار کرنا اہل میت کا طعام کو اور جمع کرنا لوگوں کو اوپر اسکے پس بدعت ہے غیر مستحبہ روایت کی ہے امام احمد اور ابن ماجہ نے باسناد صحیح جریر بن عبد اللہ سے کہ ہم تھے شمار کرتے تھے مجتمع ہونیکو اہل میت کیطرف اور تیار کرنا انکا طعام کو نوحہ سے ۱۲

اما ایصال ثواب کیلئے کہانا پکانا مستحب ہے چنانچہ شیخ ابن حجر المکی الشافعی نے اپنے فتاوی مین اسپر اجماع نقل کیا ہے من شاء فلیرجع الیہا اور مستحب ہونا فعل صحابہ و تابعین سے ثابت ہے چنانچہ قول سابق مین منقول ہوا اور رہا جو تیسرے روز قبر پر مجتمع ہونا اور پہول وعود تقسیم کرنا بدعت ممنوعہ ہی کرکے کہنے سے کل بدعات سیئہ ہونا لازم نہین آتا کیونکہ بدعت مین احکام خمسہ جاری ہوتے ہین کما بینا علاوہ برین قبر پر مجتمع ہونا مطلقا بدعت سیئہ نہین بلکہ بعضی بدعت حسنہ بہی ہین چنانچہ شیخ ابن حجر مکی نے تحفہ مین کہا ہے یسن کما نص علیہ قراءۃ ما تیسر علی القبر والدعاء لہ فالبدعۃ انما ھی فی تلک الاجتماعات المحادثۃ دون نفس القراءۃ والدعاء علی ان من تلک الاجتماعات ماھو من البدع الحسنۃ کما لا یخفی انتھی ملخصا

ترجمہ۔ سنت ہے جیسا کہ نص کی گئی ہے اس پر قراءت اس چیز کی جو میسر ہو قبر پر اور دعا کرنا واسطے اسکے پس بدعت ہے بیچ ان گروہ اجتماعات جو حادث ہوی ہین نہ نفس قراءت اور دعا علاوہ اسکے تحقیق کہ بعض ان اجتماعات سے وہ چیز ہے جو بدعت حسنہ ہے جیسا کہ مخفی نہین ۱۲

اجتماعات کو بدعت حسنہ ہونے پر تصریح کیا اور تعیین تاریخ کے باعث بہی اسمین برائی لازم نہین آتی فتاوی طبنداوی مین جو شافعیہ کے معتمد فتاوی سے ہے لکہا ہے ولا باس بالجمعیۃ التی تعمل فی کل سنۃ الخ (اور مضایقہ نہین ہے جمعیت جو کیجاتی ہے ہر سال) چنانچہ سابق مین منقول ہوا فسقط الاحتجاج بہذا نیز جانئے کہ تیسرے روز پہول وعود وغیرہ تقسیم کرنیکا جواز کتب حنفیہ سے ثابت ہے چنانچہ وسیلۃ النجات مین لکہا ہے فی عمدۃ الفتاوی اما اتخاذ الورق والعود والعنبر یوم الثالث فمباح ھکذا فعلت امراۃ عبد العزیز وبنتہ المعروفۃ بام ھانی رضی اللہ عنہما فی الیوم الثالث فمن ذلک جرت العادۃ فی کل تعزیۃ للمسلم کذا فی المفروق للامام البزدوی انتھی

ترجمہ۔ عمدۃ الفتاوی مین مذکور ہے کہ اما تیار کرنا ورق اور عود اور عنبر تیسرے روز پس مباح ہے ایسا ہی کیا عبد العزیز کی عورت اور اسکی لڑکی نے جو معروف ہے ام ہانی کرکے رضی اللہ عنہما تیسرے روز مین پہر اسیسے جاری ہوئی عادت ہر تعزیہ مین واسطے مسلم کے ایسا ہی ہے مفروق مین جو امام بزدوی کی تالیف ہے ۱۲

قولہ طعام کی تعظیم کا حکم ہر طعام مین برابر ہے الخ **اقول** سیف الحق مین بیان ہوا تہا کہ متبرک جو سمجہتے ہین سو چند وجوہ مجتمع ہونیکے

عث ہین پس وجوہات من حیث الاجتماع متبرک ہونیکی علت واقع ہوئین لیکن معترض صاحب نے لفظ جمیع کو نہ دیکھکر اسکو
من حیث الانفراد علت مستقلہ ٹھہرا کر اپنے اعتراض کو اسپر مبنی کیا ہے سو یہہ اعتراض فقط انکی سمجھہ پر وارد ہوتا ہے
سیف الحق پر اصلا وارد نہین ہوتا کیونکہ تعظیم کا حکم جب سب کہانیکا نہین موجود ہوا تو ترجیح باقی وجوہات کے سبب سے حاصل
ہوئی فافہم واستقم **قولہ** پس اس طعام کو ان سے کچھہ تعلق نہین **اقول** جب طعام کا ثواب خواص بندگون کو پہنچانے
کیلئے متعین ہوا تو ان سے تعلق پیدا کیا اسکا انکار بداہت کا انکار ہے دیکھو سعد کی حدیث مین جو واقع ہے **ہذہ لام سعد** (یہہ واسطے ام سعد کے ہے)
قولہ لازم آویگا کہ اگر نقد روپیہ آہ **اقول** جزء علت کو علت مستقلہ ٹھہرانیکے باعث یہہ اعتراض ناشی ہوا ہے
پس ہماری تحریر پر اسکا لگاؤ نہین ہوتا فتدبر **قولہ** صدقہ کے کہانیکی فضیلت غیر صدقہ کے کہانیکے برابر نہین ہوتی بلکہ
کم ہوجاتی ہے کسواسطے صدقات واجبہ بنی ہاشم کیواسطے باتفاق جایز نہین اور صدقات غیر واجبہ آہ **اقول** جمہور کے
نزدیک صدقہ واجبہ بنی ہاشم کو جایز نہین صدقہ تطوعہ جایز ہے اسکے خلاف مین جیسا صدقہ تطوعہ کا عدم جواز وارد ہے
ایسا ہی صدقہ واجبہ کا جواز بہی وارد ہے لیکن ہر دو قول ضعیف مین قابل سند نہین پہر معترض صاحب اپنی غرض کے
مطابق ایک کا اختلاف بیان کرنا اور دوسرے کے اختلاف سے اغماض کرنا خالی تعسف سے نہین بہرحال جمہور کے
نزدیک جو صدقہ واجبہ بنی ہاشم کو دینا جایز نہین اسکی علت صحیح حدیث مین وارد ہوئی ہے کہ انما ہی اوساخ الناس (وہ لوگون کا میل ہے)
ہماری بحث صدقہ واجبہ مین نہین کلام اسمین اجنبی ہے اور صدقہ تطوعہ مین وہ علت پائی نہین جاتی اگر موجود ہوتی
تو جمہور کے نزدیک اسکا حکم بہی ویسا ہی رہتا الغرض اس مسئلہ کو فضیلت کم ہوجانے پر بنا کرنا باطل ہے بلکہ صدقہ کی جو
فضیلت ہے سو غیر صدقہ مین نہین چند احادیث ہم یہان ذکر کرتے ہین ان الصدقة لتطفئ غضب الرب وتدفع
میتة السوء رواہ الترمذی وابن حبان فی صحیحہ (تحقیق کہ صدقہ بجہا دیتا ہے رب کے غضب کو اور دور کرتا ہے بری موت کو ۱۲)

ان الصدقة لتطفئ عن اهلها حر القبور وانما يستظل (تحقیق کہ صدقہ بجہا دیتا ہے اپنے اہل سے قبور کی گرمی کو اور نہین سایہ لیتا ہے)
المؤمن يوم القيامة في ظل صدقته رواه الطبراني (مومن قیامت کے روز مگر سایہ مین اپنے صدقہ کے ۱۲)
فی الکبیر والبیہقی تصدقوا فان الصدقة فکاککم من النار رواہ البیہقی (صدقہ دو کیونکہ صدقہ تمکو خلاصی دینے کی چیز ہے آتش دوزخ سے ۱۲)
ان الاعمال تتباهى فتقول الصدقة انا افضلكم رواه ابن خزيمة في صحيحه والحاكم وقال صحيح على شرطهما (تحقیق اعمال باہم فخر کرتے ہین پس کہتا ہے صدقہ مین افضل ہون تمہارے سے ۱۲)
الغرض صدقہ کی فضیلت مین بہت سے احادیث وارد ہوئی ہین سو اسکی افضلیت پر دلالت کرتی ہین اور بعض

ا اسپر تصریح کی ہے شیخ الاسلام زکریا انصاری نے شرح منہج مین لکھا ہے فکل من الصدقة والهدية هبة ولا عكس
کلها مسنونة وافضلها الصدقة انتهى ترجمہ۔ پس ہر ایک صدقہ اور ہدیہ ہبہ ہے اور عکس نہین ہے اور وہ سب مسنون ہین اور افضل انمین صدقہ ہے
فضیلت کا انکار کرنا ایسا مقبول ہوگا **قولہ** سنت رسول اور صحابہ سے اسکا متبرک ہونا ثابت کرین **اقول** طعام کی تعظیم کا
صحیح حدیث سے تو ثابت ہے اور اسپر سورۂ فاتحہ کی قرارت باعث برکت کا ہونا بھی صحیح حدیث سے بیان کرچکے اور مضمون حدیث
طعام لا يذكر اسم الله تعالى عليه فانما هو داء ولا بركة فيه - ترجمہ جو طعام کہ نہ ذکر کیا جاوے اسپر اسم اللہ پس نہین ہے وہ مگر بیماری اور نہین ہے اسمین برکت"
ثابت رواه ابن عساکر عن عقبة بن عامر رضی اللہ عنه دال ہے کہ اسم اللہ کے ذکر کے باعث اسمین برکت موجود ہوتی
فافهم **قولہ** یہہ فاتحہ کذائی جو مستعمل ہے اسکا بدعت ہونا ہم اول ثابت کرچکے **اقول** بدلایل قاطعہ اسکا بطلان
بھی اول ثابت کرچکے **قولہ** تلاوت قرآن شریف کی ایک امر بالکل جدا ہے طعام سے ایک کو دوسرے سے کچھہ تعلق نہین
برکت آنیکے لئے کچھہ تعلق ہونا ضرور ہے **اقول** ہم سابق مین کل امر ذی بال کی حدیث سے اسکا تعلق ثابت کرچکے
ب ہم کہتے ہین کہ آنکھین کھولکر دیکھو عبارت کو مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی کی جو اپنے فتوی مین تحریر کی ہے طعامیکہ براے
نذر حضرت امامین علیہما السلام می نمایند و بران فاتحہ و قل و درود خوانند تبرک میشود و خوردن آن بسیار خوب است لیکن
بنہادن آن طعام پیش تعزیہ ها و نہادن آن تمام شب بلکہ پیش قبور حقیقیہ ہم تشبیہ بکفار است پس ازینجہت کراہت
میکند انتہی اور مولوی اسحق دہلوی نے بھی اپنے فتوی مین لکھا ہے طعامی کہ بران نیاز حضرت امامین علیہما السلام می نمایند
بران فاتحہ و قل و درود خوانند تبرک میشود و خوردن آن خوب است الخ انتہی **قولہ** آیات قرآنی اوس کھانے پر بھی پڑھکر
ن جسکا ثواب اپنے گمان مین عوام مسلمین بلکہ فساق و فجار کی ارواح کو پہنچاتے ہین حالانکہ اوسکو متبرک کوئی نہین سمجھتا
اقول سمجھنا متبرک ہونیکی کچھہ شرط نہین خواہ سمجھین یا نہ سمجھین متبرک تو ہے **قولہ** یہہ طریقہ مروجہ بدعت ہے جیسا کہ
م اول بیان کرچکے **اقول** یہہ اول مسئلہ متنازع فیہ ہے پس اسکو بطور معارضہ کے ذکر کرنا کمال استعداد کسقدر سے
خوب دلالت کرتا ہے اور اسکی غلطی بھی اول بیان ہو چکی **قولہ** کہانا سامنے رکہہ کر اپنے اعتقاد کی متبرک عبارت
پڑہنا مثل قرآن وغیرہ کے تشبیہ ہے ساتھہ کفار کے آہ **اقول** کہانا سامنے رکھکر آیات قرآن وغیرہ پڑہنا جب سے جاری ہے جیسا کہ
سابق مین گذرا اور مسلمانون مین یہہ طریقہ مروج ہے اور کفار کے ساتھہ تشبیہ کا قصد بھی نہین علاوہ برین ہر دو مین تفرقہ بھی موجود ہے
تشبیہ کا دعوی مقبول نہین **قولہ** جب ان وجوہ آہ **اقول** یہہ بنای فاسد بر فاسد ہے **قولہ** علاوہ اسکے آہ

ول اسکی علاوہ کی بنا اس بات پر ہی کہ کہانا جو آپ کہاتے ہین اسمین ثواب نہین شاید اضحیہ کے مصرف سے ذہول ہو گیا تہا
رنہ اسپر بنا نکرتے **قولہ** کسی فعل کو جو فی نفسہ افعال حسنہ سے ہو آہ **اقول** قرات قرآن و تصدق کا ثواب اموات کو
پہنچانا اور انکے لئے دعا کرنا بہی فی نفسہ افعال حسنہ سے ہونا سابق مین مولانا شاہ عبد العزیز وغیرہ کی تصریحات سے ثابت کر چکے
اللہ تعالی اسکو برکت اور حل مشکلات کا سبب گرداننے سے کچہہ محذور لازم نہین آتا دیکہو رحمۃ الامہ فی اختلاف الائمہ مین
ہی واہل الخیر قد وجدوا البرکۃ فی مواصلۃ الاموات ترجمہ۔ اور اہل خیر نے پائی ہی برکت موصلت کر نیمین اموات کے قرآن اور دعا سے
قرآن والدعوات انتہی **قولہ** اونکی ارواح فعل اسے خوش ہو کر ہماری حاجت روائی کرینگے **اقول** ایصال ثواب
باعث انکی ارواح خوشش ہونا تو احادیث صحیحہ سے ثابت ہی پہر اللہ تعالی پاس حاجت روائی کیلئے دعا کرنا اور سبب ہونا
بعید نہین ہان انکو اسکا فاعل مختار تصور کرنا جایز نہین لیکن وہ مراد ہونا بہی مسلم نہین **قولہ** ہم اول بیان کر چکے ہین کہ
فعل حسن کی وجہ سے خدا کا برکت نازل کرنا اور امر ہی آہ **اقول** ہم بہی اول بیان کر چکے کہ قرآن کی قرات اور تصدق کا
ثواب اموات کو پہنچانا اور انکے لئے دعا کرنا افعال حسنہ سے ہے **قولہ** اس قول مین صرف یہہ نقل کیا گیا ہی کہ مسلمانونکا
فعل ہے اور ظاہر ہے کہ عوام کا فعل کوئی حجت شرعی نہین **اقول** مواہب اللدنیہ سے نقل ہوا تہا ولا زال اہل الاسلام

یحتفلون بشہر مولدہ علیہ الصلوۃ والسلام ویعملون الولائم
ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظہرون السرور ویزیدون
فی المبرات ویعتنون بقراءۃ مولدہ الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ
کل فضل عمیم ومما جرب من خواصہ انہ امان فی ذلک العام
وبشری عاجلۃ بنیل البغیۃ والمرام انتہی پس معترض صاحب

ترجمہ ہمیشہ اہل اسلام اہتمام کرتے ہین شہر مین مولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ولیمے تیار کرتے ہین
اور تصدق کرتے ہین اسکی راتون مین اقسام کے صدقات اور ظاہر کرتے ہین خوشی کو اور زیادہ کرتے ہین
نیکی کے کام اور اہتمام کرتے ہین قرات مین انکے مولد کریم کے اور ظاہر ہوتا ہے ان پر انکے برکات سے
ہر فضل واسع اور جو تجربہ کیا گیا ہے اسکے خواص سے یہہ ہے کہ وہ امان ہے اس برس
اور بشارت ہے حاجت اور مقصود کے پانے کی

اپنے جواب مین یہہ کہتے ہین کہ عوام کا فعل کوئی حجت شرعی نہین یہہ عجب تقریر ہی لفظ اہل اسلام مین تو خواص و عوام ہر دو شامل ہین
انکا فعل بیشک حجت شرعی ہے شاید معترض صاحب کے پاس خواص اہل اسلام مین داخل نہین نعوذ باللہ منہا **قولہ** یہہ تجربہ سے
نقل کیا ہے وہ بہی صرف وہمی و خیالی ہے جو شرعا کچہہ قابل اعتبار اور مثبت امور شرعیہ نہین ہو سکتا **اقول** شرح مواقف
مین تجربہ سے جو بات کہ حاصل ہوتی ہے اسکو علوم ضروریہ مین شمار کیا ہے اور اسکو مذہب اہل حق طرف منسوب کیا اور اسکے
منکرین کو مذہب باطل طرف نسبت کیا ہی پس اسکو صرف وہمی و خیالی تصور کرنا کسطرح مقبول ہوگا معہذا ابن الجزری

طلانی وابن حجر مکی وغیرہم علمای مجتہدین نے اسکو مجربات سے شمار کیا اور اسکے عمل پر حث وترغیب دی ہی اگر صرف
ن وخیالی ہوتا تو علمای اعلام ہرگز اسکو مجربات سے شمار نکرتے اور اسپر ترغیب ندیتے پھر تجربہ کو وہمی وخیالی سمجھنا
ض صاحب کے توہمات باردہ وتخیلات فاسدہ سے شمار کیا جاویگا ہان البتہ بیدین لوگ کو اس تجربہ سے کیا حاصل
لہ اور ظاہر ہے کہ جتنے امور اس قول مین نقل کئے گئے ہین سب بدعت ہین **اقول** اب نوبت یہانتک پہنچکی کہ
رسنونہ کو بھی بدعت کہتے ہین دیکھو لوگون کو کھانا کہلانا اور صدقہ دینا اور مبرات یعنی نیکی کے کام کرنا جو بالاتفاق
ال صالحہ مین داخل ہین اور انکے حث وترغیب پر کئی آیات واحادیث وارد ہوی ہین پس انکو بدعت کہنا یہہ از قبیل
نات کے ہے قابل سماعت نہین جی مین جو آیا کہہ لیجے کون مانع ہے نعوذ باللہ من الضلالۃ والغوایۃ **قولہ**
مہ تاج الدین فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ آہ **اقول** علمای مجتہدین وحفاظ حدیث وفقہا جیسے امام ابو شامہ امام نووی
استاد اور حافظ ابو الخطاب اور حافظ ابن دحیہ اور حافظ شمس الدین ابن الجزری اور امام برہان الدین الجعبری
ر امام ابو زرعہ اور ابن جماعہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی اور حافظ جلال الدین السیوطی اور علامہ قسطلانی اور
مہ ابن حجر ہیثمی مکی اور حافظ السخاوی اور علامہ ابن علان البکری الصدیقی اور امام نجم الدین الغیطی اور علامہ نور الدین
علی بن ناصر الحجازی الواعظ اور ابن عباد النفزی اور صدر الدین موہوب بن عمر الجزری الشافعی اور زین الدین
قفہسی اور ابن الرصاع اور علامہ حسن المدابغی اور السید جعفر البرزنجی اور ملا علی القاری اور شیخ عبد الحق الدہلوی
ر علامہ یوسف الاہدل المکی اور علامہ ابو الطیب المالکی اور علامہ یحیی بن محمد الحطاب المالکی اور حافظ ابن رجب الحنبلی
ر حافظ الشام شمس الدین بن ناصر الدین الدمشقی الحنبلی وغیرہم من العلماء الشافعیۃ والحنفیۃ والمالکیۃ والحنابلۃ
وان اللہ علیہم اجمعین عمل میلاد کے استحسان کے قایل ہین اور احادیث صحیحہ سے اسکا جواز واستحسان ثابت
چکے ہین یہان انکے اقوال بخوف تطویل حذف کئے گئے پس بمقابل انکے کلام فاکہانی کا قابل التفات نہین خصوصا
خ الحدیث مجتہد العصر حافظ جلال الدین السیوطی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم نے جو ہمارے مقتدا یون سے ہین اسکے کلام کو حرفا حرفا
لایل قاطعہ حقہ رد کردیا پس فاکہی کا قول مردود وقابل حجت نہین **قولہ** فاتحہ کذائی مین ثواب پہنچنے کی توقع نہین بسبب
تران بدعات کے کما بینا سابقا **اقول** یہہ دعوی باطل ہے چنانچہ سابق مین گذرا فتذکر **قولہ** جب اصل مسئلہ مین اتفاق
گیا تو نزاع لفظی کو چھوڑکر اس مرحلہ کو موافقت کے ساتھ طے کرکر آگے بڑھتے ہین **اقول** معترض صاحب نے

ذبح لقدوم الامیر کے مسئلہ مین مفسرین اور فقہا کے اقوال کو باہم مخالف ہونے پر زعم کیا تہا سو انکی غلط فہمی دکہلای گئی تہی پہر تو معترض صاحب نے اسکو تسلیم کرلیا اور اسکو نزاع لفظی قرار دیکر اسکی بحث کو چہوڑ دیا ہے باقی مسایل مین بہی ایسا ہی کہینے پر اللہ جلشانہ انہین توفیق دیوے وماذلك علی اللہ بعزیز **قولہ** دعوی اتفاق محتاج بیان ہے **اقول** اگر بیان کے محتاج ہین تو فیض الکریم مین دیکہہ لیجے **قولہ** جب مسلمان اس جانور کا مالک و متصرف ہوگیا تو تقرب غیر اللہ کا تعلق اس سے جدا ہوگیا **اقول** جب قبل ذبح کے مسلمان اس جانور کا مالک و متصرف ہونے سے تقرب غیر اللہ کا تعلق اس سے جدا ہوگیا اور وہ حلال ہوگیا تو معلوم ہوا کہ مجرد تعظیم غیر اللہ علت حرمت نہین بلکہ ذبح بقصد تعظیم غیر اللہ علت حرمت ہے اسیواسطے ذبح کے بعد وہ جانور ہرگز حلال نہین ہوتا دیکہو اشباہ والنظایر مین جو کہا ہے ان الذبح للقادم من حج اوغزو او امیر اکان اوغیرہ یجعل المذبوح میتة انتہی ترجمہ تحقیق کہ ذبح واسطے تعظیم آنیوالے کے حج سے یا جہاد سے خواہ امیر ہو یا اسکا غیر کردیتا ہے ذبح کو مردار اسے صاف ظاہر ہے کہ مذبوح کو میتہ جو کردانا ہے سو وہ ذبح لتعظیم غیر اللہ ہے مجرد تعظیم غیر اللہ اور فتاوی تاتارخانیہ مین لکہا ہے مسلم ذبح شاة المجوسی لبیت نارھم اوالکافر لآلھتہم ترجمہ مسلمان نے ذبح کیا بکری کو مجوسی کے واسطے آتش خانہ انکے یا بکری کو کافر کے واسطے انکے معبودون کے توکل لانہ سمی اللہ تعالی ویکرہ للمسلم ذلك انتہی دیکہو کفار کہاے جاوے کیونکہ اسنے اللہ تعالی کا نام لیا ہے اور مکروہ ہے مسلمان کو وکام کے جانور جو تقرب غیر اللہ کیلئے تہے انکو مسلمان ذبح کرنیکے باعث وہ حلال ہوگئے حالانکہ کفار کی ملکیت مین ہنوز باقی ہین اور انکے دل مین تقرب غیر اللہ موجود ہے لیکن ذبح لغیر اللہ نہوا بلکہ ذبح للہ ہونیکے باعث وہ حلال ہوگیا پس اس سے خوب ظاہر ہوگیا کہ علت حرمت مجرد تعظیم غیر اللہ نہین بلکہ ذبح لتعظیم غیر اللہ ہے پہر اس بیان سے ثابت ہوگیا کہ فاتحہ کذائی کے کہانے کا قیاس اس جانور پر جسکا ذبح لغیر اللہ ہوا ہے اصلا صحیح نہین بلکہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ علت حرمت موجود نہین علاوہ برین تقرب وتعظیم غیر اللہ بہی طعام فاتحہ کذائی مین موجود نہین مقصود ایصال ثواب ہے فافہم **قولہ** اور مجرد تعظیم غیر اللہ کا علت حرمت ہونا تصریح فقہا سے ثابت ہے قال فی الدر المختار واعلم ان النذر الذی یقع للاموات الخ **اقول** معترض صاحب طعام فاتحہ کو اس جانور پر قیاس کرتے تہے جسکا ذبح لغیر اللہ ہوا ہے اور اس جانور کو کہانا جیسا حرام ہے ویسا ہی اس طعام کو کہانا حرام ہونیکا اعتقاد کرتے تہے مجرد تعظیم غیر اللہ علت جامعہ ہونیکا زعم کرتے تہے جب تعظیم کو علت جامعہ ہونے پر منع وارد ہوا تو مقدمہ ممنوعہ کا اثبات تصریح فقہا سے ثابت کرنیکے درپے ہوے کوئی تصریح ہدست نہوئی تو فقہا جو نذر اموات بیان کرتے ہین اسپر تشبث کیا الغریق یتشبث بالحشیش جاننا چاہئے کہ اموات کے۔

طعام اور پیسے وغیرہ کی نذر کرنا بقصد انکے تقرب کے باطل ہے اور اس بطلان کی متعدد علتین ہین لیکن بحث اسمین نہین
بلکہ بحث یہہ ہے کہ اس طعام وغیرہ کو خدام شیخ وغیرہ لینا اور کہانا اور اسمین تصرف کرنا حرام ہونے پر جو فقہا تصریح کرتے
ہین سو اسکی علت کون ہے ہم کہتے ہین کہ اسکی علت تقرب وتعظیم غیر اللہ نہین جیساکہ معترض صاحب گمان کرتے ہین
بلکہ مذکور نذر چونکہ باطل تھی اور منعقد نہین ہوتی چنانچہ بحر الرایق مین کہا ہے ولا ینعقد ولا یشتغل الذمۃ بہ انتہی
اور نہین منعقد ہوتی اور مشغول نہین ہوتا ذمہ اسکے ساتھ ۱۲
اور اس نذر مین منذور لہ میت ہے اور میت مالک نہین ہوتی چنانچہ بحر الرایق مین کہا ہے ومنہا ان المنذور لہ میت
اور بعض اسکے یہہ ہے کہ منذور لہ میت ہے
والمیت لا یملک انتہی پس اس چیز کو خدام شیخ وغیرہ لینا باطل وجہ سے حاصل کرنا ہے اور میت کو اسکا مالک کرکے آپ
اور میت مالک نہین ہوتی ۱۲
بدست کرنا ہے پس اسوجہ سے اسکا لینا حرام ہوا اسی سبب سے اگر فقیر ہے اور بطریق صدقہ ابتدائی کے لیوے تو جایز ہے
گو کہ ناذر نذر شیخ سے قطع نظر کرنیکے پیشتر مکروہ ہی ہو چنانچہ بحر الرایق کی عبارت جسکو طحطاوی کے حاشیہ سے معترض
صاحب نے نقل کیا ہے مصرح ہے فیاخذونہ علی سبیل الصدقۃ المبتدأۃ ترجمہ پس لیوین اسکو اوپر طریق صدقہ ابتدائی کے
واخذہ ایضا مکروہ مالم یقصد الناذر التقرب الی اللہ تعالی انتہی اور لینا اسکا بہی مکروہ ہے جبتک قصد نکرے ناذر تقرب کا اللہ کیطرف ۱۲
اگر تقرب غیر اللہ علت حرمت رہتا جیساکہ معترض صاحب کا گمان ہے تو ناذر نذر شیخ سے قطع نظر کرنیکے پیشتر بطریق
صدقہ ابتدائی کے لینا بہی ہرگز جایز نہین رہتا کیونکہ معترض صاحب کے زعم پر علت حرمت موجود ہے بلکہ اسکو ناذر لینا
اور اسمین تصرف کرنا بہی جایز نہین ہوتا جیساکہ مذکور جانور جسکا ذبح لغیر اللہ ہوا ہے حالانکہ فقہانے اسکے جواز پر تصریح
کی ہے مغنی المحتاج مین مذکور مسئلہ ذکر کرکے کہا ہے فان حصل شئ من ذلک رد الی مالکہ والی وارثہ بعدہ
فان جہل صرف فی مصالح المسلمین انتہی ترجمہ پس اگر حاصل ہوئی کچہہ چیز اس سے تو رد کردیوے اسکے مالک کیطرف اور اسکے وارث کیطرف اسکے بعد پہر اگر وے مجہول ہین تو صرف کیا جاوے مسلمانون کے مصلحتون مین ۱۲
دیکہو خدام شیخ نے جو حاصل کیا تہا سو اسکو مالک طرف اور اسکے بعد اسکے وارث طرف رد کردیا اور جہل کی صورتمین
مسلمانونکے مصالح مین صرف کرنا جب لازم ٹہہرا تو معلوم ہوا کہ انکو اسمین تصرف جایز ہے اگر علت حرمت تقرب و
تعظیم غیر اللہ رہتی جیساکہ معترض صاحب کا گمان ہے تو سب پر حرام ہوجاتا مثل اس جانور کے جو لغیر اللہ ذبح ہوا ہے
نہ یہہ کہ بعضون پر حلال اور بعضون پر حرام فتبصر جاننے کہ اموات کیلیے طعام اور پیسے وغیرہ کی نذر جو باطل اور حرام ہے
سو اسمین تقدیر پر پوچہو کہ اس نذر سے انکے تقرب کا قصد رہے اسکی حرمت کی وجہ یہہ ہے کہ مخلوق کی نذر کرنا اسکی عبادت ہے
اور منذور لہ میت رہنے سے اسکو اس چیز کا مالک کرنا ہے حالانکہ میت کسی چیز کی مالک نہین ہوسکتی اور اس نذر مین

یہ اعتقاد ہے کہ میت فاعل مستقل ہے پس ان وجوہات کے نظر کرتے وہ نذر حرام ہے اور اگر نذر اموات سے مقصود اللہ تعالیٰ
ا تقرب رہے اور اس چیز کو صدقہ دیکر اسکا ثواب میت کو پہنچانے یا میت سے جو منتسب ہین انکو دینے کا قصد رہے
و میت کو برآمد حاجات کیلئے فاعل مستقل نہین سمجھے بلکہ سبب اور وسیلہ جانے تو وہ نذر صحیح ہے چنانچہ فقہای حنفیہ
شافعیہ نے اسپر تصریح کی ہے **قولہ** متقرب بہ ذبح مین منحصر نہین بلکہ نذر وغیرہ بہت سے افراد تقرب کے ہین اور حرمت طعام معین
کیلئے مصروف ہونا اوسکا تقرب غیر اللہ مین خواہ بضمن کسی فرد تقرب کے ہو کافی ہے **اقول** یہہ عجیب تقریر ہے ہمارا
کلام تو یہہ تھا کہ ذبح پر کہانے کو قیاس کرنا صحیح نہین کیونکہ ذبح مین تین چیز پائی جاتی ہین متقرب متقرب الیہ متقرب بہ
یعنی ذبح خالص اللہ تعالیٰ کے نام سے رہنا جسکو باریتعالیٰ نے خاص و لازم اپنی طاعت کیلئے مقرر فرمایا ہے بخلاف کہانے
مین متقرب بہ خاص و لازم نہین پس قیاس کہانیکا ذبح پر صحیح نہین اسپر معترض صاحب جو کہتے ہین کہ متقرب بہ ذبح مین منحصر
نہین بلکہ نذر وغیرہ الخ سو ہمارے اس تحریر پر اصلا وارد نہین ہوتا اسلیئے ذبح پر قیاس جو کیا تھا اسکی غلطی دکھلائی گئی
پہر ذبح مین متقرب بہ منحصر نہو کر نذر وغیرہ افراد تقرب کے پائیجانے سے انکے قیاس کی تصحیح نہین ہو سکتی کیونکہ ذبح مین
جو متقرب بہ موجود تھا سو وہ کہانے مین موجود نہین ہونے سے کہانیکا قیاس ذبح پر جب صحیح نہین ہوا تو نذر وغیرہ
افراد تقرب کے بعلل مختلفہ پائیجانے سے مذکور قیاس کیا صحیح ہو سکیگا اور اسکے ساتھہ اسکو کیا تعلق معہذا ذبح اور نذر
اگرچہ ہر دو افراد تقرب کے ہین لیکن ہر دو مین فرق جلی موجود ہے ذبیحہ کی حلیت کیلئے ذبح شرط ہے ذبح فوت ہونے سے
حرمت آجاتی ہے بخلاف نذر کے کہ وہ شرط نہین ہے طعام کی حلیت کیلئے پہر جب ہر دو مین فرق موجود ہو تو
ایک فرد کے احکام دوسرے فرد مین عود نہین کر سکتے اور طعام معین اگرچہ بضمن کسی فرد تقرب کے ہو لیکن بدون علت
حرمت کے اسمین حرمت حاصل نہین ہو سکتی اور مجرد تقرب غیر اللہ علت حرمت نہین ہے کما سبق **قولہ** ہدیہ اور
دو نوامر بحکم شارع مستحب ہین آہ **اقول** ہدیہ اور ہبہ مین باوجود تقرب غیر رہنے کے جب کہ بحکم شارع مستحب ہے
تو معلوم ہوا کہ شارع نے تقرب غیر کو اسمین جایز رکھا ہے اور فقط تقرب کو موجب حرمت نہین ٹھہرایا بخلاف ذبح
اسمین تقرب غیر کو اصلا جایز نہین رکھا **قولہ** اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سوال مطلق ہوتا ہے اور جواب مین تفصیل ہوتی ہے
اقول مانحن فیہ مین جواب مین تفصیل نہین بلکہ جواب مطلق ہے پہر جواب مین تفصیل ہے کہنا اول مسئلہ متنازع فیہ
اور سند مین اسکو ذکر کرنا کمال مہارت پر دلالت کرتا ہے فتفکر۔ پہلے فتوے سے جو اعتراضات و جوابات کہ متعلق تھے یہان تمام

خلاصہ پہلے فتوی کا یہی تہا کہ طعام فاتحہ حلال ہے **خلاصہ** معترض صاحب کے کلام کا یہی کہ وہ حرام ہے اسکا جوا
ب ہم کہتے ہین کہ مذکور طعام قبل فاتحہ کے حلال رہنے پر کسی کو تو خلاف نہین پہر فاتحہ کے سبب سے اسمین حرمت سرایت
رنے پر جو لوگ کہ مدعی ہین انہین لازم ہے کہ کتاب و سنت و آثار صحابہ و تابعین سے ثابت کردین جیسا کہ معترض صاحب نے
قدمہ مین بیان کیا تہا اور اسکی حرمت آیت وما اهل لغیر الله به سے ثابت نہین ہوسکتی کیونکہ اس آیت سے ثابت
ونیکے دو وجہ مین نفس آیت سے ثابت ہووے یا اس پر قیاس کرین اول تو منتفی ہے کیونکہ اس آیت کے دو تفسیرین جو
حابہ و تابعین سے ثابت ہوئی ہین ایک تفسیر ما ذبح لغیر الله به یہہ تفسیر ابن عباس رضی الله عنہما اور مجاہد اور ضحاک اور قتادہ
سے ثابت ہوئی ہے اور دوسری تفسیر ما ذکر علی ذبحہ اسم غیر الله یہہ تفسیر ربیع بن انس اور ابن زید اور ابو العالیہ سے
بت ہوئی ہے پس ظاہر ہے کہ ان ہر دو تفسیر سے طعام فاتحہ کی حرمت ثابت نہین ہوتی کیونکہ آیت سے جانور
راد ہونا ہر دو تفسیر سے ثابت ہے پس اسکے افراد کے غیر اسمین داخل نہین ہوسکتے اب باقی رہا کہ اسپر قیاس کرین
ہم کہتے ہین اولاً یہہ قیاس غیر صحیح ان لوگ کا ہے جو غیر مقلد ہین پس انکا قیاس ائمہ اربعہ کے مقلدین پر حجت نہین ہوسکتا
ثانیاً مقیس علیہ جو جانور ہی اسمین حکم حرمت کا مترتب ہوا ہی ذبح لغیر الله پر مطابق تفسیر اول کے اور اسم غیر الله کو ذکر
کرنا اسکے ذبح پر مترتب علیہ حکم کا ہے مطابق تفسیر ثانی کے چونکہ حکم کو اسپر مترتب کرنا اسکی علیت کا فایدہ بخشتا تو ثابت ہوا
کہ مقیس علیہ مین علت حکم کی ذبح لغیر الله ہے مطابق تفسیر اول کے یا اسم غیر الله کو ذکر کرنا ہے اسکے ذبح پر مطابق تفسیر ثانی کے
اور یہہ بات تو ظاہر ہے کہ مقیس مین یہہ موجود ہی نہ وہ موجود ہی کیونکہ ذبح جو علت کا جز ہی منتفی ہے پس مقیس علیہ کی علت حکم
جب مقیس مین موجود نہوی تو قیاس باطل ہے ثالثاً جانور کی حلیت کیلئے ذبح بر وجہ شرعی شرط ہی جسکو الله تعالی نے
خاص و لازم اپنی طاعت کیلئے ٹھہرایا ہی جب ذبح بر وجہ شرعی مفقود ہوا تو حرام ہوجاتا ہی چنانچہ آیت وَمَا أُهِلَّ
لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ یعنی وہ جانور کہ یاد کیا گیا اسپر اللہ کے غیر کا نام اور جو مرگیا گلا گہٹ کر اور مرا ہوا مارسے اور مرا ہوا گرکے اور مرا ہوا سینگ کے مارسے
وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ اور جسکو کہایا ہی پہاڑ کہانے والے نے مگر جو تم نے ذبح کرلیا اور جو ذبح کیا گیا نصب پر
صاف اسپر دلالت کرتی ہے بخلاف طعام کے کہ اسمین وہ شرط نہین پس قیاس طعام کا جانور پر فاسد ہے رابعاً مقیس علیہ مین
بوجہ تقرب و تعظیم غیر الله علت حرمت کی کرکے جو لوگ کہ زعم کرتے ہین ان پر لازم ہے کہ اسکا علت ہونا کتاب و سنت و
آثار صحابہ و تابعین سے ثابت کرین ودونہ خرط القتاد خامساً جب قیاس کرین تو مقیس علیہ کا حکم بعینہ مقیس مین عود کرنا ضرور ہی

و الا قیاس باطل ہے یہان مقیس علیہ یعنی جانور لغیر اللہ ذبح ہونیکے باعث حرام اور نجس ہو جاتا ہے پہر وہ طاہر اور حلال ہونیکی
کوئی صورت نہین بخلاف وہ طعام کہ اسمین ایسا نہین شتان بینہما تا دشا طعام فاتحہ مین مقصود ایصال ثواب ہی نہ تقرب
غیر اللہ بخلاف مقیس علیہ کے فاین الثریا من الثری آن وجوہات مین ہر ایک وجہ مذکور قیاس کو باطل کرنیکے واسطے کافی و
وافی ہے پہر جب بوجوہ متعددہ طعام فاتحہ کا قیاس اس جانور پر جو لغیر اللہ ذبح ہوا ہے باطل ہو گیا تو ہم طعام فاتحہ کے
تمامی اوصاف پر بحث کرتے ہین کہ کوئی ایک وصف اسکی علت حرمت ہونیکی صلاحیت رکہتا ہے یا نہین پس اس
طعام مین حرمت اگر ہو تو دو حال سے خالی نہین۔ ذاتی رہیگی یا عارضی اول باطل ہے کیونکہ حرمت اس طعام مین اگر ذاتی
رہتی تو قبل فاتحہ کے بہی حرام رہتا اسلئے کہ فاتحہ کے باعث اس طعام کی ذات مین تبدل نہین آتا پس حرمت اسمین ذاتی ہونا
باطل ہے اللہ تعالی فرماتا ہے قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ الآیۃ اور حرمت اسمین عارضی

ترجمہ۔ تو کہہ کسنے منع کی ہین رونق اللہ کی جو پیدا کی اسنے اپنے بندون کے واسطے اور ستہری چیزین کہانیکی ۱۲

ہونا بہی باطل ہے کیونکہ اس طعام کے چند عوارض ہین اول طعام جو دیتے ہین وہ محض تقرب الہی کے لئے ہے اور وہ
سبب ثواب کا ہی اور اس ثواب کے ایصال ارواح کرتے ہین پس یہہ حرمت نہین بلکہ امر مسنون ہی عن سعد بن عبادۃ
رضی اللہ عنہ قال یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ
افضل قال الماء فحفر بئرا وقال ہذہ لام سعد رواہ ابو داؤد و
النسائے وقال سعد اینفعہا شئ ان تصدقت بہ عنہا قال نعم
قال فانی اشہد لک ان حایطی المخراف صدقۃ علیہا رواہ البخاری
و عن سعید بن جبیر قالوا لو ان رجلا تصدق عن میت
بکراع لقبلہ اللہ منہ نظر کرو کہ پانی اور سعد رضی اللہ عنہ کا میوہ وار باغ

ترجمہ۔ روایت ہی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا یا رسول اللہ تحقیق کہ ام سعد نے انتقال کیا سو کونسا صدقہ افضل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی پس سعد رضی اللہ عنہ نے کہد وایا ایک کوا اور کہا یہہ واسطے ام سعد کے ہے اور کہا سعد نے آیا نفع دیگی اسکو کوئی چیز اگر تصدق کرون اسکو انکی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان کہا سعد نے پس مین نے گواہ رکہا آپ کو کہ تحقیق میرا باغ میوہ دار صدقہ ہے اسپر۔ اور روایت ہے سعید بن جبیر سے کہ صحابہ نے کہا اگر کسی نے صدقہ دیا میت کی طرف سے پاچہ گوسفند تو مقرر قبول کرتا ہے اسکو اللہ تعالی اس سے ۱۲

اور کراع یعنی پاچہ گوسفند جب ایصال ثواب کے لئے ہوا تو ظاہر ہے کہ لوگ وہ پانی پیتے تہے اور باغ کا میوہ کہاتے تہے
اور کراع تناول کرینگے اور حسن بصری نے مذکور پانی کو پیا ہی چنانچہ حافظ سیوطی نے جمع الجوامع مین اور شیخ علی متقی نے تبویب مین
انکے روایت کی ہے ثانی قرآن شریف کے سورے اسکے ساتہہ قراءت کرنا یہہ بہی علت حرمت نہین ہو سکتا بلکہ باعث اسکے
برکت کا ہی چنانچہ ثابت ہو ہم ثابت کر چکے ثالث تعیین تاریخ ہی وہ بہی علت حرمت نہین ہو سکتی کیونکہ تعیین تاریخ کا

جواز ہم سابق مین ثابت کر چکے اور امر جایز کے باعث کہانا حرام نہین ہوتا معہذا تعیین تاریخ کے سبب سے کہانیکی حرمت کی کچہہ وجہ نہین رابع فاتحہ کرنیکو سبب برکت وغیرہ کا تصور کرنا یہہ علت حرمت ہونیکو کچہہ وجہ نہین ہم سابق مین وہ سبب برکت کا ہونا ثابت کر چکے خامس کبھی نذر کرنا ہم سابق مین بیان کر چکے کہ یہہ نذر جایز ہی اور اسمین تقرب غیر اللہ نہین پس علت حرمت نہین ہوتی اما طعام فاتحہ اموات کیلئے نذر ہونا اور اس سے انکا تقرب مقصود ہونا ہم تسلیم نہین کرتے کلام سادس کبھی انبیا و اولیا کی ارواح کو ایصال ثواب کر کے حصول حاجات کیلئے انسے توسل کرنا یہہ بہی طعام فاتحہ کی علت حرمت ہونیکو کچہہ وجہ نہین پہر طعام فاتحہ جو بالذات حلال تہا اسمین حرمت سرایت کرنا کسی ایک وجہ سے ثابت نہین ہوتا تو حرمت کا ادعا کرنا محض تقوہ اور دعوی بلا دلیل ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ هٰذَا حَلَالٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ یعنی کہا اللہ تعالی نے اور مت کہو اپنی زبانون کے جہوٹہہ بنانے سے یہہ حلال ہے اور یہہ حرام ہی کہ اللہ پر جہوٹہہ باندہتے ہو اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ بیشک جو جہوٹہہ باندہتے ہین اللہ پر بہلا نہین پاستے ۱۲

اگر وجوہات مذکورہ مین کوئی ایک وجہ طعام فاتحہ کی علت حرمت ہونیکا زعم ہے تو کتاب و سنت و آثار صحابہ و تابعین سے ثابت کرین جیسا کہ معترض صاحب نے مقدمہ مین طلب کیا تہا ۔ ودونہ خرط القتاد ۔

دوسرے فتوی کی بحث پر کلام

قولہ شرک فی العلم الخ خلاصہ مقصود یہہ ہی کہ علم محیط یعنی ایسا علم جو تمام چیزون پر شامل ہو اللہ تعالی سے مختص ہے **اقول** اگرچہ علم محیط جو بالذات ہی اللہ تعالی سے مختص ہے لیکن اللہ تعالی اسکو اپنے خواص بندگون پر ظاہر کرنا ممنوع نہین دیکہو صحیح حدیث جو اختصام ملأ اعلی مین وارد ہوی ہے اسمین واقع ہے فتجلی لی کل شیء وعرفت الحدیث پس ظاہر ہوی میرے لیے ہر چیز اور مین نے جان لیا ۱۲ رواہ الامام احمد والترمذی ومحمد بن نصر والطبرانی والحاکم وابن مردویہ عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور بہی واقع ہی فعلمت ما فی السموات والارض وتلا ترجمہ ۔ پس مین نے جانا جو کچہہ آسمانون اور زمین مین ہے اور تلاوت فرمائی یہہ آیت وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض وکذلک نری الخ یعنی اور ایسا ہی ہم دکہلاتے ہین ابراہیم کو ملکوت آسمانون اور زمین کے الحدیث رواہ الدارمی وغیرہ عن عبد الرحمن بن عایش اور بہی واقع ہی فعلمنی کل شیء الحدیث پس سکہلائی مجکو ہر چیز ۱۲ رواہ الطبرانی فی السنۃ والشیرازی فی الالقاب وابن مردویہ عن انس رضی اللہ عنہ اور بہی واقع ہے فعلمت ما فی السموات وما فی الارض الحدیث رواہ الامام احمد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما نظر کرو لفظ کل شیء

پس مین نے جانا جو کچہہ آسمانون مین اور زمین مین ہے ۱۲

اور لفظ ما فی السموات والارض کے عموم کو طیبی نے شرح مشکاۃ مین لکھا ہے قوله فعلمت ما فی السموات والارض

یدل علی ان وصول ذلک الفیض صار سببا لعلمه ثم استشهد بالآیة والمعنی ان الله تعالی کما اری ابرهیم صلوات الله علیه وسلامه ملکوت السموات والارض وکشف له ذلک کذلک فتح علی ابواب الغیوب حتی علمت ما فیها من الذوات والصفات والظواهر والمغیبات انتهی

ترجمہ ۔ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پس مین نے جانا جو کچھ آسمانون مین اور زمین مین ہے دلالت کرتا ہے اسبات پر کہ وصول اس فیض کا سبب ہوا واسطے علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پستر استشہاد کیا آیت سے اور معنی یہہ ہین کہ اللہ تعالی نے جیسا کہ ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو ملکوت آسمانون اور زمین کے دکہلائے اور منکشف کئے انکے لئے انکو ایسا ہی کہولدئے میرے پر دروازے سب غیوب کے یہانتک کہ مین نے جان لئین جو کچہہ اسمین ہین ذوات اور صفات اور ظواہر اور غیوب ۱۲

اور یہی طیبی نے لکھا ہے والحبیب علم الاشیاء کلها والخلیل رای ملکوت الاشیاء انتهی اور زین العرب نے شرح مصابیح مین لکھا ہے یعنی ان الله تعالی کما اری ابرهیم علیه السلام ملکوت السموات والارض وکشف ذلک له فتح علی ابواب الغیوب حتی علمت ما فیها کلها انتهی اور ملا علی القاری نے شرح مشکاۃ مین لکھا ہے فعلمت ای بسبب وصول ذلک الفیض ما فی السموات والارض یعنی ما اعلمه الله تعالی مما فیهما من الملائکة والاشجار وغیرهما وهو عبارة عن سعة علمه الذی فتح الله به علیه وقال ابن حجر ای جمیع الکائنات التی فی السموات بل وما فوقها کما یستفاد من قصة المعراج والارض هو بمعنی الجنس وجمیع ما فی الارضین کلها انتهی اور یہی ملا علی القاری نے لکھا ہے یعنی کما ان الله تعالی اری ابرهیم علیه السلام ملکوت السموات والارض فکشف له ذلک فتح علی ابواب الغیوب

ترجمہ ۔ اور حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لین سب چیزین اور خلیل علیہ السلام نے دیکہا ملکوت کو چیزون سے ۱۲

ترجمہ ۔ اللہ تعالی نے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو ملکوت آسمانون اور زمین کے دکہلائے اور منکشف کئے انکو انکے لئے کہولدئے میرے پر دروازے سب غیوب کے یہانتک کہ مین نے جان لیا جو کچہہ اسمین ہے سبکے سب ۱۲

ترجمہ ۔ پس مین نے جانا یعنی بسبب وصول اس فیض کے ان چیزونکو جو آسمانون اور زمین مین ہین یعنی وہ چیزین جنکو معلوم کرایا اللہ تعالی نے جو آسمانون اور زمین مین ہین ملائکہ اور جہاڑ اور غیر انکے اور وہ عبارت ہے وسعت سے آپکے علم کے جو اللہ تعالی نے آپ پر کہولدیا اور ابن حجر نے کہا کہ جمیع کائنات جو آسمانون مین ہین بلکہ جو اس سے اوپر ہین جیسا کہ مستفاد ہوتا ہے قصہ معراج سے اور جمیع کائنات جو زمین مین ہین اور وہ معنی سے جنس کے ہے یا تمامی چیزین جو زمینون مین ہین ۱۲

ترجمہ یعنی جیسا کہ اللہ تعالی نے دکہلائے ابراہیم علیہ السلام کو ملکوت آسمانون اور زمین کے پس منکشف کئے انکے واسطے انکے ایسا ہی کہولدئے میرے پر دروازے غیبون کے

انتهی اور شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح مشکاۃ مین مذکور حدیث کے تحت مین لکھا ہے پس دانستم ہر چہ در آسمان و ہر چہ در زمین بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آن انتهی اور یہی لکھا ہے واہل تحقیق گفتہ اند کہ تفاوت ست و بیان

ین دو روییت زیراکہ خلیل علیہ السلام ملک آسمان وزمین را دید وحبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہرچہ در زمین و آسمان بود از ذات وصفات وظواہر وباطن ہمہ را دید انتہی اور بہی شیخ مذکور نے تحت حدیث تجلی لی کل شئی کے لکہا ہے پس ظاہر شد وروشن شد مرا ہر چیز از علوم وشناختم ہمہ را انتہی اور بہی حدیث مین آیا ہے ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذہ رواہ الطبرانی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما

تحقیق کہ اللہ تعالی نے اٹہایا میرے لئے دنیا کو سو مین نظر کرتا ہون طرف اسکی اور طرف اون چیزون کے جو ہونیوالی ہین اسمین روز قیامت تک گویا کہ مین نظر کرتا ہون طرف اس ہاتہ کیطرف ۱۲

علامہ زرقانی نے شرح مواہب اللدنیہ مین لکہا ہے ثم یعلم باعتبار صدق وجوب اعتقاد ما یقولہ ان کل ما علمہ الناس بعدہ من جملۃ ما رآہ حین رفعت لہ الدنیا صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور بہی حدیث مین آیا ہے ما من شئ کنت لم ارہ الا قد رایتہ فی مقامی ہذا حتی الجنۃ والنار الحدیث رواہ البخاری وغیرہ عن اسماء رضی اللہ عنہا اور بہی صحیح حدیث مین آیا ہے فعلمت علم الاولین والاخرین اور علامہ محقق شیخ ابو اسحق الشیرازی نے اپنے رسالہ فوائد نفیسہ مین لکہا ہے وکل واحد من قولہ تعالی وعلمک ما لم تکن تعلم وقولہ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء ای فیطلعہ علی الغیب والغیب اسم الجنس فہو یفید العموم کما تقرر فی اصول الفقہ وحینئذ یکون معناہ فیطلعہ علی جمیع الغیوب وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم علمت ما کان وما سیکون فیما رواہ البخاری وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما رواہ احمد والترمذی وصححہ البخاری انی قمت من اللیل فتوضأت وصلیت ما شاء اللہ فنعست فی صلوتی فاستثقلت فاذا انا بربی تبارک وتعالی فقال یا محمد فیم یختصم الملأ الاعلی قلت لا ادری قالہا ثلاثا فقلت لا ادری فرأیتہ وضع کفہ بین کتفی حتی وجدت برد انا ملہ

ترجمہ - پہر معلوم کرے بہ سبب صدق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بسبب واجب ہونے اعتقاد آپکے اقوال پر تحقیق کہ تمام چیزین جنکو جانی ہین لوگون نے آپکے بعد وہ از جملہ ان چیزون کے ہین جنکو آپنے دیکہا ہے اسوقت کہ دنیا اٹہائی گئی آپکے لئے صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

ترجمہ - نہین ہے کوئی چیز جسکو مین نے نہین دیکہا تہا مگر بیشک مین نے اسکو دیکہ لیا اپنے اس مقام مین یہانتک کہ جنت اور دوزخ ۱۲

ترجمہ - پس مین نے جانا علم اولین اور آخرین کا ۱۲

ترجمہ - اور ہر ایک قول سے اللہ تعالی کے وعلمک الآیہ یعنی سکہایا تجکو جو تو نہین جان سکتا تہا اور قول سے اللہ تعالی کے وما کان اللہ الآیہ یعنی اور اللہ یون نہین کہ تم کو مطلع کرا دیوے غیب پر ولیکن اللہ برگزیدہ کرتا ہے اپنے رسولون مین جسکو چاہے یعنی پس اسکو مطلع کرتا ہے غیب پر اور غیب اسم جنس ہے پس وہ فایدہ دیتا ہے عموم کا جیسا کہ اصول فقہ مین ثابت ہے اور اسوقت مین اسکے معنے یون ہونگے پس اسکو مطلع کرتا ہے تمامی غیوب پر اور قول سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مین نے جانین وہ چیزین جو ہوئین اور وہ چیزین جو ہونگین اسکو بخاری نے روایت کیا ہے اور قول سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسکو امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور بخاری نے اسکی تصحیح کی ہے تحقیق کہ مین اٹہا رات سے پس وضو کیا اور نماز پڑہی جسقدر اللہ تعالی نے چاہا پہر مجکو غنودگی ہوئی بیچ نماز میری کے سو مین سست ہوا پس ناگاہ مین نے دیکہا اپنے رب تبارک وتعالی کو پہر کہا اے محمد کس چیز مین جہگڑا کرتے ہین ملأ اعلی مین نے کہا مین نہین جانتا اللہ تعالی نے تین بار اسکو کہا سو مین نے کہا کہ مین نہین جانتا پہر مین نے اسکو دیکہا کہ اپنے کف کو میرے کندہون کے درمیان رکہا یہانتک کہ مین نے اسکے انامل کی سردی کو

بين ثدييّ فتجلى لي كل شئ وعرفت خاص من حيث شخص النبي صلى الله عليه وسلم وعام من حيث المعلوم فان المعلوم في الآية الاولى جميع المعلومات وفي الاية الثانية جميع الغيوب وفي الحديث الاول جميع الموجودات والمعدومات وفي الحديث الثاني جميع الاشياء اي جميع المعلومات وكل واحد من هذه المعلومات الاربعة اعم من الغيوب الخمسة وغيرها

اپنے ثدیین کے درمیان پایا پس ظاہر ہوگئیں میرے لئے سب چیزیں اور میں نے جان لیا۔ خاص ہے بہ اعتبار ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عام ہے بہ اعتبار معلوم کے کیونکہ معلوم پہلی آیت میں تمامی معلومات ہیں اور دوسری آیت میں تمامی غیوب ہیں اور پہلی حدیث میں تمامی موجودات ومعدومات ہیں اور دوسری حدیث میں تمامی اشیا ہیں یعنی تمامی معلومات اور ہر ایک ان چاروں معلومات سے اعم ہے غیوب خمسہ اور اسکے غیر سے ۱۲

انتہی اور یہی اسمیں لکھا ہے ونحن بعون الله وتاييده اثبتنا بسبعة دلايل تعلق علمه صلى الله عليه وسلم بجميع المعلومات فضلا عن هذه الغيوب الخمسة في كتاب المدلول بالمنقول والمعقول في بيان شمول علم الرسول وهو كتاب صنفناه في هذا الشان انتهى

ترجمہ — اور ہم نے اللہ کی مدد اور اسکی تائید سے ثابت کردیا ہے سات دلایل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا تعلق تمامی معلومات کے ساتھ چہ جائیکہ یہہ غیوب خمسہ کتاب المدلول بالمنقول والمعقول فی بیان شمول علم الرسول میں اور وہ ایک کتاب ہے جو ہم نے اس بابت میں اسکو تصنیف کیا ۱۲

اور مولانا عبدالرحمن جامی نے نفحات الانس میں لکھا ہے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ میفرمودکہ حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان میگفتہ اند کہ زمین در نظر این طایفہ چون سفرہ ایست وما میگوئیم چون روی ناخن ست ہیچ چیز از نظر ایشان غایب نیست انتہی اور مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی نے الطاف القدس میں تحریر فرمایا ہے چون رفتہ رفتہ سخن بحقایق غامضہ افتاد از انحالت نیز رمزی باید گفت چون آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ دہ کمال عارف انجر بجہت بالا ترمیرود ونفس کلیہ بجای جسد عارف میشود وذات بحت بجای روح او ہمہ عالم را تبعاً بعلم حضوری در خود بیند انتہی

قولہ اب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو آہ خلاصہ یہہ ہے کہ یا شیخ عبدالقادر شیأ للہ کہنا مستلزم ایسے علم غیب کو ہے جو تمام محیط ہوا اور وہ مختص اللہ تعالی سے پس وہ غیر اللہ میں ثابت کرنا شرک ہے **اقول** معترض صاحب نے اپنے رسالہ بیان حق میں زعم کیا تہا کہ ندا یہ یا شیخ عبدالقادر شیأ للہ مستلزم علم غیب کو ہے جو شرک ہے پس سیف الحق میں انکے زعم کا ابطلان کیا گیا کہ علم غیب غیر خدا شرک لازم نہیں آتا تو اب یہاں ثبوت شرک کو علم محیط پر مبنی کرکے کہتے ہیں کہ مذکور ندا مستلزم علم غیب محیط کو ہے جو مختص بار تعالی سے ہے ہم اس استلزام کو منع کرتے ہیں کہ اللہ تعالی سے علم محیط جو مختص ہے سو ویسا علم یا شیخ عبدالقادر شیأ کہنے سے لازم نہیں آتا اگرچہ قیامت تک مختلف اوقات میں مختلف مقامات سے کروڑہا آدمی پکاریں کیونکہ یہہ علم مستعد

ینگے جو قیامت تک مختلف اوقات میں بواسطہ اعلام الہی کے حاصل ہونگے اور اسمین ہر ایک علم کے متعلقات جزئیات
اہیہ رہینگے بخلاف اللہ تعالی کا جو علم محیط ہی سو علم واحد قدیم ہی ازل سے ابد تک کے تمامی کاینات کلیات وجزئیات کو
ل ہے ایک ذرہ بھی اسکے علم سے خارج نہین سب کے سب پر محیط ہی پس ہر دو مین فرق بین ثابت ہی اور اول مستلزم
لو نہین پہر زعم شرک کا بہی باطل ہے نظر کرو مولانا شاہ ولی اللہ کی عبارت مذکورہ پر جو فرمایا ہمہ عالم را تبعا بعلم حق خود
دیدند انتہی اور عبارت نفحات الانس پر جو خواجہ بہاء الدین نقشبند سے نقل فرمای اور اسمعیل دہلوی پیشوای
وہابیہ نے صراط المستقیم مین لکہا ہی وہمہ عالم در خود می نگرد وافلاک وعناصر وجبال وبحار واشجار واحجار وحیوان و
ان ہمہ را منجملہ جسم خود میداند ودرین حالت اطلاع بر امکنہ افلاک وسیر بعضی مقامات زمین کہ دور دراز از جای
بطور کشف حاصل آید وآن کشفش مطابق واقع می باشد انتہی امام یافعی نے نشر المحاسن الغالیہ مین فرمایا ہے

...م الرابع هو علم الله عز وجل وهو العلم الذی تفرد به
...تعالی فیه شریك یوجد وعلمه لا باعلام احد بل هو صفة
...صفاته القدیمة الازلیة الدایمة الابدیة المنزهة
...التغیر والبطلان وسمات الحدوث والنقصان وهو علم
...د علم به جمیع المعلومات الکلیات منها والجزئیات
...ن منها وما یکون وما سیکون وما لا یکون مما جاز
یکون ان لو کان کیف یکون لیس بضروری ولا کسبی
حادث خلاف العلم سایر الخلق المعروضین للحوادث
علم هذا فاعلم ان علم الله المذکور المنزه عن النقص والعیب
...لعلم الذی تمدح به سبحانه حیث اخبر فی الایة المذکورة
...ه بعلم الغیب اذ هو صفة کمال لا یجوز ان یتصف بها
...ه فاما علم الانبیاء والاولیاء فذلك باعلامه لهم
...صفتهم اقتدروا بها علی الاطلاع علی الغیب استقلالا

ترجمہ - چوتہا قسم وہ علم ہی اللہ عز وجل کا اور وہ ایسا علم ہے کہ منفرد ہوا ہی ساتہ اسکے
اور محال ہے کہ اسمین شریک پایا جاوے اور اسکا علم نہین ہے کسی کے معلوم کرانیسے بلکہ وہ صفت ہے
اسکے صفات سے جو قدیمیہ ازلیہ ابدیہ ہین منزہ
تغیر اور بطلان سے اور پاک علامات حدوث اور نقصان سے اور وہ علم
واحد ہی جس سے جانا ہی تمامی معلومات کلیات اور جزئیات کو
جو کچہ ہو گیا ہے اسنے اور جو ہوتا ہی اور ہوئیگا اور جو نہو ویگا اس چیز سے جو جایز ہے
اسکا ہونا اگر ہوا تو کسطرح ہو ویگا نہین ہے ضروری اور نہ کسبی
اور نہ حادث برخلاف علم تمامی خلایق کا جو معروض ہین حوادث کیلیے
جب یہہ بات معلوم ہوی تو جانئے کہ اللہ تعالی کا علم مذکور منزہ ہی نقصان اور عیب سے
وہ علم ہے جو اس سے ستایش کیا ہی اللہ تعالی نے جہانکہ خبر دی ہی مذکور آیت مین
آپ منفرد ہونے پر علم غیب سے کیونکہ وہ صفت کمال کی ہی جو جایز نہین ہی متصف ہونا اسکے ساتہ
اسکا غیر پس لیکن علم انبیا اور اولیا کا سو وہ اللہ تعالی کے اعلام سے
نہ باعث انکی صفت کے کہ نہین ہی انکے قدرت پای ہی اسکے سبب سے مطلع ہونے اور غیب کے مستقل ہو کر

فاذا امتنعت مشارکتهم له فی العلم المذکور فلا یعلم   پس جب ممتنع ہوی انکی مشارکت اسکے لئے مذکورہ علم مین تو نہین جانتا

الغیب الا هو انتهی اور علامہ شیخ ابن حجر مکی نے اپنے فتاوی مین   غیب کو مگر وہی ١٢

لها ان علم الانبیاء والاولیاء انما هو باعلام الله لهم   ترجمہ۔ تحقیق کہ علم انبیا اور اولیا کا نہین ہے مگر اللہ تعالی کے معلوم کرانے سے انکو

وعلمنا بذلك انما هو باعلامهم لنا وهذا غیر علم الله تعالی   اور ہمارا علم ہمکو نہین ہے مگر انکے معلوم کرانے سے ہمکو اور یہہ غیر ہے اللہ تعالی کے علم کا

الذی تفرد به وهو صفة من صفاته القدیمة الازلیة   جو منفرد ہوا ہے اسکے ساتھ اور وہ ایک صفت ہے اسکے صفات قدیمہ ازلیہ

الدائمة الابدیة المنزهة عن التغیر وسمات الحدوث والنقص   دائمیہ سے جو منزہ ہین تغیر اور علامات حدوث اور نقصان اور

والمشارکة والانقسام بل هو علم واحد علم به جمیع المعلومات   مشارکت اور انقسام سے بلکہ وہ علم واحد ہے جس سے جانا ہے تمامی معلومات کو

کلیاتها وجزئیاتها ما کان منها وما یکون او یجوز ان یکون   انکے کلیات اور انکے جزئیات کو جو ان سے ہوا ہے اور جو ہوگا یا جائز ہے اسکا ہونا

لیس بضروری ولا کسبی ولا حادث بخلاف علم سائر الخلق انتهی   نہین ہے ضروری اور نہ کسبی اور نہ حادث بخلاف علم تمامی خلق کا ١٢

اور علامۃ الشیخ حسین المکی نے کشط الاباب مین لکھا ہے وقد تقرر   ترجمہ۔ تحقیق کہ ثابت ہوا ہے

فی الکتب المعتبرة ان نفوس الاولیاء بعد مفارقة الابدان   کتب معتبرہ مین کہ نفوس اولیا کے بعد جدا ہونیکے ابدان سے

منزهة عن الحیز والمکان ویستوی عندها ما فوق السماء   مجرد ہوتی ہین حیز اور مکان سے اور برابر ہے اسکے نزدیک جو چیز کہ آسمان کے اوپر ہے

وما فی قعر البحار وما تحت الثری بل تشترك فی هذا التجرد   اور وہ چیز جو دریاؤن مین ہے اور وہ چیز جو تحت الثری مین ہے بلکہ مشریک ہونگی اس تجرد مین

جمیع النفوس من نفوس عامة المسلمین والیهود والنصاری   سب نفوس جو نفوس عوام مسلمانون کے اور یہود و نصاری

والمجوس لولا ان عرض لنفوس الکفار والعصاة والمشرکین   اور مجوس کے مین اگر نہ عارض ہوتی واسطے نفوس کفار اور گنہگارون اور مشرکون کے

نحو من الاحتباس کما یحتبس فی الاجساد قبل الموت ولا یعلم   ایک قسم کی قید جیسے مقید کیجاتی ہے اجساد مین پہلے موت کے اور نہین جانتا

کیفیته الا خالق الناس واما نفوس الانبیاء والصلحاء   اسکی کیفیت کو مگر پیدا کرنیوالا لوگون کا اور اما نفوس انبیا اور صلحا

فانها مسرحة مطلعة بتمکین الله وتقدیره علی بعض ما جری   پس بیشک وہ چھوڑے جاتے ہین اطلاع پاتی ہین اللہ تعالی کے وسعت دینے سے اور قدرت دینے سے بعضی چیزون پر جو جاری ہوتی ہین

فی الارض والسماء ازید من الاحیاء فانهم ارتحلوا من مضیق   زمین اور آسمان مین زیادہ زندگون سے کیونکہ انہون نے رحلت کی ہے تنگی سے

عالم الشهادة الی سعة عالم الغیب وهو اوسع الف الف مرة   عالم شہادت کے طرف وسعت عالم غیب کے اور وہ زیادہ وسیع ہے ہزار ہزار مرتبہ

من هذا العالم واعجب من غیر ریب ولا یلزم من ثبوت   اس عالم سے اور زیادہ عجیب ہے بغیر شک کے اور لازم نہین آتا انکے لئے

هذا الجاهل لهم استواءهم في العلم برب العباد وادعاؤهم
لزوم ذالك غاية الشقاق ونهاية العناد لان الله سبحانه
يعلم من الازل مكاييل البحار وعدد اوراق الاشجار
وحركات النبات وقطرات الامطار وهواجس النفوس
وخائنة الاعين وما تخفي الصدور واحاط علمه بما هو
في كتم العدم وكائن الى يوم النشور ولانه حصول
هذا العلم المحيط بكل شئ للاولياء وحصول علم الجزئي
كالعلم بالنداء وبعض حوادث الكون الذي هو بتمكينه
لا يوجب الاستواء ولو كان حصول هذا العلم الجزئي
للبشر موجبا لاستوائه في العلم مع خالق القوى والقدر
استوينا معه سبحانه في العلم والسمع والبصر بل
استوى جميع افراد انواع الحيوان لوجود هذه القوى
فيها في الجملة ومثل هذه الاقيسة تضاهي قياس الشيطان
الذي فضل نفسه على ابي البشر آدم وخالف امره
الاكرم مع انه صريح البطلان فان صفاته سبحانه
في غاية الكمال وصفاتنا في غاية النقصان فاين هذا
من ذالك والسماك من السماك انتهى۔ **قوله**

اس عالم کو مساوی ہونا انکا علم مین رب العباد کے ساتھہ اور دعوی لوگونکا
اسکے لزوم کو غایت خلاف اور نہایت عناد ہے کیونکہ اللہ سبحانہ
جانتا ہے ازل سے پیمانے دریاؤن کے اور عدد جھاڑون کے پتون کے
اور حرکات نبات کے اور قطرے برسات کے اور وسوس نفوس کے
اور خیانت آنکھونکی اور جسکو مخفی کرتے ہین سینے اور محیط ہوا ہے اسکا علم اس چیز کو
جو پردہ عدم مین ہے اور ہونیوالا ہے قیامت تک اور ہم نہین دعوی کرتے حصول
اس علم کا جو محیط ہے ہر چیز کو واسطے اولیا کے اور حصول علم جزئی کا
جیسا علم ندا کا اور بعض حوادث دنیا کا جو وہ اللہ دستگاہ دینے سے
واجب نہین کرتا مساوی ہونیکو اور اگر حصول اس علم جزئی کا
واسطے بشر کے واجب کرتا مساوی ہونیکو علم مین ساتھہ خالق قوی وقدر کے
تو ہم مساوی ہوتے اللہ کے ساتھہ علم اور سمع اور بصر مین بلکہ
مساوی ہوتے تمامی افراد حیوان کے بسبب موجود ہونے اس قوی کے
انمین سے فی الجملہ اور مثل ان قیاسون کی مانند قیاس شیطان کہ ہے
جسنے اپنی نفس کو فضیلت دی ابو البشر آدم علیہ السلام پر اور مخالفت کی
رب اکرم کے حکم کی باوجودیکہ بطلان اسکا صریح ہے کیونکہ صفات اللہ سبحانہ کے
غایت کمال مین ہین اور ہمارے صفات نہایت نقصان مین ہین یہہ کہان
وہ کہان اور سمک کہان سماک کہان ۱۲

ہمارے دعوے کے ثبوت کیلئے اسقدر بیان کافی ہے مگر ہم بغرض زیادت توضیح کے لکھتے ہین کہ آہ **اقول** معترض صاحب اپنے
دعوے کے ثبوت کیلئے جو بیان کہ کافی سمجھتے تھے اسکا حال سابق مین روشن ہو چکا اب اس توضیح کو چونکہ استطرادا ذکر کیا
انکے دعوے کا ثبوت اسپر موقوف نہین اسلئے ہم اسپر متعارض نہین ہوتے لیکن بنظر افادہ عام ہم بھی کچھہ توضیح بیان کرتے ہین
جاننا چاہئے کہ علم غیب اللہ تعالی کی ذات سے مختص ہے کسی مخلوق کو اسکا معلوم ہونا اللہ کی دہش پر موقوف ہے جسکو چاہے

سکے صدر کو نشراح دیوے اور یہہ علم حاصل کرا دے بدون خدا یتعالی کی دہش کے کوئی اسکو حاصل نہین کر سکتا
دوسری یہہ کہ یہہ علم مخصوص نہین ہر غیب کا علم اللہ کے غیر مین بواسطہ اعلام الہی کے ثابت کرنا شرک نہین بلکہ اگر بلا واسطہ
علام الہی کے ثابت کرین تو شرک ہے پس انبیا و اولیا کو علم غیب بواسطہ اعلام الہی کے حاصل ہونا نصوص صریحہ سے
ثابت ہے اور اسکا اثبات موجب شرک نہین ہم سابق مین چند احادیث اور اقوال علما کے بیان کر چکے ہین یہان بہی چند
بیان کرتے ہین بخاری اور مسلم اور ابوداود وغیرہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فما ترک
ترجمہ۔ کہا کہ کہڑے رہے ہمارے بیچ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر پس نہین چہوڑا

شیئا یکون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الا حدثہ
اپنے اس مقام مین کسی چیز کو جو ہونیگی قیامت قایم ہونے تک مگر اسکو بیان فرمادیا

حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ الحدیث
یاد رکہا اسکو جسنے یاد رکہا اور نسیان کیا اسکو جسنے نسیان کیا ۱۲

اور امام احمد اور طبرانی نے بسند صحیح ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ترجمہ۔ بتحقیق کہ چہوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو

ما یحرک طائر جناحیہ فی السماء الا ذکر لنا منہ علما انتہی
اس حال مین کہ نہین حرکت دیتا ہے کوئی جانور اپنے دونون پنکہون کو اسمان مین مگر ذکر فرمایا ہمکو اس سے علم ۱۲

اور بیضاوی نے تحت آیت وعلمناہ من لدنا علما لکہا ہے مما یختص بنا
ترجمہ۔ اس چیز سے جو مختص ہے ہمارے ساتہہ

ولا یعلم الا بتوفیقنا وھو علم الغیب انتہی یہہ وہ علم ہے جو خضر کو
اور نہین معلوم ہوتا مگر ہمارے توفیق سے اور وہ علم غیب ہے ۱۲

عطا ہوا ہے اور مولانا ابو السعود نے اپنی تفسیر مین لکہا ہے وعلمناہ
ترجمہ۔ اور سکہلایا ہم نے اسکو

من لدنا علما خاصا لا یکتنہ کنہہ ولا یقادر قدرہ وھو علم
اپنے نزدیک سے علم خاص جسکے کنہ کو نہین پہنچ سکتے اور اسکی مقدار کا اندازہ

الغیوب انتہی اور قاضی عیاض نے شفا مین تحریر کیا
نہین کیا جاتا اور وہ علم غیب کا ہے ۱۲

ومن ذلک ما اطلع علیہ من الغیوب وما یکون والاحادیث
ترجمہ۔ اور منجملہ اسکے وہ چیزین ہین جسپر اطلاع پائی ہے غیوب سے اور جو چیز کہ ہوگی اور احادیث

فی ھذا الباب بحر لا یدرک قعرہ ولا ینزف غمرہ وھذہ
اس باب مین دریا ہین جسکے قعر کو نہین پہنچ سکتے اور اسکے عمیق پانی کو خالی نہین کر سکتے اور یہہ

المعجزۃ من جملۃ معجزاتہ المعلومۃ علی القطع الواصل الینا
معجزہ از جملہ ان معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے جو معلوم مین یقینا پہنچی ہے طرف ہمارے

خبرہا علی التواتر لکثرۃ رواتہا واتفاق معانیہا علی الاطلاع
اسکی خبر متواتر بسبب کثرت اسکے راویونکے اور متفق ہونے اسکے معانی کے اطلاع پر

علی الغیب انتہی اور امام نووی نے کتاب المنثورات وعیون
غیب سے ۱۲

المسائل المہمات مین تحریر فرمایا ہے مسئلۃ ما معنی قول اللہ تعالی
ترجمہ۔ سوال کیا ہین معنے قول اللہ تعالی کے

قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله وقول
النبي صلى الله عليه وسلم لا يعلم ما في غد الا الله واشباه هذا
من القرآن والحديث مع انه قد وقع علم ما في غد
في معجزات الانبياء صلوات الله وسلامه عليهم
ومن كرامات الاولياء رضي الله عنهم الجواب معناه
لا يعلم ذلك استقلالا وعلم احاطة بكل المعلومات
الا الله واما المعجزات والكرامات فحصلت باعلام
الله تعالى للانبياء والاولياء لا استقلالا وهذا كما انا نعلم
ان الشمس اذا طلعت تبقى ست ساعات ونحوها حتى
تزول ثم تبقى نحو ذلك ثم تغرب مثل مجموع ذلك او نحوه
ثم تطلع وهكذا القول في القمر وغيره من الامور التي يعلم
وقوعها في المستقبل وليس هو علم غيب علمناه استقلالا
وانما علمناه باجراء الله العادة انتهى اور علامہ ابن حجر
مکی نے اعلام بقواطع الاسلام میں لکھا ہے فالخواص یجوز ان یعلموا
الغیب فی قضیۃ او قضایا کما وقع لکثیر منهم واشتهر انتهى
اور بھی اپنے فتاوی میں اولیا کو بعض غیب کا علم حاصل ہونیکی دلیل میں کہا
ويكفي دليلا قوله صلى الله عليه وسلم في الخبر الصحيح ان
في امتي ملهمون او محدثون ومنهم عمر وقوله اتقوا فراسة
المومن فانه ينظر بنور الله انتهى اور بھی شرح ہمزیہ میں لکھا ہے
يجب على كل مكلف ان يعتقد ان الله تعالى هو المختص بعلم الغيب
وان ما حصل لرسله واوليائه منه فهو انما بوحي من الله

قل لا یعلم الآیہ یعنی کہ نہیں جانتا جو آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کو مگر اللہ
اور معنی قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں جانتا جو روز آیندہ میں ہے مگر اللہ
اور مانند اسکے جو قرآن اور حدیث سے ہے باوجودیکہ بیشک واقع ہوا ہے علم اس چیز کا جو روز آیندہ میں ہے
معجزات میں انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے
اور کرامات سے اولیا رضی اللہ عنہم کے جواب اسکے معنی یہ ہیں
کہ نہیں جانتا اسکو مستقل ہو کر اور علم محیط ہونیکا تمامی معلومات کے
مگر اللہ اور اما معجزات اور کرامات پس حاصل ہوئے ہیں معلوم کرانے سے
اللہ تعالی کے انبیا اور اولیا کیلئے نہ مستقل ہو کر اور یہ جیسا کہ ہم جانتے ہیں
کہ آفتاب جب طلوع کیا تو باقی رہتا ہے چھ ساعت یا اسکے مثل یہانتک
زوال ہوتا ہے اسکے بعد باقی رہتا ہے مثل اسکے اسکے بعد غروب ہوتا ہے مجموع اسکا یا شمار اسکے
پھر طلوع کرتا ہے اور یہی قول ہے چاند وغیرہ میں جو ایسے امور ہیں جنکو معلوم ہے
وقوع انکا زمانہ آیندہ میں حالانکہ وہ ایسا علم غیب نہیں جسکو ہم نے مستقلا جانا ہے
اور ہم نے نہیں جانا انکو مگر اللہ عادت جاری کرنیکے سبب سے ۱۲

ترجمہ ۔ پس خواص جایز ہے کہ جانیں
غیب کو قضیہ اور قضایا میں جیسا کہ واقع ہوا ایسے بہت لوگ کیلئے اور مشتہر ہوا ۱۲

ترجمہ ۔
اور کافی ہے علم غیب کی دلیل کو قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح حدیث میں
تحقیق کہ میری امت میں ملہمین ہیں یا محدثین اور انہیں میں عمر ہیں رضی اللہ عنہ
اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈرو فراست سے
مومن کے کہ وہ نظر کرتا ہے اللہ کے نور سے ۱۲

ترجمہ ۔ واجب ہے ہر مکلف پر اعتقاد کرنا کہ اللہ تعالی ہی مختص ہے علم غیب کے ساتھ
اور تحقیق کہ جو حاصل ہوا ہے اسکے پیغمبروں اور اولیا کیلئے علم غیب سے پس وہ یا وحی سے اللہ کے جانب

الهام والاستثناء فی قوله تعالی فلا یظهر علی غیبه احدا — یا الہام۔ اور استثنا اللہ کے قول میں فلا یظہر الآیہ یعنی پس نہیں ظاہر کرتا ہے اپنے غیب پر کسی کو

الا من ارتضی من رسول الآیة متصل کما هو الاصل — مگر جسکو برگزیدہ کیا رسول سے۔ متصل ہے جیسا کہ وہی اصل ہے۔

وذکر الرسول لا للاختصاص به بل لان کرامة اولیاء اتباعه — اور ذکر رسول کا تخصیص کیلئے نہیں ہے۔ بلکہ اسلئے ہے کہ کرامت اولیا کی جو رسول کے تابعدار ہوں اسی سے ہیں

من جملة کراماته ومعجزاته انتهی اور بھی اسی میں کہا — از جملہ کرامات اور معجزات رسول کے ہے ۱۲

ان اکثر علوم نبینا صلی اللہ علیہ وسلم تتعلق بالمغیبات — ترجمہ۔ اکثر علوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہیں غیبوں کے

بدلیل فعلمت علم الاولین والآخرین فی الحدیث المشہور — بدلیل قول آپکے پس میں نے جانا علم اولین و آخرین کا حدیث مشہور میں

لانه تعالی اختص به لکن من حیث الاحاطة والشمول لعلمه — اور تحقیق کہ اللہ تعالی مختص ہے علم غیب سے لیکن بحیثیت احاطہ اور شمول کے بسبب علم انکے

کلیات والجزئیات فلا ینافی فی ذلک اطلاع اللہ تعالی — کلیات و جزئیات کو پس وہ منافی نہیں مطلع کرنا اللہ تعالی کا

بعض خواصه علی کثیر من المغیبات حتی من الخمس التی قال فیهن — اپنے بعض خواص کو بہت سے غیبوں پر یہانتک کہ پانچ غیبوں پر جنکے حق میں فرمایا ہے

صلی اللہ علیہ وسلم خمس لا یعلمهن الا اللہ تعالی لانها — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانچ ہیں نہیں جانتا انکو مگر اللہ تعالی کیونکہ وہ

جزئیات معدودة لا غیر وانکار المعتزلة لذلک — جزئیات معدودہ ہیں نہ غیر انکا اور انکار معتزلہ کا اسکے لیے

مکابرة نقلا وقع للانبیاء علیهم الصلوة والسلام والاولیاء — مکابرہ ہے پس تحقیق کہ واقع ہوا ہے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیا کیلیے

من ذلک ما لا یمکن عده لا سیما ما وقع لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم انتهی — اس میں سے اسقدر کہ ممکن نہیں انکا شمار خصوصا جو واقع ہوا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلیے ۱۱

شیخ محمد بن شعیب نے محاسن الاخیار فی فضل الصلوة علی النبی المختار میں ضمن اسمائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھا ہے

عالم الغیب بالنسبة الینا بما اظهره اللہ تعالی من علم الساعة — ترجمہ۔ عالم الغیب ہیں نسبت ہماری طرف بسبب اس چیز کے جو ظاہر کیا اللہ تعالی نے علم قیامت کا

وما یکون فی البرزخ وما یکون فی المحشر وغیر ذلک وذلک — اور جو چیز کہ برزخ میں ہوگی اور جو چیز کہ محشر میں ہوگی اور غیر اسکا [illegible]

لقوله تعالی فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول فهو — ساتھ قول اللہ تعالی کے فلا یظہر الآیہ یعنی پس نہیں ظاہر کرتا اپنے غیب کسی کو مگر جسکو برگزیدہ کیا ہے رسول سے پس وہ

من غیبه المکتوم وغیب اللہ علم کونی دبره بحکمته لا یطلع — اپنے غیب پوشیدہ کا اور اللہ کا غیب علم کونی ہے جو تدبیر کیا اسکو اپنی حکمت سے مطلع نہیں ہوتا

علیه غیره ومن اظهره علی شیء ارتضاه بدلیل القرآن فهو عالم — اسپر کوئی اور جسپر ظاہر کیا ہے کسی چیز کو تو اسکو برگزیدہ کیا ہے بدلیل قرآن کے پس وہ عالم ہیں

بما یظهره اللہ فی وقته وبما یعلمه بوحیه وبما اجراه لدیه خصیصی — ساتھ اس چیز کے جو اللہ نے ظاہر کی ہے اسکے وقت میں اور ساتھ اس چیز کے جو معلوم کی ہے وحی سے اور ساتھ اس چیز کے جو جاری کی ہے اسکے لیے اپنے نفس خصوصیت سے

به وهذا غایة کمال شرفه علی سائر الخلق انتهی — اور یہ نہایت شرف ہے اوپر تمام مخلوق کے ۱۲

اور مظہری شرح مصابیح میں مذکور ہے ولا یعلم الغیب الا اللہ او
من یخبرہ اللہ عن شئ غایب کما اخبر انبیاء اللہ عن الاشیاء
الغایبۃ بان اخبرہم اللہ والی ہذا اشار اللہ تعالی بقولہ
عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول
لا یظہر ای فلا یطلع علی الغیب احدا الا من یشاء اللہ
من رسلہ فانہ اطلعہم علی بعض علوم الغیب لیکون لہم
معجزۃ انتہی اور علامہ قسطلانی نے المواہب اللدنیہ میں لکھا ہے
اعلم ان علم الغیب یختص باللہ وما وقع منہ علی لسان
رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ فمن اللہ تعالی اما بوحی
او الہام والشاہد لہذا قولہ تعالی عالم الغیب فلا یظہر
علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول لیکون معجزۃ لہ انتہی
اور بھی لکھا ہے فکل ما ورد عنہ علیہ الصلوۃ والسلام
من الانباء المنبئۃ عن الغیوب لیس ہو الا من اعلام
اللہ لہ بہ اعلاما علی ثبوت نبوتہ ودلایل علی صدق رسالتہ
فقد اشتہر وانتشر امرہ علیہ الصلوۃ والسلام بین اصحابہ
بالاطلاع علی الغیوب حتی ان کان بعضہم لیقول لصاحبہ اسکت
فواللہ لو لم یکن عندہ من یخبرہ لاخبرتہ حجارۃ البطحاء انتہی
علامہ خفاجی نے حاشیہ تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے والذی اختص اللہ تعالی
بہ علم الغیب ہو علمہ تفصیلا ذاتا وزمانا من غیر واسطۃ اصلا
فلا ینافیہ علم بعض الاولیاء والانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام لہ
بواسطۃ الوحی والالہام من اللہ انتہی اور علامہ زرقانی نے شرح المواہب اللدنیہ میں لکھا ہے

ترجمہ۔ اور نہیں جانتا غیب کو مگر اللہ اور وہ
جسکو اللہ نے خبر دی ہے غایب چیز سے جیسا کہ خبر دی ہیں انبیائے غایب
چیزوں سے اسطرح پر کہ اللہ نے انکو خبر دی اور اسیکی طرف اشارہ کیا ہے اللہ تعالی نے اپنے قول سے
عالم الغیب فلا یظہر الآیہ یعنی جاننے والا غیب کا پس نہیں ظاہر کرتا اپنے غیب پر کسی کو مگر جسکو برگزیدہ کیا ہے رسول سے
پس نہیں ظاہر کرتا یعنی پس نہیں مطلع کرتا غیب پر کسیکو مگر جسکو اللہ نے چاہا ہے
اپنے رسولوں سے پس بیشک اسکو مطلع کرتا ہے بعضی علوم غیبیہ تاکہ ہووے
انکے لئے معجزہ ۱۲

ترجمہ۔ جاننے کہ علم غیب مختص ہے ساتھ اللہ تعالی کے اور جو واقع ہوا ہے علم غیب سے زبان پر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دوسروں کے سو وہ اللہ کیطرف سے ہے یا وحی سے
یا الہام سے اور دلیل اسپر قول اللہ تعالی کا ہے عالم الغیب الآیہ یعنی جاننے والا غیب کا پس نہیں ظاہر کرتا
اپنے غیب پر کسیکو مگر جسکو برگزیدہ کیا ہے رسول سے تاکہ ہووے اسکے لئے معجزہ ۱۲

ترجمہ۔ پس جو کہ وارد ہوا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
اخبار میں جو خبر دینے والے ہیں غیوب سے وہ نہیں ہیں مگر اللہ کے اعلام کرانے سے
انکے لئے علامات کرکے آپکی نبوت کے ثبوت پر اور دلایل کرکے آپکی رسالت کے صدق پر
اور تحقیق کہ مشتہر ہوا اور منتشر ہوا آپکا امر صحابہ کے درمیان
مطلع ہونے غیوب پر یہانتک کہ بعضے اپنے مصاحب کے لئے کہتے تھے کہ خاموش رہو
پس قسم اللہ کی اگر نہ رہا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کوئی خبر دینے والا
تو بیشک خبر دینگے پتھر بطحا کے ۱۲

ترجمہ۔ اور جو مختص ہے اللہ تعالی کے ساتھ
علم غیب اسکا علم ہے تفصیلی از روی ذات اور زمانہ کے بغیر کسی واسطہ کے
پس نہیں منافی ہے جاننا بعض اولیا اور انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کا غیب کو
بواسطہ وحی یا الہام کے اللہ کیطرف سے ۱۲

قد تواترت الاخبار واتفقت معانيها على اطلاعه صلى الله عليه وسلم ترجمہ تحقیق کہ متواتر ہوئی ہیں اخبار اور متفق ہوئے ہیں اسکے معانی مطلع ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

على الغيب كما قال عياض ولا ينافي الآيات الدالة على انه لا يعلم غیب پر جیسا کہا ہے عیاض نے اور منافی نہیں ہیں اسکو وہ آیات جو دلالت کرتی ہیں کہ نہیں جانتا

الغيب الا الله وقوله ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير غیب کو مگر اللہ اور قول کہ اگر جانتا میں غیب تو بہت سی جمع کر لیتا خیر سے

لان المنفي علمه من غير واسطة كما افاده المتن اما اطلاعه عليه کیونکہ نفی کیا گیا ہے علم غیب جو بغیر واسطے کے ہو جیسا متن میں بتایا گیا ہے اور مطلع ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب پر

باعلام الله فمحقق لقوله الا من ارتضى من رسول قال في اللہ کے معلوم کرانے سے ہے پس متحقق ہے بواسطے قول اللہ تعالی الا من ارتضی الآیہ

لطائف المنن اطلاع العبد على غيب من غيوب الله بنور منه کہا ہے لطائف المنن میں اطلاع بندہ کی غیب پر اللہ کے غیوب سے اللہ کے نور سے ہے

بدليل خبر اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله لا يستغرب بدلیل حدیث کے کہ ڈرو تم فراست سے مومن کی کیونکہ وہ نظر کرتا ہے اللہ کے نور سے وہ کچھ عجب نہیں

وهو معنى كنت بصره الذي يبصر به فمن كان الحق بصره اطلعه اور یہی معنی ہیں حدیث قدسی کے کہ میں ہوں اسکا بصر جس سے دیکھتا ہے پس حق تعالی جسکا بصر ہو

على غيب الله فلا يستغرب وقال بعض العارفين قوله الا من ارتضى تو اسکو مطلع کریگا اللہ کے غیب پر پھر وہ کچھ عجیب نہیں اور بعض عارفوں نے کہا ہے کہ قول اللہ تعالی کا

من رسول لا ينافي قول العارف المرسي في تفسيرها او صديق او ولي الا من ارتضی من رسول منافی نہیں ہے قول کو عارف مرسی کے اسکی تفسیر میں یا صدیق یا ولی

ولا زيادة فيه على النص فان السلطان اذا قال لا يدخل على اليوم اور نہ زیادتی ہے اس میں نص پر کیونکہ سلطان نے جب کہا کہ داخل ہووے میرے پاس آج

الا الوزير لا ينافي دخول اتباع الوزير معه فكذلك الولي اذا مگر وزیر تو منافی نہیں داخل ہونا وزیر کے تابعداروں کا وزیر کے ساتھ پس ایسا ہی ولی کو

اطلعه الله على غيب لم يره بنور نفسه وانما رآه بنور متبوعه جب اللہ تعالی نے مطلع کیا اپنے غیب پر تو نہیں دیکھا اسکو اپنی ذات کے نور سے اور دیکھا ہے فقط اپنے متبوع کے نور سے

وما كلفنا الله الايمان على الغيب الا وقد يفتح لنا باب غيبه والى اور نہیں تکلیف دی اللہ نے ہمکو غیب پر ایمان لانے کیلئے مگر حالانکہ کشادہ کرتا ہے ہمارے لئے اپنے غیب کے دروازہ کو اور اسکے طرف

اشار الغزالي في اماليه على الاحياء ثم قال ويحتمل ان المراد بالرسول في الآية اشارہ کیا ہے غزالی نے اپنے امالی میں جو احیا پر ہیں پھر اسکے بعد کہا اور احتمال رکھتا ہے کہ مراد رسول سے آیت میں

ملك الوحي الذي بواسطته تنكشف الغيوب فيرسله للاعلام بمشافهة فرشتہ ہو وحی کا جسکے واسطے سے منکشف ہوتے ہیں غیوب پس روانہ کرتا ہے اسکو معلوم کرانے کیلئے مشافہہ سے

او القاء في روع او ضرب مثل في يقظة او منام ليطلع على الغيب یا ڈالنے سے اسکے قلب میں یا بیان کرنے سے مثال کے بیداری میں یا خواب میں تاکہ مطلع کرے غیب پر

من اراد وفائدة ذلك الامتنان على من خصه الله بذلك واعلامه جسکو ارادہ کرے اور فائدہ اسکا منت دھرنا ہے جسے اللہ نے وہ علم عطا کئے ہیں اور معلوم کراتا ہے اسکو

بانه لم يصل اليه بحوله وقوته فلا يظهر على غيبه احدا من عباده الا کہ وہ اپنی طاقت و قوت سے اسکے طرف نہیں پہنچا پس نہیں ظاہر کرتا اپنے غیب پر کسیکو اپنے بندوں سے مگر

على يدي رسول ملك ارسله لمن فرغ قلبه لانصباب اظهار العلوم الغيبية ہاتھوں پر رسول کے اپنے ملائکہ سے جسکو بھیجا ہو اس شخص کی طرف جسنے اپنے دل کو خالی کیا ہے علوم غیبیہ کے ظاہر ہونے کیلئے

اوديته حتى يصل لاسرار الغيب المكنونة في خزائن الالوهية انتهى اسکے وادیوں میں تاکہ پہنچے غیب کے اسرار کو جو پوشیدہ ہیں خزائن الوہیت میں

بندہ الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے چنانچہ بر علم غیب کہ مخصوص باوست سبحانہ خاص رسل را اطلاع می بخشند انتہی
مولانا شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ میں تحریر کیا ہے سنۃ اللہ بران جاری شدہ کہ چون نفس ناطقہ کسبا و جبلۃ بمرتبہ رسد
امور غیبیہ منکشف شوند انتہی انبیا و اولیا کو بواسطہ اطلاع الٰہی کے غیب کا علم حاصل ہونا جب ثابت ہو گیا تو اب ہم کہتے ہیں کہ
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جو مروی ہوا ہے ومن زعم ترجمہ ۔ اور جس نے زعم کیا
انہ یخبر الناس ما یکون فی غد فقد اعظم علی اللہ الفریۃ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دیتے تھے لوگوں کو اس چیز کی جو ہوگی روز آیندہ پس تحقیق کہ اسنے اللہ پر بڑا افترا کیا
واللہ تعالی یقول قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ اور اللہ تعالی فرماتا ہے قل لا یعلم الآیہ یعنی کہہ نہیں جانتا جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے غیب کو مگر اللہ
ہماری تحریر کو منافی نہیں کیونکہ حضرت صدیقہ کے قول میں اُس علم غیب سے انکار ہے جو معارض ہو قول کو اللہ تعالی کے قل
لا یعلم من فی السموات الآیہ اور وہ علم بالذات ہے جو بلا واسطہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالی سے مختص وہی علم ہے اور اسکو
غیر اللہ میں ثابت کرنا معارض ہے مذکور آیت کو بخلاف علم بالغیر جو بواسطہ اطلاع الٰہی کے حاصل ہوتا ہے سو اللہ تعالی ویسے علم سے
منزہ ہے اور اسکا ثبوت انبیا و اولیا کے لئے مذکور آیت کو معارض نہیں ہوتا پس انکار حضرت صدیقہ کا قسم اول سے ہے
اور ہمارا کلام قسم ثانی میں ہے پھر ثانی قسم کے نفی پر اس سے استدلال ہرگز صحیح نہیں اور یہی معلوم کرو کہ جو علم غیب کہ منفی ہوگا
من ارتضی کا استثنا اس سے مقید رہیگا نہیں تو ایک دوسرے کا معارض بنے گا اما وہ جو بخاری نے رُبیِّع بنت معوذ
سے روایت کی ہے جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدخل ترجمہ ۔ تشریف لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پس داخل ہوئے
حین بنی علی فجلس علی فراشی کمجلسک منی فجعلت — اسوقت کہ میرا نکاح ہوا سو بیٹھے میرے بچھونے پر جیسا کہ بیٹھا ہے تو میرے پاس شروع کیا
جویریات لنا یضربن بالدف ویندبن من قتل من آبائی — ہماری لڑکیوں نے دف بجانا اور خوبیاں بیان کرنا ان لوگوں کی جو مقتول ہوئے میرے آبا سے
یوم بدر اذ قالت احدٰیہن وفینا نبی یعلم ما فی غد فقال دعی — روز جنگ بدر کے یکایک ان لڑکیوں سے ایک نے کہا کہ اور ہم میں نبی ہیں جانتے ہیں جو چیز روز آیندہ میں ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
ہذہ وقولی بالذی کنت تقولین — اسکو اور کہہ جسکو تو کہتی ہے ۱۲ یہہ بہی ہماری سابق کی تحریر کو
منافی نہیں کیونکہ یہان وہ علم غد مطلق واقع ہوا ہے ویسے علم غیب کو مطلق بدون قید کے منسوب کرنا چونکہ موہم تھا کہ کوئی ضعیف الایمان
علم غیب بالذات ثابت ہونا فہم کریگا اسلئے علم غیب کو مطلق بدون قید کے منسوب کرنا مکروہ جانا اور اس سے منع فرمایا پس
اس سے علم غیب بالواسطہ کو منسوب کرنا ممنوع ہونا مستفاد نہیں ہوتا چنانچہ اسپر دلالت کرتی ہے وہ زیادتی جو حدیث مذکور
میں ابن ماجہ کی روایت میں واقع ہوئی ہے لا یعلم ما فی غد الا اللہ کیونکہ اللہ تعالی کے طرف جو علم غیب کہ منسوب ہوا ہے

سو وہ علم غیب مطلق ہے نہ علم غیب مقید اور سابق مین جو ہمنے بیان کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ الا من ارتضیٰ کا استثنا
اس مطلق کو مخصوص کر رہا ہے اور اسیطرح حدیث علمت علم الاولین والآخرین کی اسکی معارض ہو کر اسکو مقید یا تخصیص دیوے اور یہ بھی
جاننے کہ ربیع کی مذکور حدیث کو بخاری اور ابوداود اور ترمذی نے بشر بن المفضل کی طریق سے روایت کیا ہے اسمین وہ
زیادتی واقع نہین ہوی حافظ ابن حجر عسقلانی نے بشر کے ترجمہ مین کہا ثقۃ ثبت عابد انتہی اور ابن ماجہ نے اسکو حماد بن
سلمہ بن دینار کی طریق سے روایت کی ہے سو اسمین وہ زیادتی واقع ہوی حماد بن سلمہ اگرچہ ثقہ ہے لیکن اسکو اوہام ہین اور
بخاری اپنی صحیح مین اس سے روایت نہین کرتا اور مسلم نے اپنی صحیح مین اس سے اگرچہ شواہد مین روایت کیا ہے لیکن اصول
مین اس سے روایت نہین کیا مگر جبکہ اس نے ثابت سے روایت کیا ہو اور ثابت سے روایت نہین کیا ذہبی نے میزان الاعتدال
مین اسکے ترجمہ مین کہا وکان ثقۃ لہ اوھام انتہی اور حافظ عسقلانی نے تقریب مین کہا ثقۃ عابد اثبت الناس فی
ثابت وتغیر حفظہ باخرۃ انتہی پس اس تقدیر پر اگر مذکور زیادتی ثابت ہو تو منع فرمانیکی دوسری وجہ بھی محتمل ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علو منصب کے لایق نہین تھا کہ وے عورتین دف بجانیکے اثنا مین اور مقتولونکا مرثیہ کہتے وقت آپکا ذکر شریف
کرین اسلئے منع فرمایا مظہری شرح مصابیح مین لکھا ہے وعلۃ نھیہ ترجمہ ۔ اور علت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
علیہ الصلوۃ والسلام تلک الجاریۃ عن التکلم بقولھا منع فرمانیکی اس لڑکی کو کہنے سے اسکے قول سے
وفینا رسول اللہ یعلم ما فی غد انہ علیہ الصلوۃ والسلام کہ اور ہمارے مین رسول اللہ ہین جانتے ہین جو چیز کہ روز آیندہ مین ہے
کرہ ان یقول احد انہ علیہ الصلوۃ والسلام یعلم الغیب مطلقا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کراہت کی کہنا کسیکا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہین غیب کو مطلقا
لان الغیب لا یعلمہ الا اللہ بل یجب ان یقال یعلم کیونکہ غیب کو نہین جانتا مگر اللہ تعالی بلکہ واجب ہے کہ کہیے جانتے ہین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الغیب ما اخبر اللہ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب سے جسکی خبر اللہ نے دی ہے
ویحتمل ان یکون کراھیتہ ذلک الکلام ان وصفہ علیہ الصلوۃ والسلام اور محتمل ہے کہ ہووے مکروہ جاننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کلام کو یعنی تحقیق کہ وصف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
فی اثناء ضرب الدف وفی اثناء مرثیۃ اولئک القوم المقتولین دف بجانے کے اثنا مین اور اس مقتول قوم کے مرثیہ کے اثنا مین
لا یلیق بمنصبہ علیہ الصلوۃ والسلام بل ھو اجل واشرف لایق منصب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہین بلکہ وصف آپکا اجل واشرف ہے
من ان یذکر بھذہ العبارۃ فی اثناء ضرب الدف انتہی ذکر کیا جانے سے اس عبارت کے دف بجانے کے اثنا مین ۱۲
اور ابن ملک نے شرح مصابیح مین لکھا ہے وھذا لکراھتہ علیہ الصلوۃ والسلام ترجمہ ۔ اور یہ منع فرمانا واسطے کراہت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

بة علم الغيب اليه مطلقا لانه لا يعلمه كذلك الا الله — نسبت کرنیکو علم غیب کے آپکے طرف مطلقاً کسواسطے کہ نہین جانتا اسکو اسطرح مگر الله

يعلم الرسول من الغيب ما اخبره الله تعالى او لكراهته — اور نہین جانتے رسول غیب مگر جسکو الله تعالی نے خبر دی ہے یا اسواسطے کراہت آپکے

ذكر في اثناء ضرب الدف واثناء مرثية القتلى — کہ مذکور ہووے دف بجانیکے اثنا مین اور مقتولون کے مرثیہ کے اثنا مین

منصبه عن ذلك انتهى اور طیبی شرح مشکاۃ اور مرقات — بسبب بلند ہونے منصب آپکے اس سے ۱۲

شرح مشکاۃ اور مفاتیح شرح مصابیح اور ارشاد الساری شرح بخاری وغیرہا مین ایسا ہی مذکور ہے اور جو بعض فقہا نے لکھا ہے کہ غیر الله کے علم غیب کو منسوب کرنا کفر ہے سو اس سے علم غیب بالذات کا اگر ارادہ ہے تو کفر ہے اگر ارادہ علم بالواسطہ کا ہے تو کفر نہین اور تکفیر کرنا صحیح نہین اگر ایسا ہو تو اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی کا استثنا اور مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا کا نص انکے قول کا معارض ہوگا پس اسکے بالذات ہونے پر فقہا نے تصریح کی ہے شامی نے رد المحتار مین لکھا ہے حاصله ان دعوى علم الغيب معارضة

القرآن فيكفر بها الا اذا اسنده ذلك صريحا — ترجمہ ۔ حاصل اسکا یہ ہے کہ دعوی علم غیب کا معارض ہے واسطے نص قرآن کے پس کافر ہوگا اس سے مگر جبکہ اسناد کرے اسکو صراحۃً

لة الى سبب من الله تعالى كوحي او الهام وكذا لو اسنده — یا دلالۃً طرف ایک سبب کے الله کے جانب سے جیسا وحی یا الہام اور ایسا ہی اگر اسناد کرے

ارة عادية بجعل الله تعالى انتهى اور امام یافعی نے — طرف ایک عادی نشانی کے الله تعالی کے گردانے سے ۱۲

اسن الغالیہ مین تحریر فرمایا ہے الصواب انه لا يستعجل — ترجمہ ۔ صواب یہ ہے کہ جلدی نہ کرے

من قال المؤمن يعلم الغيب حتى يسأل ماذا اراد بالمؤمن — تکفیر مین اس شخص کے جو کہا مومن جانتا ہے غیب کو بلکہ سوال کیا جاوے کہ کیا ارادہ کیا ہے مومن سے

لم والغيب فان اراد بالمؤمن المؤمن الخاص وهو الولي — اور علم اور غیب سے پھر اگر ارادہ کیا مومن سے مومن خاص اور وہ ولی ہے

المؤمن العام وهو كل مؤمن وبالعلم بانه يعلم باعلام الله — نہ مومن عام اور وہ ہر مومن ہے اور علم سے یہ ارادہ کیا کہ جانتا ہے الله تعالی کے معلوم کرانے سے

علمه بنفسه استقلالا وبالغيب بعض الغيوب — نہ اپنی ذات سے جانتا مستقل ہوکر اور غیب سے بعض غیوب

بها فانه لا يكفر بذلك لانه جائز في الكرامات — نہ تمامی غیوب پس تحقیق کہ تکفیر نکیا جاوے کیونکہ جائز ہے کرامات مین

قع وقد دل على جوازه العقل وشهد بوقوعه النقل — بلکہ واقع ہے اور تحقیق کہ دلالت کی ہے اسکے جواز پر عقل نے اور شہادت دی ہے اسکے وقوع پر نقل نے

قل فلان ذلك ليس بمستحيل في قدرة الله تعالى بل هو من — اما عقل پس تحقیق کہ وہ نہین ہے محال الله تعالی کی قدرت مین بلکہ وہ

كنات ولا قادح في معجزات الانبياء كما قدمناه — ممکنات کے قسم سے ہے اور معجزات مین انبیا کے قدح نہین کرتا جیسا کہ ہمنے سابق مین بیان کیا

فرق بين الكرامات والمعجزات واما النقل — فرق درمیان کرامات اور معجزات کے ۔ اور اما نقل

هو خارج عن الحصر اذ لا يمكن تعداد ما نقل عن الاولياء
الكشف عن كل عصر و مصر اعنی ما كشفه الله تعالیٰ لهم بعد ان كان
عنهم مستوراً واشهدهم اياه بعد ان كان غايباً عن مشاهدتهم
اصبح علمه لهم منشوراً فبعضهم اُعلِم وقوعه بخطاب و بعضهم
كشف له ما حال دونه من حجاب و بعضهم اشهده فی
اللوح المحفوظ مسطوراً انتهی اور شیخ ابن حجر مکی کے فتاوی میں
مذکور ہے و سئل نفع الله به بما لفظه من قال ان المومن
يعلم الغيب يكفر لقوله تعالیٰ قل لا يعلم من فی السموات و من
فی الارض الغيب الا الله - عالم الغيب فلا يظهر علی غيبه احدا
و يستفصل لجواز العلم بجزئيات من الغيب فاجاب بقوله
لا يطلق القول بكفره لاحتمال كلامه و من تكلم بما يحتمل الكفر
وجب استفصاله كما فی الروضة و غيرها اور بھی اسمین کہا
ومتی استفصل فقال اردت بقولی المومن يعلم الغيب
ان بعض الاولياء قد يعلمه الله ببعض المغيبات قبل منه ذلك
لانه جائز عقلاً و واقع نقلاً اذ هو من جملة الكرامات الخارجة
من الحصر علی مر الاعصار فبعضهم يعلمه بخطاب و بعضهم يكشف له
ما حال دونه من حجاب و بعضهم يكشف له عن اللوح المحفوظ حتی يراه و يكفی
من ذلك ما اخبر به القرآن عن الخضر بناءً علی انه ولی وهو ما نقل عن جمهور
العلماء و جميع العارفين انتهی اور بھی شیخ ابن حجر نے اعلام بقواطع
الاسلام میں لکھا ہے و ينتج من هذا التفريق ان من ادعی علم
الغيب فی قضية او قضايا لا يكفر انتهی

پس وہ خارج ہے حصر سے کیونکہ ممکن نہیں شمار کرنا اسکا جو کہ منقول ہوا اولیا سے
کشف میں ہر عصر اور شہر سے یعنی جو کشف کیا ہے اللہ تعالیٰ نے انکے لیے بعد ازانکہ
وہ مستور تھا انسے اور مشاہدہ کروایا انکو بعد ازانکہ غایب تھا انکے مشاہدہ سے
پس ہو گیا اسکا علم محجوب انکے لئے آشکارا پہر بعضی آگاہ کئے گئے اسکے وقوع پر خطاب سے
اور بعضوں کے لئے
کشف کیا گیا وہ حجاب جو حایل تھا اسکے ورے اور بعضوں نے اسکو مشاہدہ کیا
لوح محفوظ میں لکھا گیا ہوا ۱۲

ترجمہ - اور سوال کیا گیا جس شخص نے کہا کہ مومن
جانتا ہے غیب کو اسکی تکفیر کیا جاوے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے قل لا يعلم الآية -
عالم الغيب الآية
یا طلب تفصیل کرے واسطے جواز جاننے جزئیات کے غیب سے پس جواب دیا
کہ اطلاق نہ کرے قول کو اسکے کفر کے بسبب احتمال رکھنے اسکے کلام کے اور جس شخص نے
کہ کلام کیا ساتھ محتمل کفر کے
تو واجب ہے کہ اسکی تفصیل طلب کرے جیسا کہ روضہ وغیرہ میں ہے ۱۲

ترجمہ - اور جب طلب تفصیل کی گئی تو کہا کہ میں نے ارادہ کیا ہے اپنے قول کہ مومن
جانتا ہے غیب کو
تحقیق کہ بعض اولیا کو اللہ معلوم کراتا ہے بعضی غیوب تو وہ قبول کیا جاوے اس سے
کیونکہ جایز ہے عقلاً اور واقع ہے نقلاً کس واسطے کہ وہ از جملہ ان کرامات کے ہیں جو خارج ہے
حصر زمانوں کے گذرنے پر پس بعضی اسکو جانتے ہیں خطاب سے اور بعضوں کے لئے کشف کیا گیا
وہ حجاب جو حایل تھا اسکے ورے اور بعضوں کیلئے منکشف ہوا ہے لوح محفوظ سے
یہانتک کہ اسکو دیکھ لیتا ہے اور کافی ہے
اس سے وہ چیز جسکی خبر قرآن نے دی ہے خضر سے بنا کرتے اسپا تاپر
کہ وہ ولی تھے اور یہ وہ منقول ہے
جمہور علما اور جمیع عارفین سے ۱۲

ترجمہ - اور نتیجہ یہہ نکلا اس تفریق سے کہ جس نے دعوی کیا
علم غیب کا قضیہ اور قضایا میں کافر نہیں ہوتا ہے ۱۲

ولہٰذا یہہ دعا ہی غیر اللہ کو جسکی خداوند کریم قرآن مین مذمت کرتا ہی اور افعال مشرکین سے بتلاتا ہی قال اللہ تعالی
من اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ وہم عن دعائہم غافلون **اقول**
ان معترض صاحب یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کہنا شرک ہونے کیلیے آیت مذکورہ سے استدلال کرتے ہین سوانکا یہہ استدلال باطل ہے
ونکہ دعا جسکی مذمت اس آیت مین ہی مراد اس سے عبادت ہی غیر اللہ کی چنانچہ جمہور مفسرین نے اسپر تصریح کی ہی اور یہی تتمہ
تکا وکانوا بعبادتہم کافرین اسپر دلالت کرتا ہی پہر استمداد و توسل کیلیے انبیا و اولیا کو ندا کرنا آیت سے مراد لیکر
کے شرک ہونے پر سند گردانا ہرگز صحیح نہین بعلمی ہے امام رازی نے تفسیر کبیر مین لکہا ہی فقولہ ومن اضل ممن یدعوا
ن دون اللہ الاصنام فیتخذہا آلہۃ ویعبدہا وہی
ادعیت لا یسمع ولا یصح منہا الاجابۃ لا فی الحال
لا بعد ذلک الیوم الی یوم القیمۃ انتہی اور امام بغوی نے
الم التنزیل مین لکہا ہی ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ
لا یستجیب لہ یعنی الاصنام لا تجیب عابدیہا الی شئ
ألونہا الی یوم القیمۃ یعنی ابدا ما دامت الدنیا وہم
ن دعائہم غافلون لانہا جماد لا یسمع ولا یفہم انتہی اور
نی ناصر الدین بیضاوی نے اپنی تفسیر مین لکہا ہی ومن اضل
ن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ انکار ان یکون
د اضل من المشرکین حیث ترکوا عبادۃ السمیع
یب القادر الخبیر الی عبادۃ من لا یستجیب لہم لو
ع دعاءہم فضلا ان یعلم سرائرہم ویراعی مصالحہم
یوم القیمۃ ما دامت الدنیا وہم عن دعائہم غافلون
م اما جمادات واما عباد مسخرون مشتغلون باحوالہم
احشر الناس کانوا لہم اعداء یضرونہم ولا ینفعونہم

ترجمہ - یقول اللہ تعالی ومن اضل الآیۃ
مراد اصنام ہین یعنی ایسے انکو الہ اور عبادت کرے انکو حالانکہ وہ
جب پکارے جاوین تو نہین سنتے اور صحیح نہین انسے اجابت نہ اب
اور نہ بعد اس روز کے روز قیامت تک ۱۲
ترجمہ - ومن اضل الآیۃ
مراد اس سے اصنام ہین جو اجابت نہین کرتے اپنے عبادت کرنیوالونکے کسی چیز کی
جو سوال کرین انسے روز قیامت تک یعنے ہمیشہ جبتک کہ باقی ہی دنیا اور وے
انکی دعا سے غافل ہین کیونکہ وے جماد ہین نہ سنتے اور نہ فہم کرتے ۱۲
ترجمہ - ومن اضل الآیۃ
اس آیت مین انکار ہے اس بات سے کہ کوئی ہے
کوئی شخص زیادہ گمراہ مشرکین سے کیونکہ چھوڑ دی ہے عبادت سمیع
مجیب قادر خبیر کی طرف عبادت ایسے کے جو استجابت نہین کرتا انکے لیے اگر
سنے انکی دعا چہ جائکہ جانے انکے بہید کو اور مراعات کرے انکے مصلحتونکا
روز قیامت تک جبتک کہ دنیا باقی ہی اور وے انکی دعا سے غافل ہین
کیونکہ یا جمادات ہین یا بندے ہین مسخر مشغول اپنے احوال مین
اور جب حشر کیے جاوین لوگ رہینگے انکے لیے دشمن ضرر پہنچاوینگے انکو
اور نفع نہ دینگے انکو

وكانوا بعبادتهم كافرين مكذبين بلسان الحال او المقال — اور ہین انکی عبادت سے کفر کرنیوالے تکذیب کرنیوالے زبان حال یا قال

وقيل الضمير للعابدين وهو كقوله والله ربنا ما كنا مشركين — اور کہا گیا ضمیر واسطے عابدین کے ہے اور وہ مثل قول اللہ کے ہے واللہ ربنا ما

انتہی اور تفسیر جلالین مین مسطور ہے ومن اضل استفهام — یعنی۔ ومن اضل یہہ استفہام ہے

بمعنى النفي اے لا احد اظلم ممن يدعو يعبد من دون الله — معنی سے نفی کے یعنی نہین ہے کوئی ایک زیادہ ظلم کرنیوالا اس شخص سے جو عبادت کرتا ہے اللہ کے غیر سے اونکی

ای غيره من لا يستجيب له الى يوم القيمة وهم الاصنام لا يجيبون — جو استجابت نہین کرتے اسکے لئے روز قیامت تک اور وہ اصنام ہین نہین اجابت کرتے ہین

عابديهم الى شئ يسألونه ابدا وهم عن دعائهم عبادتهم — اپنی عبادت کرنیوالونکو طرف کسی چیز کے جو سوال کرتے ہین اسکو ہمیشہ اور وے انکی عبادت سے

غافلون لانهم جماد لا يعقلون واذا حشر الناس كانوا ای — غافل ہین کیونکہ وے جماد ہین عقل نہین رکھتے اور جب حشر کیا جائیگا لوگ رہینگے

الاصنام لهم لعابديهم اعداء وكانوا بعبادتهم بعبادة — اصنام اپنی عبادت کرنیوالونکے لئے اعداء اور رہینگے عبادت سے

عابديهم كافرين جاحدين انتہی اور خطیب شربینی نے اپنی — اپنے عبادت کرنیوالونکے انکار کرنیوالے ۱۲

تفسیر سراج المنیر مین لکھا ہے ومن اضل وهو استفهام — یعنی۔ ومن اضل اور وہ استفہام ہے

بمعنى النفي ای لا احد اضل ممن يدعوا ای يعبد ما لا قدرة له — معنی سے نفی کے یعنی نہین کوئی ایک زیادہ گمراہ اس شخص سے جو عبادت کرتا ہے اس چیز کو جسکے لئے نہین ہے قدرت

ولا علم ومن انتفت قدرته وعلمه لم تصح عبادته ببديهة — اور نہ علم اور جس شخص کی منتفی ہوی قدرت اور علم اسکا تو صحیح نہین ہے اسکی عبادت بداہت سے عقل کے ۱۲

العقل انتہی اور ابو السعود نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے ومن اضل — یعنی۔ ومن اضل الآية

ممن يدعوا من دون الله من لا يستجيب له انكار ونفي — یہہ انکار اور نفی ہے

لان يكون احد يساوي المشركين في الضلال وان كان — واسطے ہونے کسی ایک کا مساوی مشرکین کو ضلالت مین اگرچیکہ

سبك التركيب لنفي الاضل منهم من غير تعرض لنفي — ڈالا ہے ترکیب کے واسطے نفی اضل کے انسے بغیر تعرض کرنے مساوی کی نفی کے

المساوي كما مر غير مرة ای هم اضل من كل ضال حيث تركوا عبادة — جیسا کہ کئی ایک بار گذرا یعنی وے زیادہ گمراہ ہین ہر گمراہ سے کیونکہ چھوڑ دی ہے انہون نے عبادت

خالقهم السميع القادر المجيب الخبير الى عبادة مصنوعهم — اپنے خالق کی جو سمیع قادر مجیب خبیر ہے طرف عبادت اپنے مصنوع کی

العاري عن السمع والقدرة والاستجابة انتہی اور تفسیر — جو خالی ہے سمع اور قدرت اور استجابت سے ۱۲

جامع البيان مین مذکور ہے ومن اضل ممن يدعوا من دون الله — یعنی۔ ومن اضل الآية

من لا يستجيب له الى يوم القيمة ای لا اضل ممن يعبد — یعنی نہین ہے زیادہ گمراہ اس شخص سے جو عبادت کرتا ہے

من لا یستجیب له لو سمع دعائه ابدا و یتجاوز عن عبادة اسکی جو استجابت نہین کرتا اسکے لئے اگر سنا اسکی دعا کو ہمیشہ اور تجاوز کرتا ہے

سمیع مجیب خبیر انتہی اور جزری نے حاشیہ مصحف مین لکہا ہے عبادت سے سمیع مجیب خبیر کے ۱۲

ومن اضل لا احد اجهل ممن یدعوا من دون الله یعبد یعنی و من اضل الآیۃ یعنی نہین کوئی ایک زیادہ جاہل اس شخص سے جو عبادت کرتا ہے

من دون الله اصناما لا یستجیب له لا یجیب ولا یفهم اللہ کے سوای اصنام کو جو اجابت نہین کرتے اسکو اور نہ فہم کرتے

قوله لانها جمادات انتہی آن تمام تفاسیر سے ثابت ہوتا ہے اسکے قول کو کیونکہ وے جمادات ہین ۱۲

کہ اس آیت مین دعا بمعنی عبادت ہے اور بلا شک وہ خاص ہے معبود حقیقی سے لیکن منادی ہونا خصوصیات سے پروردگار کے نہین ہے تا دوسرے کو ندا کرنیسے شرک لازم آوے اگر معترض صاحب برخلاف مفسرین کے کہے کہ یہان دعا عام ہے عبادت و ندا سے یا خاص بمعنی ندا ہے پس معبود و منادی ہونا خاص ہوگا پروردگار سے تو اسکے رد کے لئے کافی ہے آیت یوم ندعوا کل اناس بامامهم کی کیونکہ یہان منادی انسان ہے اللہ نہین اور عبادت کا معنی اس آیت مین لینا اقبح کفر ہوگا کیونکہ انسان کو بہی معبود کہنا لازم ہوگا پہر یہان فقط ندا کے معنے سے ہے اور وہ باری تعالی سے خاص نہین ہے پس انبیا و اولیا کو استمداد کیلئے ندا کرنیکی ممانعت اس آیت سے جو معترض صاحب نے درپیش کی ہے ثابت نہین ہوتی بلکہ انسان قابلیت منادی ہونیکی رکہنا آیت سے یوم ندعوا کل اناس کے اثبات کو پہنچتا ہے بہر حال معترض صاحب اسکا شرک ہونا اس آیت سے ثابت کرنیکے درپے ہوکر آپ تفسیر بالرای کی وعید مین داخل ہوگئے واللہ الموفق وہو الہادی **قوله** بیضاوی نے هم عن دعائهم غافلون کی تفسیر مین لکہا ہے لانهم اه **اقول** بیضاوی کی کامل عبارت جو اس آیت کی تفسیر سے متعلق ہے ہم سابق مین نقل کر چکے اسمین معترض صاحب کو کچہہ بہی دلیل نہین خلاصہ بیضاوی کی عبارت کا یہہ ہے کہ کوئی شخص مشرکین سے بڑہکر گمراہ نہوئیپر مذکور آیت مین انکار ہے کیونکہ مشرکین نے اللہ تعالی کی عبادت کو ترک کرکے اونکی عبادت اختیار کی ہے جو مشرکین کیلئے استجابت نہین کرتے اگر انکی دعا سماعت کرین چہ جاکہ انکے بہیدون کو جانین اور انکی مصلحتونکی رعایت کرین اور وے انکی دعا سے غافل ہین کیونکہ وے یا جمادات ہین یا بندے ہین مسخر مشغول اپنے احوال مین انتہی دیکہو غیر اللہ کی عبادت کرنے پر اسمین مذمت ہے پہر انبیا و اولیا کو استمداد کیلئے ندا کرنا ممنوع ہونیپر اس سے کس استدلال لانا کلام عبارت پر دلالت کرتا ہے **قوله** اور یہہ ظاہر ہے کہ مشرکین کہ بتون کو اور ارواح کو جو پکارتے تہے اونمین تصرف مستقل نہین ثابت کرتے تہے بلکہ شفیع سمجہتے تہے **اقول** دیکہئے کہ یہہ کسقدر عناد ہے کہ مومنین جو انبیا و اولیا کو

استمداد کیلیئے ندا کرتے ہین اور درگاہ رب العالمین مین انکو اپنا شفیع گردانتے ہین انکو مشرکین مکہ پر جو اپنے معبودون کو شفیع سمجھتے تھے بے سمجھی سے قیاس کیا ہے حالانکہ ہر دو مین ظاہر و جلی فرق موجود ہے جو سوای کور باطنون کے کسی پر مخفی نہین ہے جاننا چاہئیے کہ مشرکین کو مغفرت نہین ہے اسلیئے کہ وے اعتقاد باطلہ رکھتے ہین باریتعالی پر نہ ایمان لائے ہین اور نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الرسالت ہونیکی تصدیق کرتے ہین پس ایسون کو اللہ کی بخشش نہین ہے کیونکہ انکو انکے بت جو شیاطین اور عدو اللہ ہین شفاعت کرنا ممتنع ہے یا صاحبان ارواح قدسیہ جنکو وے ایمان ضروری کو ترک کرکے پکارتے ہین اونسے بھی شفاعت انکی امکان نہین رکھتی کیونکہ وے خود انکی عدم مغفرت یقینی سے وانا اور بینا ہین۔ باریتعالی فرماتا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء برخلاف مومنون کے جو اللہ پر ایمان لائے ہین اور رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتمیت کی تصدیق کرتے ہین اگرچہ گناہ کرین صغایر ہو یا کبایر یغفر ما دون ذلک لمن یشاء مین داخل ہین پہر مغفرت نصًا عام ہے کسی واسطہ سے ہو یا بغیر واسطہ کے۔ دیکھو خوب غور کرو کہ باریتعالی اس آیت مین یعنی والذین جاؤا من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان سابق مین جو گذرے ہین سو لوگونکی مغفرت چاہنے والونکی مدح کرتا ہے اور اس مدح مین تضمنًا قبولیت پر بھی دلالت ہے تو لازم ہے تمامی مومنین پر مستحسن ہوا اور استشفاع خاص مومنونکے ٹھہری گویا یہہ اشارہ ہے کہ استشفاع امر مستحسن ہے اور یہہ استشفاع لازم ہے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بوعدہ لزوم قبولیت مقرون دیکھو اشفع تشفع کو گویا اس آیت کی وہ تفسیر ہے بدلالت نص پہر جیسا طلب مغفرت کا حال ہے ویسا ہی دوسرے حوایج کے طلب کا حال الحاصل استشفاع خاص مومنین کیلیئے ہوی نہ مشرکین کیلئے پس انبیاء و اولیاء کو مومنین جو ندا کرتے ہین سو انکو الٰہ و معبود نہین سمجھتے بلکہ انکو اللہ تعالی کے مقبول بندے جانتے ہین بخلاف مشرکین کے کہ بتون و ارواح کو اپنے الٰہ و معبود زعم کرتے تھے اور مومنین انبیا پر ایمان لائے ہین بخلاف مشرکین کے وے انبیا سے منکر ہین اور انبیاء اور اولیاء مومنون کے لئے شفاعت کرنا ثابت ہے بخلاف مشرکین کے کہ انکے لئے کوئی شفیع نہین اور انبیاء اور اولیاء اللہ تعالی کے نزدیک معظم و مکرم ہین انکی تعظیم و تکریم ایمان ہے بخلاف بتونکی تعظیم و تکریم کے کہ وہ کفر ہے پس قیاس ایک کا دوسرے پر مثل قیاس ابلیس علیہ اللعنہ کے ہے کہ اسنے آپکو آدم صفی اللہ علیہ السلام پر تفضیل دی **قولہ** اموات کو طلب حاجت کیواسطے پکارنا مسلمانونکا قدیم طریقہ نہین آہ **اقول** ارواح طیبہ کو استمداد و استشفاع و استغاثہ کیلیئے ندا کرنا صحابہ و تابعین و علمای مجتہدین و صلحا کے فعل سے ثابت ہے اسکا انکار کرنا جہل ہے

عن عثمان بن حنيف رضي الله عنه ان رجلا كان يختلف
الى عثمان بن عفان رضي الله عنه في حاجة له فكان
لا يلتفت اليه ولا ينظر في حاجته فلقي ابن حنيف فشكا
ذلك اليه فقال له عثمان بن حنيف ايت الميضاة فتوضأ
ثم ايت المسجد فصل فيه ركعتين ثم قل اللهم اني اسالك
واتوجه اليك بنبينا محمد صلى الله عليه وسلم نبي الرحمة
يا محمد اني اتوجه بك الى ربي فتقضي حاجتي وتذكر حاجتك
فانطلق الرجل فصنع ما قال ثم اتى باب عثمان بن عفان
فجاءه البواب حتى اخذ بيده فادخله على عثمان فاجلسه معه
على الطنفسة فقال ما حاجتك فذكر حاجته وقضاها له
ثم قال ما ذكرت حاجتك حتى كان الساعة وقال ما كانت
لك من حاجة فاذكرها ثم ان الرجل خرج من عنده
فلقي ابن حنيف فقال له جزاك الله خيرا ما كان ينظر في
حاجتي ولا يلتفت الى حاجتي فكلمته في فقال ابن حنيف
والله ما كلمته ولكني شهدت رسول الله صلى الله عليه وسلم
واتاه ضرير فشكى اليه ذهاب بصره فقال له النبي صلى الله عليه وسلم
او تصبر فقال يا رسول الله انه ليس لي قائد وقد شق علي
فقال له النبي صلى الله عليه وسلم ايت الميضاة فتوضأ ثم صل
ركعتين ثم ادع بهذه الدعوات فقال ابن حنيف فوالله
ما تفرقنا وطال بنا الحديث حتى دخل علينا الرجل كانه لم يكن
به ضر قط رواه البيهقي والطبراني في الكبير بطرق متعددة

ترجمہ۔ روایت ہے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے تحقیق کہ ایک مرد آیا جایا کرتا تھا
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی ایک حاجت کے لیے سو
اسکے طرف التفات نہیں فرماتے تھے اور نہ اسکی حاجت میں نظر کرتے تھے پس ملاقات کی
اس مرد نے ابن حنیف سے پس شکایت کی
اسکی اسنے پس کہا اسکو عثمان بن حنیف نے جا وضو کرنیکی جگہہ پھر وضو کر
اسکے بعد جا مسجد میں پس نماز پڑھ اسمیں دو رکعت اسکے بعد کہہ اللھم الخ یعنی یا اللہ
تحقیق کہ میں سوال کرتا ہوں تیرے سے
اور متوجہ ہوتا ہوں تیرے طرف ساتھ وسیلہ ہمارے نبی کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نبی رحمت کے
یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق کہ میں متوجہ ہوتا ہوں ساتھ وسیلہ آپکے طرف میرے رب کے
روا کیجاوے میری حاجت اور تو ذکر سے اپنی حاجت کو
پس گیا وہ مرد پھر کیا جو کچھ ابن حنیف نے کہا تھا اسکے بعد آیا دروازہ کو عثمان بن عفان کے
سو اسکے پاس دربان آیا یہانتک کہ اسکا ہاتھ پکڑ کر داخل کیا عثمان پر پس بٹھلایا اسکو
عثمان نے اپنے ساتھ
بچھونے پر پھر کہا کیا حاجت ہے تیری پس ذکر کیا اسنے اپنی حاجت کو اور روا کیا
اسکی حاجت کو عثمان نے
پھر فرمایا کہ میں نے نہیں یاد کیا تیری حاجت کو یہانتک کہ ہوئی یہہ ساعت اور فرمایا کہ
تجکو کوئی ایک حاجت ہو تو مجکو وہ حاجت بیان کر پس وہ مرد نکلا انکے نزدیک سے
سو ملاقات کیا ابن حنیف کو پس کہا انکو نیک جزا دیوے تمکو اللہ نظر نہیں فرماتے تھے
عثمان میری حاجتمیں اور نہ التفات کرتے تھے میری حاجتمیں پھر تم نے کلام کیا ان سے
میرے بیچ پس کہا ابن حنیف نے
اللہ کی قسم ہے میں نے نہیں کلام کیا ان سے اور لیکن میں حاضر ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
اور آیا آپکے نزدیک ایک نابینا پھر شکایت کی آنحضرت کے پاس اپنے نابینائی کی سو فرمایا
اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
کیا تو صبر کرتا ہے تو کہا یا رسول اللہ تحقیق کہ نہیں ہے میرے لئے قاید اور میرے پر مشقت ہوتا ہے
پس فرمایا اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم جا وضو کرنیکی جگہہ پھر وضو کر اسکے بعد نماز پڑھ
دو رکعت پیچھے دعا کر ان دعوات سے پھر کہا ابن حنیف نے پس اللہ کی قسم ہے
کہ ہم متفرق نہیں ہوتے تھے اور دراز نہیں ہوا کلام ہمارا یہانتک کہ داخل ہوا ہمپر وہ مرد
گویا کہ اسکو
کبھی ضرر نہیں تھا ۱۲

نظر کرو لفظ یا محمد انی اتوجہ بک اٰہ کو عن مالک الدار قال اصاب ترجمہ ۔ روایت ہے مالک الدار سے کہا پہنچا

للناس قحط فی زمن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فجاء لوگوں کو قحط زمانہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پس آیا

رجل الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ استسق ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پاس پھر کہا یا رسول اللہ طلب باران فرما

لامتک فانہم قد ھلکوا فاتاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کیلئے کیونکہ آپکی امت ہلاک ہوئی پس آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکے

فی المنام فقال ایت عمر فاقرءہ منی السلام واخبرہ انہم مسقون خواب میں سو فرمایا جا عمر پاس پس کہہ اسکو میری جانب سے سلام اور اسکو خبر دے کہ لوگ برسات دیے جاوینگے

وقل لہ علیک الکیس الکیس فاتی الرجل عمر رضی اللہ عنہ فاخبرہ اور کہہ انکو کہ لازم کر زیرکی کو پس آیا وہ مرد عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پھر خبر دی انکو

فبکی عمر ثم قال یارب ما آلو الا ما عجزت عنہ رواہ البیہقی پس روئے عمر پھر کہا ای رب میں نہیں قصور کرتا مگر جس چیز سے عاجز ہوں روایت کی ہے بیہقی

وابن ابی شیبۃ بسند صحیح وروی السیف فی الفتوح ان الذی اور ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح اور روایت کی ہے سیف نے فتوح میں کہ

رای المنام بلال بن الحارث المزنی احد الصحابۃ رضی اللہ عنہ جو دیکھا خواب میں سو بلال بن الحارث المزنی نام ایک صحابی ہیں رضی اللہ عنہ

اسکو السید السمہودی نے لکھا ہے عن ابی سعید رضی اللہ عنہ ترجمہ ۔ روایت ہے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے

قال کنت امشی مع ابن عمر رضی اللہ عنہما فخدرت رجلہ کہا میں چلتا تھا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ سو انکا پاؤں سست ہو گیا

فجلس فقال لہ رجل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمداہ سو بیٹھ گئے پس کہا انکو ایک مرد نے یاد کرو دوست ترین کو لوگوں سے تم پاس کہا یا محمداہ

فقام فمشی رواہ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ وعن پھر اٹھے اور چلے ۱۲

عبد الرحمن بن سعد قال کنت عند ابن عمر رضی اللہ عنہما ترجمہ ۔ روایت ہے عبد الرحمن بن سعد سے کہا میں تھا نزدیک ابن عمر رضی اللہ عنہما کے

فخدرت رجلہ فقلت یا ابا عبد الرحمن ما لرجلک قال اجتمع پس سست ہو گیا انکا پاؤں سو انکو میں نے کہا یا ابا عبد الرحمن کیا ہے تمہارے پاؤں کو کہا مجتمع ہوئی ہیں

عصبہا من ھھنا فقلت ادع احب الناس الیک فقال یا محمد اسکے اعصاب اس جگہ سے پس میں نے کہا پکارو دوست ترین کو لوگوں سے تم پاس سو کہا یا محمد

فانبسطت رواہ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ پس منبسط ہو گیا ۱۲

وعن الہیثم بن حنش قال کنا عند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ترجمہ ۔ روایت ہے ہیثم بن حنش سے کہا تھے ہم نزدیک عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے

فخدرت رجلہ فقال لہ رجل اذکر احب الناس الیک فقال سو سست ہو گیا انکا پاؤں سو کہا انکو ایک مرد نے یاد کرو دوست ترین کو لوگوں سے تم پاس پس کہا

یا محمد فقام کانما نشط عن عقال رواہ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ یا محمد پھر اٹھے گویا کہ گرہ کھل گئی رسی سے ۱۲

اور ابن حجر مکی نے الدر المنضود میں لکھا ہے جاء عن کل من عمر ترجمہ ۔ آیا ہے عمر

يا ابنه وابن عباس رضي الله عنهم ان رجله خدرت فقال له آخر
ذكر احب الناس اليك فقال الاول يا محمد صلى الله عليك
وقال الثاني يا محمد وقال الثالث محمد صلى الله عليه وسلم
فذهب خدره انتهى

اور انکے فرزند اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ہر ایک سے کہ پاؤں انکا سن ہوا تو انکو دوسرے شخص نے کہا
یاد کرو دوستر کو لوگوں سے تم پاس کہا عمر رضی اللہ عنہ نے یا محمد صلی اللہ علیہ
اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یا محمد اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما محمد صلی اللہ علیہ
پس چلی گئی انکے پاؤں کی سستی ١٢

غور کرو کہ حضرت عمر اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم نے دفع خدر کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا فرمایا اور نام مبارک کو بغیر ندا کے ذکر نہیں کیا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے اسلئے بلفظ ندا و استغاثہ ذکر کیا گو کہ در ضمن اسکے اظہار محبت کا قصد بھی ہو۔ ملا علی القاری نے شرح شفا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے تحت میں لکھا ہے فقصد به اظهار المحبة في ضمن الاستغاثة انتهى یعنی قصد کیا اسنے اظہار محبت کا ضمن میں استغاثہ کے۔ اگر معترض صاحب کے زعم کے مطابق ارواح طیبہ کو ندا کرنا شرک ہوتا یا حرام ہوتا تو ہرگز بلفظ ندا و استغاثہ ذکر نہیں کرتے۔ اور ائمہ کے مرتد ہونے کے سبب صحابہ رضی اللہ عنہم نے جنگ کی تب صحابہ کا شعار یا محمداہ تھا چنانچہ اہل سیر کے پاس مشہور ہے اور الامام محمد بن نعمان نے مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام میں لکھا ہے ذکر الحافظ ابو سعید السمعانی فیما رویناه عن علي رضي الله عنه قال قدم علينا اعرابي

ترجمہ

بعد ما دفنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بثلاثة ايام
فرمى نفسه على قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم وحثا من ترابه
على راسه وقال يا رسول الله قلت فسمعنا قولك ووعيت
عن الله ما وعينا عنك وكان فيما انزل الله عليك ولو انهم
اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم
الرسول لوجدوا الله توابا رحيما وقد ظلمت نفسي وجئتك
تستغفر لي فنودي من القبر انه قد غفر لك انتهى

روایت ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ قدوم کیا ہم پر ایک اعرابی تین روز
بعد دفن کرنے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
پس ڈالا اپنے کو قبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ڈالا اسکی مٹی
اپنے سر پر اور کہا یا رسول اللہ آپنے فرمایا سو ہمنے سنا آپکے قول کو
اور حفظ فرمایا آپنے اللہ سے جسکو ہمنے آپ سے حفظ کیا اور ہے بیچ اسکے جو نازل فرمائی
آپ پر اللہ تعالی نے یہ آیت ولو انهم الخ یعنی اور مقرر اگر وہ لوگ جنہوں نے اپنے جی پر ستم کیا تھا آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشواتے
اور بخشواتا انکو رسول تو اللہ کو پاتے معاف کرنیوالا مہربان اور مقرر میں نے ستم کیا ہے
اپنے جی پر اور آیا آپکے پاس بخشوائیں میرے لئے پس ندا کی گئی قبر سے تحقیق کہ اللہ نے بخشا تجھکو ١٢

اور یہ جو ویسی ہی روایت آئی ہے سو مشہور و معروف ہے جسکو امام نووی وغیرہ ایمہ نے لکھا ہے اور اسکو سند گردانکر اسپر عمل کر لیکی ترغیب دی ہے بلکہ چاروں مذاہب کے مناسک کے کتب میں اسکو مستحب جانتے ہیں چنانچہ علامہ ابن حجر مکی نے جوہر المنظم میں لکھا ہے
ثم حكاية العتبي التي ذكرها المصنفون في المناسك ترجمہ۔ سابقہ حکایت عتبی کے جسکو ذکر کیا ہے مصنفون نے مناسک میں

يع المذاهب والموخرين وكلهم استحبوها وبراوها
ذابه التي ينبغي له فعلها انتهى اور يهى مصباح الظلام
ولما قتل الحسين بن علي رضي الله عنهما يوم عاشوراء
مضين من المحرم اول سنة احدى وستين وهو ابن
ربع وخمسين سنة ونصف سنة ونصف شهر ووقع
نح من السبي وحمل النساء والصبيان فلما مروا بالقتلى
حت زينب بنت علي مستغيثة بالنبي صلى الله عليه وسلم
اه يا محمداه هذا حسين بالعراء مزمل بالدماء مقطع الاعضاء
اه فلما كان سنة ثلاث واربع مائة اخذ اهل الكوفة
تى اعمى منهم الفا وخمسمائة رجل كلهم من نسل من حضر
لحسين رضي الله عنه وهذا من اعجب ما سمع انتهى
الحسين لكها ہے قال الامام ابو بكر بن المقري كنت انا
والطبراني وابو الشيخ في حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم
على حالة واثر فينا الجوع وواصلنا ذلك اليوم فلما كان
العشاء حضرت قبر النبي صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله
الجوع وانصرفت فقال لي ابو القاسم اجلس اجلس
ن يكون الرزق او الموت قال ابو بكر فنمت انا وابو الشيخ
والطبراني جالس ينظر في شيء فحضر بالباب علوي فدق ففتحنا له فاذا
غلامان مع كل واحد منهما زنبيل فيه شيء كثير فجلسنا
ا وظننا ان الباقي يأخذه الغلام فولى وترك عندنا الباقي
فرغنا من الطعام قال العلوي يا قوم اشكوتم الى رسول الله صلى الله عليه وسلم

فانی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فامرنی — کیونکہ مینے دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین سو مجکو حکم فرمایا

ان احمل شیئا الیکم اور یہی اسمین لکہا ہے — کہ اوٹہا لیجاؤن کوئی چیز تمہارے پاس ۱۲

وسمعت ابا عبد العظیم بن علی الرکالی یقول قال لے — ترجمہ۔ اور مینے سنا ہے عبد العظیم بن علی الرکالی کہتا تہا کہ مجہکو

عبد الرحمن الجزولی من اصحاب سیدی الشیخ الصالح ابی محمد — عبد الرحمن الجزولی نے کہا جو اصحاب سے شیخ صالح ابو محمد کے ہے

کنت کل سنۃ تمرض عینی فلما کنت فی مدینۃ الرسول — کہ ہر سال میری انکہہ بیمار ہوتی تہی پہر جب مینے مدینۃ الرسول

صلی اللہ علیہ وسلم مرضت عینی فجئت الی النبی صلی اللہ — صلے اللہ علیہ وسلم مین تہا تو میری انکہہ بیمار ہوی پس مین آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ انا فی حمایتک فان عینی — کے قبر شریف پاس اور کہا یا رسول اللہ مین آپکی حمایت مین ہون

مریضۃ فعوفیت ولو اشتکت عینی الی الآن ببرکۃ النبی — پس تحقیق کہ میری انکہہ بیمار ہے پہر شفا ہوگئی اور مجہکو انکہہ کی شکایت نہین ہوی اب تک برکت سے

صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور یہی اسمین کثیر بن محمد بن کثیر بن — نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ۱۲

رفاعہ سے روایت کی ہے قال جاء رجل الی عبد الملک بن سعید — ترجمہ۔ کہا کہ آیا ایک مرد عبد الملک بن سعید بن حیان معروف بہ ابن ابجر کے پاس

بن حیان فجس بطنہ فقال بک داء لا یبرأ قال ما ہو قال — پس اسنے اسکے شکم کو تجسس کر کے کہا کہ تجہکو بیماری ہے درست نہین ہوگی کہا کہ کیا بیماری ہے کہا

الدبیلۃ فتحول الرجل فقال اللہ اللہ اللہ ربی لا اشرک بہ — کہ دبیلہ ہی پس اس مرد نے لوٹ کر کہا اللہ الٰہی اللہ اللہ رب میرا ہے نہین شریک کرتا ہون اسکے ساتہہ کسی چیز کو

شیئا اللہم انی اتوجہ الیک بنبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم — یا اللہ تحقیق کہ مین متوجہ ہوتا ہون تیرے طرف وسیلہ تیرے نبی محمد

نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک و ربی ان یرحمنی — صلے اللہ علیہ وسلم نبی رحمت کے یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم تحقیق کہ مین متوجہ ہوتا ہون آپکے وسیلہ سے طرف میرے رب کے اور آپ کے رب کے رحم کرے مجہکو

مما بی رحمۃ یغنینی بہا عن رحمۃ من سواہ ثلاث مرات — اس چیز سے جو میرے ساتہہ ہے ایسی رحمت جو غنی کر دیوے مجہکو اس رحمت کے سبب اسکے غیر سے تین بار

ثم جاء الی ابن ابجر فجس بطنہ فقال قد برأت ما بک علۃ — اسکے بعد اس مرد نے عود کیا عبد الملک بن سعید معروف بہ ابن ابجر کی طرف پس اسنے اسکے شکم کو تجسس کر کے کہا کہ تو درست ہو گیا نہین ہے تجکو کوئی بیماری ۱۲

انتہی اور محبوب سبحانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین

یا حبیب الالٰہ خذ بیدی ۞ ما لعجزی سواک مستندی — ترجمہ۔ ای حبیب الٰہ پکڑ ہاتہہ میرا نہین ہے میری عاجزی کے لئے آپکے سوا آسرا ۱۲

اور شیخ الامام البوصیری رحمہ اللہ نے قصیدہ بردہ مین فرمایا ہے — ترجمہ

یا اکرم الخلق ما لی من الوذ بہ ۞ سواک عند حلول الحادث العمم — اے گرامی تر خلق کے نہین ہے مجکو جس سے پناہ لون آپکے سوا نزدیک نازل ہونے عام حادثہ کے ۱۲

اور یہی امام نے قصیدہ ہمزیہ مین کہا ہے۔ فاغثنا یا من ہو الغوث والغیث اذا اجہد الوری اللأواء ۞
پس ہماری فریاد رسی کرو اے وہ ہستی جو فریاد رس اور مینہ ہو جب عالم کو تنگی نے تنگ کر دیا خلق کو سختی نے ۱۲

لجواد الذی بہ تفرج الغمۃ عنا ۔ و تکشف الحوبا ء
مولانا ولی اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا ینادی ضارعا بخضوع قلب
ذل و ابتھال و التجاء ۔ رسول اللہ یا خیر البرایا
نالک ابتغی یوم القضاء ۔ اذا ما حل خطب مدلھم
فانت الحصن من کل البلاء ۔ یا استمداد و استغاثہ کے لئے

اور ای جوانمرد جسکے سبب سے جدا ہوتا ہے اندوہ ہمارے اور دور ہوتا ہے گناہ ۔
ترجمہ ۔ ندا کرتا ہے بحالت تضرع قلب کی فروتنی
و خواری و زاری و التجا کے ساتھ ای رسول خدا کے ای بہترین خلایق کے
آپکی دہش چاہتا ہون روز قیامت جب کہ نازل ہووے امر تاریک
تو آپ پناہ ہین ہر بلا سے ۱۲

علاوہ ازینکہ ان اسکے سوا اور بہی بہت سے منقولات سلف و خلف سے ثابت ہین امام محمد بن موسی بن نعمان سے اس بیان مین ایک کتاب مستقل ہے جسکا نام مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام ہے اسمین بہت سے منقولات سلف ذکر کی ہین السید السمہودی نے وفاء الوفا مین بہی بہت سے منقولات سلف و خلف سے لکہی ہین اور الشیخ عبد الحمید السندی نے منسک مدینہ مین کئی ایک منقولات بیان کی ہین باین اسکا انکار کرنا جہل ہے یا عناد ہے **قولہ** اور اگر صحابہ یا تابعین سے اس قسم کے افعال ثابت کر دو بسند صحیح ہمکو بسر و چشم قبول ہے **اقول** الحمد للہ ہم صحابہ و تابعین وغیرہم سے ثابت کر چکے اگر اور بہی زیادتی مطلوب ہے تو مصباح الظلام مین دیکہہ لو پہر اب اسکو بسر و چشم قبول کر لین ورنہ صحابہ و تابعین کے منکر ہین یا رہوگا **قولہ** اور مشرکین مین یہہ افعال بالمشاہدہ موجود ہین **اقول** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے جو امر اہل اسلام کا شعار ہوتا چلا آتا ہے سو اسکو کفار کے افعال سے مشابہ کر کے منع کرنا جہل ہے کیونکہ بہت ایک امور ہین جو مشرکین کے مذہب و ملت مین مثل اہل اسلام کے جاری ہین جیسے سر منڈانا بتون کیلئے مثل حلق مسلمانو نکے مناسک حج مین اور پوجا کرنا مثل عبادت اللہ تعالی کے اور طہارت کرنا غسل کرنا آبدست لینا ہر حال ندا کرنا اپنی دانست کیموافق معظم لوگ کو ان مذاہب مین عام و لازم و ثابت ہے اسکو تشبہ سمجہنا مسایل تشبہ سے ناواقفیت کا سبب ہے بلکہ تخلل جو اس کا ہے کہ مسلمانو نکا ان افعال کو جو صحابہ اور تابعین سے منقول نہون اور مشرکین مین موجود ہون بلکہ مشرکین انکو منجملہ امور دینیہ عبادت کے سمجہتے ہون اختیار کرنا بیشک تشبہ بالکفار ہے اور انکار اسکا محض مکابرہ ہے **اقول** یا شیخ عبد القادر للہ بدون تاویل کے کہنا شرک ہے کر کے جو معترض صاحب کا عندیہ تہا اور اسکو علم غیب اور آیت و من اضل الا آیہ پر مبنی کیا تہا اسکا بطلان کما ینبغی ہو چکا اما بطور تاویل کے کہنے کی حرمت جو انکے خیال مین ہے اب یہان اسپر بحث کرتے ہین ... کہ حرمت کہ تشبہ بالکفار پر مبنی کیا ہے اس حیثیت پر کہ اس قسم کے افعال صحابہ و تابعین سے

قول نہین ہوے اور مشرکین مین موجود ہین انکی یہہ بنا ساقط ہے صحابہ و تابعین و غیرہم سے اس قسم کے افعال ہم تو [illegible]
بت کر چکے پہر جو افعال کہ صحابہ کے زمانہ سے آجتک مسلمانون مین موجود ہین انکو تشبہ بالکفار کہنا محض غوایت ہے اور تشبہ [illegible]
بھی ہین پہر اپنے مسئلہ کو تشبہ پر بنا کرنا فاسد ہے اور دعوی مکابرہ کا کرنا مکابرہ ہے **قولہ** التحیات مین خطاب
[illegible] اسماع نہین یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو سنانیکے لئے نہین پکارتے بلکہ یہہ کلمہ جسطرح قصہ معراج مین وارد ہوا ہے
اوسی طرح باقی رکہا گیا ہے **اقول** جسطرح قصہ معراج مین وارد ہوا ہے اوسی طرح باقی رکہنے سے خطاب بغرض اسماع نہونا
[illegible] نہین بلکہ نماز مین خطاب سے قصہ معراج کی حکایت کا قصد کرنا شرعاً ممنوع ہے اور خطاب سے انشاء کا قصد رہنا اور یہہ یقین کرنا
[illegible] ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم اسکو معلوم کرکے سلام کا جواب دیتے ہین - نہر الفایق شرح کنز الدقایق مین مذکور ہے
[illegible] دان یقصد فی الفاظ التشہد معناها التی وضعت له ترجمہ - ضرور ہے قصد کرنا تشہد کے الفاظ مین انکے وہ معنے جنکے لئے وضع کئے گئے ہین
[illegible] یحیی اللہ تعالی و یسلم علی نبیہ و علی نفسہ و علی اولیاء اللہ تعالی گویا کہ تحیت کرتا ہے اللہ تعالی کو اور سلام کرتا ہے اسکے نبی پر اور اپنی نفس پر اور اولیاء اللہ پر
[illegible] انہ یقصد الانشاء بهذه الالفاظ لا الاخبار انتهى یعنی تحقیق کہ قصد کرے ان الفاظ سے انشا کا نہ اخبار کا ۱۲
معراج الدرایہ مین لکہا ہے لا بد ان یقصد بالفاظ التشہد ترجمہ - ضرور ہے کہ قصد کرے تشہد کے الفاظ سے
[illegible] ناها التی وضعت لها من عنده کانه یحیی اللہ تعالی انکے وہ معنے جنکے لئے وضع کئے گئے ہین اپنے نزدیک گویا کہ تحیت کرتا ہے اللہ کو
[illegible] سلم علی النبی علیہ السلام و علی نفسہ و علی اولیاء اللہ تعالی انتہی اور سلام کرتا ہے نبی صلی اللہ علیہ و سلم پر اور اپنی نفس پر اور اولیاء اللہ پر ۱۲
در المختار مین لکہا ہے و یقصد بالفاظ التشہد معانیها ترجمہ - اور قصد کرے تشہد کے الفاظ سے انکے معانی
[illegible] ة له علی وجه الانشاء کانه یحیی اللہ تعالی و یسلم علی درحالیکہ ارادہ کیا جاوے بروجہ انشاء گویا کہ تحیت کرتا ہے اللہ تعالی پر اور سلام
[illegible] و علی نفسه و اولیائه لا الاخبار عن ذلک ذکره کرتا ہے اسکے نبی پر اور اپنی نفس پر اور اسکے اولیاء پر نہین قصد کرے اخبار کا اسکا ذکر کیا ہے اسکو کتاب مجتبی مین ۱۲
المجتبی انتہی اور شامی نے لکہا ہے لا یقصد الاخبار ترجمہ - نہین قصد کرے اخبار
[illegible] حکایة عما وقع فی المعراج منه صلی اللہ علیہ و سلم اور حکایت کا اس چیز کہ جو واقع ہوا ہے معراج مین آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم
[illegible] ن ربه سبحانه و من الملائکة انتہی [illegible] اور اللہ تعالی سے اور ملائکہ سے ۱۲
[illegible] العلوم مین فرمایا ہے و قیل قوله ایها النبی احضر شخصه الکریم [illegible] ترجمہ - اور آگے کہنے تیرے ایها النبی کو حاضر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم [illegible] ذاته
[illegible] و لیصدق [illegible] انه یبلغه [illegible] علیک [illegible] اور صادق جانے تیرے [illegible]
پہنچتا ہے اور تیرے پر ذکر کرتے ہین وہ جو اتم ہے تیرے سلام سے ۱۲

وقرۃ العین عابدان ہست در جمیع احوال و اوقات خصوصا در حالت عبادت و آخر آن کہ وجود نورانیت و انکشاف و تجلی
بیشتر و قوی تر ہست و بعضی از عرفا گفتہ اند این خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ ہست در دایرہ موجودات و افراد ممکنات
س آنحضرت در ذوات مصلیان موجود و حاضر ہست پس مصلی باید کہ ازین معنی آگاہ باشد و ازین شہود غافل نبود تا بانوار
ب و اسرار معرفت متنور و فایز گردد انتہی یہہ عبارت شرح مشکات کی ہے اور تحصیل البرکات مین معترض صاحب کے عبارت منقولہ
ہد کہا و بعضی عرفا از ارباب تحقیق گفتہ اند کہ آنحضرت باعتبار سریان حقیقت وی صلی اللہ علیہ وسلم در ذرایر موجودات و احاطہ
اللہ باین کمالات و ی اسباب ممکنات در ذوات مصلیان حاضر و شاہد ہست و در و صیغہ خطاب در حقیقت بملاحظہ آن حضور و شہود
ست صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم انتہی قطع نظر اسکے جو لوگ کہ اللہ تعالی کے احاطہ و معیت کو علمی ہی کرکے کہتے ہین انہیر
ی اللہ تعالی کو خطاب کے تہین یہی الی ان ہی ان تعرفہ استحضر ہے کہ اللہ تعالی کا علم بالذات ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم
اسطہ اعلام الہی کے قدر پر **قولہ** یہان بحث تہی اوس ایمین جو اہل قبور کو سنانے اور ان سے مدد مانگنے کی غرض سے ہو اور التحیات کی
سنانے اور مدد مانگنے کیلیے نہین **اقول** معترض صاحب کا یہہ زعم تہا کہ ندا بقصد اسماع حرام ہے اور اس بات کو مشرکین کے ساتھ
شبہ ہونے پر مبنی کیا تہا پس ہم کہتے ہین کہ التحیات مین بہی ندا با اسماع موجود ہی کما سبق پہر مشرکین کے تشبہ کا دعوی
کے اسکو منع کرنا کیونکر صحیح ہوگا پہر تشبہ کے بطلان کیلیے التحیات سے استدلال لانا بیشک صحیح ہے **قولہ** یہہ روایت بسبب ضعف سند
قابل احتجاج نہین الخ **اقول** یا عباد اللہ اعینونی کی روایت کو بزار نے اپنی مسند مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع
وایت کیا ہی حافظ ابو الحسن الہیثمی نے مجمع الزوائد مین اسکو ذکر کرکے کہا ہی ورجالہ ثقات انتہی اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے
زواید بزار مین اسکی تحسین کی ہے اور حافظ شمس الجزری نے اسکو حصن حصین مین وارد کیا ہی اور ابتدا مین کہا کہ اسمین کے
احادیث صحیح ہین سو اسکے نزدیک بہی یہہ حدیث صحیح ہے اور بہی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
موقوف بہی روایت کی ہے اور بہی طبرانی نے کبیر مین عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے شیخ عابد سندی نے اپنے رسالہ مین کہا
کے رواۃ ثقات ہین اور حافظ شمس الجزری نے بہی اسکو حصن حصین مین وارد کیا ہی سو اسکے نزدیک وہ حدیث صحیح ہے اور
زالثمین مین مذکور حدیث کے تحت مین لکہا ہی قال بعض العلماء الثقات حدیث حسن یحتاج الیہ المسافرون انتہی
لے سوائے ابن السنی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے سو اسکی سند ضعیف ہے پس اس ایک طریق کی سند مین
ضعف رہنے سے حدیث ضعیف نہین ہوتی کما لا یخفی علی من لہ ادنی مسکۃ من علم الحدیث پہر معترض صاحب

ضعف روایت کا دعوی کرنا شاید انکی بصیرت کا ضعف ہی علاوہ برین جب متعدد طرق سے مروی ہی تو اسکی تقویت ہوی اور قابل احتجاج با آین ضعیف حدیث فضایل اعمال مین قابل احتجاج ہی کما صرح بہ العلماء المجتهدون معتمد علمای اعلام جیسے امام نووی اور حافظ جلال الدین السیوطی اور حافظ الجزری اور ملا علی القاری وغیرہم نے اسکو قابل احتجاج جانا ہی اور امام نووی اور انکے شیخ نے اسپر عمل کیا ہی جیسا کہ اذکار مین تصریح فرمای با آین قابل احتجاج نہین ہی کہنا مردود ہی معترض صاحب کی فن حدیث مین جو لیاقت ہی سو یہان خوب روشن ہوچکی پہر عمل بالحدیث کا دعوی کرنا اور کتاب و سنت و آثار صحابہ و تابعین سے معارضہ کیلیے طیار رہنا خوب زیب دیتا ہی **قولہ** بفرض تسلیم حدیث کے مضمون سے معلوم ہوتا ہی کہ محافظ فرشتے زمین الخ **اقول** حدیث مختلف طرق سے وارد ہوی ہی اور اسکے الفاظ بہی مختلف ہین ابن ابی شیبہ نے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہی اسکا لفظ یون ہے

انہ قال اذا انفلتت دابۃ نلیسنا د اعینونی عباد اللہ رحمکم اللہ — یعنی تحقیق انہون نے فرمایا کہ جب بہاگ جایگا جانور تو چاہیے کہ ندا کرے اعینونی الخ یعنی اعانت کرو میری ای اللہ کے بندو رحم کرے تمکو اللہ ۱۲

اور طبرانی نے جو عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی اسکا لفظ یہہ ہی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اضل احدکم شیئا او اراد عونا وھو بارض لیس بھا انیس فلیقل — روایت ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جبکہ ایا تم مین کسی شخص نے کسی چیز کو یا ارادہ کیا اعانت کا اور وہ شخص ایسی زمین مین ہی کہ وہان کوئی انیس نہین ہے تو کہنا چاہیے

یاعباد اللہ اعینونی یاعباد اللہ اعینونی یاعباد اللہ اعینونی — یاعباد اللہ الخ یعنی ای اللہ کے بندو اعانت کرو میری ای اللہ کے بندو اعانت کرو میری ای اللہ کے بندو اعانت کرو میری

فان للہ عبادا لا یراھم وقد جرب ذلک اسمین محافظ فرشتونکا — کیا واسطے کہ اللہ کو بندے ہین جنکو نہین دیکہتے ہین راوی نے کہا کہ یہہ مجرب ہی ۱۲

کچہہ ذکر نہین بہر حال ہماری نظرون سے غایب ہین سو بندگون کو خواہ وہ محافظ فرشتے ہون یا اور کوئی استمداد کیلیے پکارنا ان سب حدیثون سے ثابت ہوتا ہی پہر انبیا و اولیا کو استمداد کیلیے پکارنے مین کسطرح مشرکین سے شباہت ہوگی پس تشبیہ کی زعم سے حرمت کو ثابت کرنا اس حدیث سے باطل ہوتا ہی فتدبر فان نہمک قد قصر **قولہ** یہہ استدلال آپکا بگڑ گیا **اقول** استدلال تو بگڑا نہین لیکن آپکے فہم کی رسائی نہوسکی **قولہ** آپ کو حدیث کیطرف کچہہ کچہہ توجہ تو ہوئی **اقول** کب توجہ تہی لیکن آپکی مہارت فن حدیث مین خوب معلوم ہوچکی **قولہ** اگر آپ احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ و تابعین و اقوال ایمہ اربعہ پر قایم اور مضبوط ہوجائین تو دم بہر مین یہہ سارے اختلاف اوٹہہ جائین **اقول** ہم تو اسپر مضبوط ہین لیکن جبتک کہ آپ صحیح احادیث و آثار کو ضعیف کہتے رہین اور علمای اعلام کے اقوال سے انکار کرتے رہین تبتک یہہ سارے اختلاف مرتفع ہونا بہت دشوار ہی **قولہ** یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئا للہ کے معنے یہہ ہین کہ ای شیخ کچہہ مجہکو دو یہہ نہین کہ وسیلہ ہو الخ **اقول** لفظ شیئ تو الفاظ عموم سے ہی ہر چیز پر صادق آتا ہی جیسا دوسری چیزون پر صادق آتا ہی ویسا ہی توسل وغیرہ پر صادق آتا ہی تو وہ بہی اسکے معنے کے افراد سے ایک فرد ہی

سل کو اس سے خارج کرنا محض تحکم ہے یہان اس سے توسل مراد ہونا ظاہر لفظ کے خلاف نہین اور لفظ اپنے معنے کے ایک فرد پر
ت کرنے کو تاویل نہین کہتے پس معنے اسکے یہہ ہین ای شیخ آپ سے توسل کو طلب کرتا ہون چنانچہ کشط الاہاب مین لکھا ہے

ثبت ان الانبیاء والاولیاء بعد الارتحال من هذا الدار
وابصر من الاحیاء نادا هم بعض الملهوفین وطلب
التوسل والدعاء عند الله لکشف همومہ واساه وقال
یا عبد القادر شیئا لله فلا نری بہ باسا وشناعة ویکون
للتوسل والشفاعة لانا نعتقد ان احدا بعد الموت
ث شیئا من التصرف فی الوجود بل لا معطی ولا واهب الا الله
م الکریم الودود ولا یطلب منهم الا ما یملکونہ وهو التوسل
لله فی قضاء الاوطار وهذا التوسل جایز کما ثبت
بار والآثار انتہی اور فتاوی علامہ السید عمر البصری المکی مین ہے
رضی الله تعالی عنہ عن قول الناس شیئ لله یا فلان هل
اللفظة عربیة ام عجمیة وهل نهی عنها الشافعی فی بعض کتبہ
ن اصحابہ وهل هی حرام او مکروہ ام لا اجاب قول العامہ
ه یا فلان عربیة لا عجمیة لکنها من مولدات اهل العرف
فظ لاحد من الایمة نصا فی النهی عنها ولیس المراد
طلاقهم شیئا یستدعی مفسدة الحرام والمکروه لانہم
کونها استمدادا وتعظیما لمن یحسنون فیہ الظن

ترجمہ۔ اور جب ثابت ہوگیا کہ انبیا اور اولیا بعد انتقال کرنیکے دنیا سے
زیادہ سننے والے اور زیادہ دیکھنے والے ہین زندگون سے پس اگر ندا کرے انکو بعضی
زیادہ خواہ اور طلب کرے
اپنے توسل اور دعا کو نزدیک اللہ کے اپنے اندوہ اور غم کو دور کرنیکے لیئے اور کہا
مثلا یا عبد القادر شیئا للہ تو ہم اسمین نہین دیکھتے کچھہ گناہ اور برائی اور ہوگی
یہہ طلب توسل اور شفاعت کیونکہ ہم اعتقاد رکھتے ہین کہ کوئی شخص بعد موت کے
نہین مالک ہوتا ہے کسی تصرف کا وجود مین بلکہ نہین عطا کرنیوالا ہے اور نہین بخشش
کرنیوالا ہے مگر اللہ
جو نائع کریم وودود ہے اور انہون سے نہین طلب کرتے ہین مگر وہ چیز جسکے وے
مالک ہین اور وہ توسل ہے
نزدیک اللہ کے حوایج کے روا کرنے مین اور یہہ توسل جایز ہے جیسا کہ ثابت ہوا ہے
اخبار اور آثار مین ۱۲

ترجمہ۔ سوال کیئے گئے وے رضی اللہ عنہ قول سے لوگون کے شیئ للہ یا فلان
ایا یہہ لفظ عربی ہے یا عجمی اور ایا منع کیا اس سے شافعی نے اپنے بعضی کتابون مین
یا انکے بعضی اصحاب نے اور ایا وہ حرام ہے یا مکروہ یا نہین جواب دیا کہ قول عوام کا
شیئ للہ یا فلان عربی ہے نہ عجمی لیکن وہ مولدات سے اہل عرف کے ہے
اور ہم یاد نہین رکھتے کسی ایک ایمہ سے نص اسکے منع مین اور نہین ہے مراد
انکی اطلاق مین وہ چیز جو مستدعی ہو مفسدۂ حرام اور مکروہ کو کیونکہ وے
نہین ذکر کرتے اسکو مگر واسطے استمداد یا تعظیم کے واسطے ان لوگون کے جنکے حق مین
حسن ظن رکھتے ہین ۱۲

سبحانہ وتعالی اعلم انتہی اما یہہ معنی کہ ای شیخ بخش مجھکو وہ صحیح نہین کیونکہ قایلین کی مراد اس جملہ سے ایسی نہین بلکہ مراد
حصول مقاصد کیلیئے وسیلہ وسبب ہونیکی طلب ہے علاوہ برین اسکے معنے کچھہ مجھکو دو ہونے سے توسل کے معنے سے یہہ جملہ
نہین ہوتا کیونکہ منجملہ اقسام توسل کے ہے کہ متوسل بہ سے امر مقصود کو طلب کرینا اور اسناد فعل کی اسکے طرف کرنا اس معنے سے

کو سبب ہو اس مقصود کے حصول کیلئے اور ایسا استعمال شایع ہوتا ہے امام سبکی کا قول اس پر صریح ہے

النوع الثالث من التوسل ان يطلب منه ذلك الامر المقصود بمعنى انه صلى الله عليه وسلم قادر على التسبب فيه بسواله وشفاعته الى ربه فيعود الى النوع الثاني في المعنى وان كانت العبارة مختلفة ومن هذا قول القائل للنبي صلى الله عليه وسلم اسالك مرافقتك في الجنة قال اعني على نفسك بكثرة السجود والآثار في ذلك كثيرة ولا يقصد الناس بسوالهم ذلك الا كون النبي صلى الله عليه وسلم سببا وشافعا وليس المراد نسبة النبي صلى الله عليه وسلم الى الخلق والاستقلال بالافعال هذا لا يقصده مسلم فصرف الكلام اليه ومنعه من باب التلبيس في الدين والتشويش على عوام الموحدين انتهى

ترجمہ — تیسری قسم توسل کی یہ ہے کہ طلب کرنا انسے اس امر مقصود کو اس معنی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قادر ہیں سبب ہونے پر اسمین اپنے سوال اور شفاعت کرنے پر رب کے پاس پھر رجوع کرتا ہے یہ قسم معنے مین دوسری قسم کی طرف اگرچہ عبارت مختلف ہے اور اسی سے ہے قول قائل کا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کرتا ہون آپ سے رفاقت آپکی جنت مین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعانت کر میری تیری ذات پر کثرت سجود سے اور احادیث اسمین بہت ہین اور نہین قصد کرتے ہین لوگ سوال کرنے سے مگر ہونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سبب اور شافع اور نہین ہے مراد نسبت کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو طرف خلق اور استقلال کے ساتھ افعال کے یہ قصد نہین کرتا ہے مسلمان پس پھیرنا کلام کو اسطرف اور منع کرنا اس سے تلبیس ہے دین مین اور تشویش ہے عوام موحدین پر ۱۲

اور ابن حجر المکی اور السید السمہودی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے اور علامہ یوسف اہدل نے اپنے رسالہ مین لکھا ہے

وقول السائل وهل يجوز اسناد الفعل لهم من غير اعتقاد تاثير فجوابه نعم يجوز ذلك وذلك بطريق المجاز شايع ذايع وله نظاير كثيرة من الكتاب والسنة وكلام العرب العلماء فقد جاء اسناد الشيء الى فاعله سببا وكسبا والفاعل لذلك حقيقة هو الله وكذلك يجوز اسناد الاحراق للنار والستر للثوب ودفع الحر والبرد وكون الطعام والماء يروي وينبت ونحو ذلك والموثر في الجميع هو الله الموجد لذلك في الحقيقة وكتب الاصول والفروع مشحونة بنحو ذلك انتهى

ترجمہ — اور قول سائل کا اور آیا جایز ہے اسناد کرنا فعل انکے طرف بغیر اعتقاد تاثیر کے پس جواب اسکا یہ ہے کہ ہان جایز ہے اور وہ بطریق مجاز کے شایع و مشہور ہے اور اسکے لیے بہت سی نظیرین ہین کتاب اور سنت سے اور کلام علماء عرب سے بتحقیق کہ آئی ہے اسناد شے کی طرف اسکے فاعل کے جو سبب اور کسب ہے اور فاعل اسکا حقیقت مین اللہ ہے اور ایسا ہی جایز ہے اسناد احراق کی طرف آتش کے اور ستر کی طرف لباس کے اور دفع حرارت و برودت کی اور ہونا طعام اور پانی سیراب کرنے والا اور اگانیوالا اور مثل اسکے اور موثر سب مین اللہ ہے جو موجد اسکا ہے حقیقت مین اور کتب اصول فروع بھری ہوئی ہین اسکی مثل سے ۱۲

پھر تصرف مستقل اس سے فہم کرکے مسلمانون پر شرک کا حکم کرنا کیسا صحیح ہوگا فافہم ولا تتبع الہوی

لیہ اور ظاہر شریعت کا حکم ظاہر الفاظ پر جاری ہوتا ہے اقول شریعت کا حکم مجرد ظاہر الفاظ پر علی العموم نہین بلکہ قایل کے
ے پر بھی نظر کرکے شریعت کا حکم ہوتا ہے چنانچہ شیخ ابن حجر مکی نے اپنے فتاوے مین تحریر فرمایا ہے نص الشافعی رضی اللہ عنہ
ال اذا قال اہل مطرنا فی نوء کذا فہو کقولہ مطرنا فی شہر کذا
فلا یکون کفرا من مسلم ای ولا حراما بخلاف قولہ
ل الشرک لانہم یعتقدون التاثیر لہ انتہی دیکھو امام شافعی

ترجمہ ... نص فرمایا ہے شافعی رضی اللہ عنہ نے
پس کہا کوئی مطرنا الخ یعنے ہم پر بارش دیے گئے اس ستارہ مین
پس وہ مثل قول اسکے ہے مطرنا الخ یعنے ہم پر بارش دیے گئے اس شہر مین
اور یہہ نہین ہے کفر مسلمان سے اور نہین ہے حرام بخلاف قول
اہل شرک کے کیونکہ وہ اعتقاد رکھتے ہین تاثیر کا اسکے لیے تمام

رنا فی نوء کذا ایک لفظ پر قایل کی نیت دیکھنے سے مختلف حکم فرمایا ہے نہ سب کا ایک حکم کیا پس ممکن نہین قایل کو نہ دیکھکر مجرد لفظ پر شرک کا
کر دینا خبط عشواء ہی معہذا جب کہ جملہ قایلین کے پاس مذکور توسل کے لیے معنی ہے تو حکم شریعت بھی اسی عرف پر مبنی
ا ہے پس اسکا انکار کرنا احکام شرع پر ناواقف رہنے پر دلالت کرتا ہے قولہ مشرکین مکہ بھی اسی قسم کی تاویلین
کرتے تھے اور جن ارواح کو پکارتے تھے انمین تصرف مستقل نہین ثابت کرتے تھے اقول مشرکین بتون کی
ادت کرتے تھے اور انکو اپنا الہ ٹھہراتے تھے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہین رکھتے تھے پھر گو کہ تصرف مستقل ثابت
ین اور کسیکو بھی پکارین اور کچھ مراد رکھین ہرگز انکا شرک دور نہین ہوتا ایسا ہی کوئی بریلوی یا نجدی کو کسی نے نبی جانا
خدا تعالی کے سوای کسیکو نہین پکارا اور کسی مین تصرف کرنا انکا ثابت نہین کیا تو اس سے بھی کفر جاتا نہین
لاف مومنین کے کہ مخلوق کی عبادت نہین کرتے اور کسی مخلوق کو اپنا الہ نہین ٹھہراتے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان
ہین پھر اگر انبیاء اور اولیاء کو پکارین اور انمین تصرف مستقل ثابت نکرکے توسل و تشفع کا ارادہ رکھین تو ان پر شرک
بت لازم نہین آتی پس مومنین کو مشرکین پر قیاس کرنا مومنین کا شیوہ نہین قولہ بفرض تسلیم اس قسم کا توسل بھی شرعا
یز نہین چنانچہ بیان اوسکا آیندہ مین مذکور ہے اقول یہہ قول باطل ہے ہم بھی آیندہ لکھتے ہین قولہ یہہ صورت توسل
سبکی نے ذکر کی مختص ہے ساتھہ قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ دور دور سے پکارنا الخ اقول امام تقی الدین السبکی نے
پنی کتاب شفاء الاسقام کے اٹھوین باب کے توسل کے بیان مین لکھا ہے سو توسل کو تین قسم پر منقسم کیا پہلا قسم یہہ ہے کہ طالب حاجت کا
اللہ تعالی سے سوال کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جاہ سے یا برکت سے اور اس قسم کا توسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
ولادت کے آگے اور بعد ولادت کے حالت حیات دنیا مین اور بعد وفات کے واقع ہونے اور جایز ہونے کو احادیث صحیحہ سے ثابت
کیا ہے اور دوسرا قسم توسل کا یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طالب ہونا کہ اللہ تعالی کے پاس دعا فرماوین اور اس

قسم کے توسل کو حیات دنیا مین اور بعد وفات کے مدت برزخ مین اور عرصات قیامت مین واقع ہونے اور جایز ہونے پر بھی احادیث صحیحہ سے ثابت کیا ہی اور تیسرا قسم توسل کا یہہ ہی کہ اپنی حاجت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کرنا یہہ طلب اس معنی پر ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قدرت ہی کہ اللہ تعالی سے سوال و شفاعت کرکے اسکی حاجت روائی کا سبب ہون اور اس قسم کا توسل معنے کے دیکھیے دوسرے قسم کے توسل کیطرف راجع ہی اگرچہ تعبیر مین مختلف ہی اور اس قسم کے توسل کا جواز و وقوع احادیث صحیحہ سے ثابت کیا ہی۔ پس امام سبکی کا کلام ان اقسام ثلاثہ مین العموم ہی قبر شریف کے ساتھہ مختص نہین پھر تیسرے قسم سے جو ہم نے استدلال کیا تہا اسکو مختص قبر شریف کے ساتھہ ہونے کا دعوی کرنا انکے منطوق کلام کا مخالف ہے معترض صاحب نے مذکور کتاب کو دیکھا نہین یا دیکھنے کیلیے میسر نہوئی اسی واسطے جی مین جو آیا کہہ دیا گو کہ خطا ہی رہے علاوہ برین معترض صاحب کی بحث یہہ تھی کہ غیر اللہ سے مطلقا طلب حاجت کرنا شرک ہی پھر امام سبکی کا کلام اسکو رد کرتا ہی پس اس کلام کو قبر شریف کے ساتھہ تخصیص کرنا معترض صاحب کو کچھہ نفع نہین دیتا کیونکہ غیر اللہ سے طلب حاجت کرنے کا حکم خواہ قبر کے پاس ہو یا غیر قبر پاس ہر دو مساوی ہی اما دور دور سے پکارنیکا عدم جواز جو معترض صاحب کے زعم مین تہا اسکو علم غیب پر مبنی کیا تہا سو سابق مین اسکی غلطی بیان ہو چکی۔ فتدبر **قولہ** اور اس مسئلہ آہ **اقول** معترض صاحب نے اس بیان مین اخفاء حق کیا ہے اسلئے ہم اس مسئلہ کی تفصیل کرتے ہین کہ استمداد اہل قبور سے تین طور پر ہی پہلا فقط زیارت سے حصول برکت کا قصد ہو دوسرا نزدیک قبر کے اللہ تعالی سے بر آمد مقصود کا سوال کرنا اہل قبر کی جاہ و منزلہ سے تیسرا اہل قبور سے خطاب کرکے کہنا کہ میرے بر آمد مقصود کیواسطے دعا مانگو اور وسیلہ و شفیع ہو اللہ تعالی کے پاس پہر اسمین تین قول ہین پہلا ابن تیمیہ اور اسکے تابعدار ان تینون قسمون کو مطلقا منع کرتے ہین انکا یہہ قول باطل ہے اہل سنت و جماعت کے علمای مجتہدین نے انکے رد مین کتابین تالیف کی ہین اور بدلایل واضحہ اسکا بطلان بیان کر دیا اور دوسرا قول یہہ ہے انبیا علیہم السلام سے جایز ہی دوسرے اہل قبور سے جایز نہین یہہ قول ضعیف و مرجوح ہی تیسرا قول یہہ ہی کہ انبیا علیہم السلام اور دوسرے اہل قبور سے جو اولیا و صلحا ہین جایز ہی اور یہہ قول مختار و راجح ہی امام حجۃ الاسلام غزالی نے احیاء العلوم مین فرمایا ہے

القسم الثانی وھو ان یسافر لاجل العبادۃ اما الجہاد او الحج وقد ذکرنا فضل ذلک وآدابہ واعمالہ الظاھرۃ والباطنۃ فی کتاب اسرار الحج ویدخل فی جملتہ زیارۃ قبور الانبیاء

ترجمہ۔ دوسرا قسم اور وہ سفر کرنا عبادت کے لئے یا غزا و جہاد کیواسطے ہو یا حج کے واسطے ہو اور تحقیق کہ ہم نے ذکر کیا ہی اسکی فضیلت کو اور اسکے آداب کو اور اسکے اعمال ظاہری و باطنی کو کتاب مین اسرار الحج کے اور داخل ہوتا ہی منجملہ اسکے زیارت انبیا کے قبور کی

وزيارة قبور الصحابة والتابعين وساير العلماء والاولياء
وكل من يتبرك بمشاهدته في حياته يتبرك بزيارة قبره
بعد وفاته ويجوز شد الرحال لهذا الغرض ولا يمنع من هذا
قوله صلى الله عليه وسلم لا تشد الرحال الا الى ثلثة مساجد
مسجدي هذا والمسجد الحرام المسجد الاقصى لان ذلك
في المساجد فانها متماثلة بعد هذه المساجد والا فلا فرق
بين زيارة قبور الانبياء وبين العلماء والاولياء اصل الفضل
وان كان يتفاوت في الدرجات تفاوتا عظيما بحسب اختلاف درجاتهم
عند الله انتهى اور فتاوى طحطاوى مين لكها هے
نقل في الخادم للامام الرافعي ان ابا بكر الخطيب ذكر في تاريخ بغداد
انه كان ببغداد عند مصلى العيد قبر يعرف بقبر النذور
ويقصده الناس لقضاء حوايجهم ويقال انه قبر عبيد الله بن محمد
بن علي بن الحسين بن علي بن ابي طالب رضي الله عنهم وهو الاصح
وانما سمي قبر النذور لانه ما قصد في حاجة الا وقضيت
قال الخطيب وانا قصدته مرارا كثيرة ونذرت وحصل
لي المقصود انتهى اور فتاوى زيادى مين بهى اسكو نقل كرکے
اسکے بعد لکھا ہے والذي يوجد من قراين احوالهم انهم
يقصدون التصدق بذلك على خدامه واقاربه ولا يقدح
في ذلك ما قد يقصدونه من التقرب الى الميت بمعنى
حصول الخير لهم او دفع الضر عنهم ولا ينفكون عن القصد
المذكور اخيرا بل فيما فعله الخطيب ما يقتضي ذلك

اور زیارت صحابہ و تابعین اور تمامی علما اور اولیاء کے قبور کی
اور جس شخص کے مشاہدہ سے برکت لیتے ہیں اسکی حیات میں تو برکت لی جاوے اسکی قبر کی زیارت سے
بعد وفات اسکے اور جائز ہے سفر کرنا اس غرض کے لیے اور نہیں منع کرتا اس سے
قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لا تشد الخ یعنی نہ سفر کیا جاوے مگر تین مسجد کی طرف
میری یہہ مسجد اور مسجد الحرام اور مسجد اقصی کیونکہ یہہ [illegible]
مساجد میں کہ واسطے کہ وے متماثل ہیں بعد ان مساجد کے ورنہ کچھ فرق [illegible]
درمیان زیارت قبور انبیا کے اور درمیان علما و اولیا کے اصل فضل [illegible]
اگرچہ درجات میں بڑا تفاوت ہے باعتبار اختلاف انکے درجات کے
جو اللہ کے نزدیک ہیں ۱۲
ترجمہ - نقل کی ہے کتاب الخادم میں تحقیق کہ ابوبکر خطیب نے ذکر کیا [illegible]
کہ بغداد میں مصلی العید کے پاس ایک قبر ہے وہ قبر النذور کرکے معروف ہے
اور لوگ اسکا قصد کرتے ہیں اپنے حوایج کے روا ہونے کیلئے [illegible]
عبید اللہ بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کی ہے رضی اللہ عنہم اور یہی قول اصح ہے
اور قبر النذور کرکے نام رکھنے کی یہہ وجہ ہے کہ کسی حاجت میں قصد نہیں کرتے مگر وہ روا ہو جاتی ہے
فرمایا خطیب نے کہ میں نے بہت مرتبہ اسکا قصد کیا ہے اور نذر کی ہے اور حاصل ہو گیا ہے
اپنے لیے مقصود ۱۲
ترجمہ - اور جو پایا جاتا ہے ان کے قراین احوال سے یہہ ہے کہ مقرر وہ
قصد تصدق کا کرتے ہیں اس نذر سے اسکے خدمتگاروں اور قرابتداروں پر
اور قدح نہیں کرتا
اسمیں جو کبھی قصد کرتے ہیں تقرب کا میت کے پاس اس معنے سے
کہ حاصل ہووے انکے لیے خیر اور دور ہووے انسے ضرر اور جدا نہیں ہوتے ہیں اس قصد
جو مذکور ہوا اخیر میں بلکہ خطیب نے جو کیا ہے [illegible]

اشیلت به ونعم القدوة فانه كان حافظ زمانه بلامدافعة
انتہی اور امام سبکی نے شفاء الاسقام میں لکھا ہے ان المعلوم
من الدین وسیر السلف الصالحین التبرک ببعض الموتی
من الصالحین فکیف بالانبیاء والمرسلین ومن ادعی ان قبور
الانبیاء وغیرهم من الموتی المسلمین سواء فقد اتی امرا عظیما
یقطع ببطلانه وخطائه وفیه حط لرتبة النبی الی درجة
من سواه من المؤمنین وذلک کفر بیقین فان من حط
رتبة النبی صلی الله علیه وسلم عما یجب له فقد کفر انتہی
اور بیچ زیارت قبور کے اقسام میں لکھا ہے الثالث للتبرک
باهلها اذا کانوا من اهل الصلاح والخیر انتہی اور طیبی نے
شرح مشکاۃ میں لکھا ہے اما من اتخذ مسجدا فی جوار صالح
او صلی فی مقبرته وقصد به الاستظهار بروحه او وصول
اثر ما من آثار عبادته الیه لا التعظیم له والتوجه نحوه
فلا حرج علیه انتہی اور ابن حجر المکی الشافعی نے خیرات الحسان
فی مناقب ابی حنیفة النعمان میں لکھا ہے ان قبره غوث لقضاء
الحوائج اعلم انه لم یزل العلماء وذو الحاجات یزورون
قبره ویتوسلون عنده فی قضاء حوائجهم ویرون نجح ذلک
منهم الامام الشافعی رضی الله عنه لما کان ببغداد فانه جاء
عنه قال انی لاتبرک بابی حنیفة واجیء الی قبره فاذا عرضت
لی حاجة صلیت رکعتین وجئت الی قبره وسألت الله عنده
فتقضی سریعا انتہی۔ اور الشیخ محمد الشامی جو حافظ السیوطی کا تلمیذ

اور وہ تجھکو کافی ہے اور بہتر پیشوا ہے کیونکہ وہ حافظ تھا اپنے زمانہ کا بلا نزاع کے ۱۲

ترجمہ۔ تحقیق کہ دین کے معلوم باتوں سے
اور سلف صالح کی عادات سے ہے برکت حاصل کرنی بعضے مردگان سے
جو صلحا میں پھر کیونکر نہ ہوگا انبیا اور مرسلین سے اور جس نے دعویٰ کیا کہ قبور
انبیا کے اور دوسرے مسلمان مردگان کے برابر ہیں تحقیق لایا وہ بڑا امر
کہ جزم کرتے ہیں اسکے باطل ہونے اور اسکی خطا پر اور اسمیں گھٹانا ہے نبی کے مرتبہ کے لئے
دوسرے مومنوں کے درجہ کی طرف اور یہ کفر ہے یقینا کیونکہ جو شخص گھٹاتا ہے
مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس چیز میں جو واجب ہے آنحضرت کے لئے تو بیشک وہ کافر ہوا ۱۲

ترجمہ۔ تیسری قسم زیارت کا واسطے برکت حاصل کرنے کے
اہل قبور سے جبکہ ہوں اہل صلاح و خیر ۱۲

ترجمہ۔ جس نے بنائی مسجد ہمسایہ میں صالح کے
یا نماز پڑھی مقبرہ میں اسکے اور قصد کیا اس سے استعانت کا اسکی روح سے یا پہنچنے
کا کسی اثر آثار سے اسکی عبادت کے اسکی طرف نہ اسکی تعظیم کا اور نہ توجہ کا اسکی طرف
پس نہیں حرج ہے اس پر ۱۲

ترجمہ۔ تحقیق کہ قبر انکی فریادرس ہے واسطے روا ہونے
حاجتوں کے جانئے کہ ہمیشہ علما اور ارباب حاجات زیارت کرتے ہیں
انکی قبر کی اور توسل کرتے ہیں نزدیک اسکے اپنی حاجتوں کے روا ہونے میں اور دیکھتے ہیں
اسکے روا ہوجانے کو ازانجملہ امام شافعی رضی اللہ عنہ ہیں جبکہ تھے بغداد میں تو انسے مروی ہوا
کہ کہا تحقیق میں برکت حاصل کرتا ہوں ابوحنیفہ سے اور آتا ہوں انکی قبر کے پاس
پھر جب عارض ہوتی ہے میرے لئے حاجت تو نماز پڑھتا ہوں دو رکعت اور آتا ہوں انکی قبر پر
اور سوال کرتا ہوں اللہ تعالے سے اسکے نزدیک
پس روا ہو جاتی ہے جلد ۱۲

نے کتاب عقود الجمان فی مناقب ابی حنیفة النعمان مین بھی اسکو ذکر کیا ہے اور ابن حجر المکی نے تحفہ مین لکھا ہے

یفرق بین نحو العلماء والاقارب لان القصد اهل (؟) تعظیم نحو العلماء باحیاء مشاهدهم وایضا فزوارهم یعود علیهم مدد اخروی لا ینکره الا المحرومون بخلاف الاقارب انتهی اور علامہ ابن علان نے دلیل الفالحین شرح ریاض الصالحین مین لکھا وقد قسم المصنف (وهو الامام النووی ۱۲) الزیارة الی اقسام لانها اما لمجرد تذکر الموت والاخرة فیکفی رؤیة القبور من غیر معرفة اصحابها واما لنحو الدعاء فیسن لکل مسلم واما للتبرک فیسن لاهل الخیر لان لهم فی برازخهم تصرفات وبرکات لا یحصی مددها واما لاداء حق نحو صدیق ووالد لخبر ابی نعیم من زار قبر والدیه او احدهما یوم الجمعة کان کحجة ولفظ روایة البیهقی غفر له وکتب له براءة واما رحمة وانیسا لخبر آنس ما یکون المیت فی قبره اذا زاره من کان یحبه فی الدنیا انتهی اور خزانة الروایه مین مذکور ہے کل من یتبرک بمشاهدته فی حیاته یتبرک بزیارته بعد وفاته انتهی اور ملا علی القاری نے شرح مناسک مین لکھا ہے فینبغی ان یزورهم ویتبرک بهم انتهی اور بھی ملا علی القاری نے شرح شفا مین لکھا ہے لا تدع ان تاتی مسجد قباء وقبور الشهداء ای شهداء احد ای لا تترک اتیان زیارتهم واستدعاء شفاعتهم انتهی

ترجمہ ۔ اور فرق کیا جاتا ہے درمیان مثل علما کے اور قرابتداروں کے کیونکہ قصد مثل علما کی تعظیم ظاہر کرنیکا ہے انکی قبروں کو زندہ رکھنے سے اور بھی انکے زائرون کو عود کرتی ہے مدد اخروی انکار نہین کرتے اسکا مگر محروم لوگ بخلاف قرابتدارون کے ۱۲

ترجمہ ۔ اور تحقیق کہ تقسیم کی ہے مصنف یعنی امام نووی نے زیارت کو طرف اقسام کے کیونکہ وہ یا موت اور آخرت کو فقط یاد کرنیکے لئے ہے تو کافی ہے دیکھنا قبرونکا بغیر معرفت اصحاب قبور کے یا واسطے مثل دعا کے ہے تو سنت ہے ہر (؟) ہر مسلمان کی یا برکت حاصل کرنیکے لئے ہے تو سنت ہے زیارت اہل خیر کی کیونکہ انکے لئے انکے برزخ مین تصرفات اور برکات ہین شمار نہین کیجاتی اسکی مدد یا حق ادا کرنیکے لئے ہے مثل دوست اور والد کے واسطے حدیث ابونعیم کے جسنے زیارت کی قبر کو اپنے والدین کی یا ایک کی ان دونون سے روز جمعہ تو ہوگا مثل حج کے اور لفظ بیہقی کی روایت کا یہ ہے مغفرت کیجاویگی اسکے لئے اور لکھی جاویگی اسکے لئے برات یا زیارت رحمت اور انسیت دلانے کے لئے ہے واسطے اس حدیث کے زیادہ انسیت لینے والا جو ہوتا ہے مردہ اپنی قبر مین جب کہ دیکھے اس شخص کو جو دوست رکھتا تھا دنیا مین ۱۲

ترجمہ ۔ جس شخص کی مشاہدہ سے برکت حاصل کیجاوے اسکی حیات مین برکت حاصل کیجاوے اسکی زیارت سے بعد وفات اسکے ۱۲

ترجمہ ۔ پس چاہئے زیارت کرنا انکی اور برکت حاصل کرنا ان سے ۱۲

ترجمہ ۔ مت ترک کر جانا مسجد قبا کو اور قبور کو شہداء احد کے یعنی مت چھوڑ جانا انکی زیارت کو اور چاہنا انکی شفاعت کو ۱۲

اور یہی ملا علی قاری نے شرح مشکاۃ میں لکھا ہے وقد قسم النووی
زیارۃ القبور الی اقسام متعددۃ لانہا اما لمجرد تذکر الموت
والآخرۃ فیکفی رؤیۃ القبور من غیر معرفۃ اصحابہا
واما لنحو الدعاء فیسن لکل مسلم واما للتبرک فیسن
لاہل الخیر لان لہم فی برازخہم تصرفات وبرکات لا یحصی
عددہا ولا یحصر مددہا واما لاداء حق نحو صدیق
وحمیم لخبر ابی نعیم من زار قبر والدیہ او احدہما یوم الجمعۃ
کان کحجۃ انتہی اور ابو القاسم القشیری نے اپنے رسالہ میں
اور زکریا انصاری نے اسکی شرح میں لکھا ہے ابو محفوظ
معروف بن فیروز الکرخی کان من المشائخ الکبار
مجاب الدعوۃ یستشفی بقبرہ البغدادیون قبر معروف
تریاق مجرب قال ابو عبد الرحمن الزہری یقال من قرأ
عند قبرہ مائۃ مرۃ قل ہو اللہ احد وسأل اللہ ما یرید
قضیت حاجتہ ومثلہ یذکر عن قبر اشہب وابن القاسم
صاحبی الامام مالک رضی اللہ عنہ وہما مدفونان بمشہد واحد
بقرافۃ یقف الزائر بین قبریہما ویقرأ ما ذکر متوجہ القبلۃ
یستجاب لہ انتہی اور توضیح الہدی باعمال التقی میں
زیارت قبور کے آداب میں لکھا ہے والسابع ان یلتزم زیارۃ
الانبیاء واہل البیت والعلماء والصلحاء والاتقیاء
وقد التزم قوم کثیر زیارۃ امثال ہؤلاء ورأوا برکۃ ذلک
وتحققوا حصول النفع بہ عاجلا واستجابۃ الدعاء عندہم

ترجمہ — اور تحقیق کہ تقسیم فرمائی ہے نووی نے زیارت کو
متعدد اقسام کیطرف کیونکہ وہ یا موت و آخرت کو فقط یاد کرنیکے لیے ہے
تو کافی ہے دیکھنا قبور کا بغیر معرفت اصحاب قبور کے
یا واسطے مثل دعا کے ہے تو سنت ہے زیارت ہر مسلمان کی یا واسطے برکت حاصل کرنے کے ہے تو سنت ہے زیارت
اہل خیر کی کیونکہ انکے لیے انکے برزخ میں تصرفات و برکات ہیں شمار نہیں کیجاتی
اسکی مدد اور حصر نہیں کیا جاتا اسکا عدد یا حق ادا کرنیکے لیے ہے مثل دوست
اور قرابتدار کے واسطے حدیث ابی نعیم کے جسنے زیارت کی قبر کی اپنے والدین کے یا ایک کی ان دونوں میں سے روز جمعہ کے
تو ہے مثل حج کے ۱۲

ترجمہ — ابو محفوظ
معروف بن فیروز کرخی تھے بڑے مشایخوں سے
اور مقبول ہوتی انکی دعا طلب شفا کرتے انکی قبر سے بغدادیان قبر معروف کی
تریاق ہے مجرب کہا ابو عبد الرحمن الزہری نے کہا جاتا ہے کہ جو شخص پڑھیگا
انکے قبر کے نزدیک سو بار قل ہو اللہ احد اور سوال کریگا اللہ سے جو ارادہ رکھتا ہے
تو روا ہوگی اسکی حاجت اور اسکے مثل منقول ہے قبر سے اشہب اور ابن قاسم کے
جو صاحبین ہیں امام مالک رضی اللہ عنہ کے اور وہ دونوں مدفون ہیں ایک ہی مقبرہ میں
قرافہ پاس کھڑے رہے زایر انکے قبروں کے درمیان اور پڑھے جو مذکور ہوا متوجہ ہوکر قبلہ طرف
تو دعا مستجاب ہوتی ہے اسکے لیے ۱۲

ترجمہ — اور ساتواں لازم کرلینا زیارت
قبور کی انبیا اور اہل بیت اور علما اور صلحا اور اتقیا کی
پس تحقیق کہ لازم کرلیا ہے بہت قوم نے زیارت کو امثال انکے اور دیکھی ہیں برکت اسکی
اور متحقق کیا ہے اس سے نفع جلد حاصل ہونیکو اور دعا مستجاب ہونیکو انکے پاس

والتشفع بهم الى الله سبحانه في نيل ما يسره ودفع ما يضر
واستشهادا حصول البركة بزيارتهم يغني عن تقريره انتهى
اور بھی اسی مین لکھا ہے وقد وجدنا ان اجتماع خواص عباد الله تعالى
عند مقابر العلماء والمشايخ انما هو لاجل الفاتحة وقراءة القرآن
والدعاء والاستعانة بارواحهم في قضاء حوائجهم
الدينية وقد جربوا ذلك مرارا كثيرة ووجدوا الفوائد
الباطنية في زيارة ايام العرس خصوصا ولهذا يهتمون
اشد الاهتمام في ان يحضروا عند القبور ويقرأوا الفاتحة
ساعة انتقل روحه فيها ويوصون بذلك وان اجتماع
العوام لاجل الفاتحة والاستمداد في حوائجهم دنيوية
كانت او اخروية انتهى اور شرح البرزخ مین لکھا ہے
ان الميت اذا يسمع كلام الزوار ويعرف احوالهم لا يبعد
ان يعين المتحير في امره ان كان له ذلك المكان عند الله تعالى
اور بھی لکھا ہے دل الحديث ان الميت يعرف زائره ويدعو له
بالخير لان السلام دعاء فيصح الاستعانة به انتهى
اور بھی لکھا ہے واما الطائفة الثانية وهم الانبياء والشهداء
والاولياء فلا يبعد منهم الاستعانة ولا ينكر اعانتهم
من نوع الاخبار والآثار اكثر من ان يحصى انتهى اور شيخ
محمد سندی نے طوالع الانوار مین لکھا ہے اجابة الله للملهوف
من توسل الى ضريح ولي من اولياء الله تعالى او كشف كربة
همه من الله تعالى بعبده الصالح فالكاشف للكربة

اور انکی شفاعت مقبول ہونیکو الله کے پاس پانے مین اس چیز کے جو خوش کرے اور دور ہونے مین اس چیز کے جو ضرر دیوے
اور مشتہر ہونا حصول برکت کا انکی زیارت سے غنی کرتا ہے اسکی تقریر سے ۱۲
ترجمہ۔ اور تحقیق کہ ہم نے پایا ہے مجتمع ہونا الله تعالی کے خواص بندگونکا
قبرونکے پاس علما اور مشایخ کے نہین ہے مگر واسطے فاتحہ اور قرأت قرآن
اور دعا اور استعانت کے انکی ارواح سے واسطے روا ہونے مین اپنی حوایج دینی کے
اور تحقیق کہ تجربہ کیا ہے اسکا بہت بار اور پائے ہین فواید باطنی
زیارت کرنے مین ایام عرس مین خصوصا اور اسیواسطے زیادہ
اہتمام کرتے ہین حاضر ہونے مین قبور پاس اور قرأت کرنے مین فاتحہ کے
جس ساعت مین کہ روح اسکی منتقل ہوئی ہے اور وصیت کرتے ہین اسکی اور تحقیق کہ مجتمع ہونا
عوام کا واسطے فاتحہ اور استمداد کے ہے اپنے حوایج مین دنیوی ہو
یا اخروی ۱۲
ترجمہ۔ تحقیق کہ میت جب سنتی ہے کلام زایرون کے اور جانتی ہے انکے احوال کو تو بعید نہین
اعانت کرنا اس شخص کو جو متحیر ہے اپنے کام مین اگر ہے اسکو وہ مرتبہ الله تعالے کے پاس ۱۲
ترجمہ۔ دلالت کرتی ہے حدیث کہ میت جانتی ہے اپنے زایر کو اور دعائے خیر کرتی ہے اسکے لیے
کیونکہ سلام دعا ہے پس صحیح ہے اس سے استعانت کرنا ۱۲
ترجمہ۔ اور اما دوسرا طایفہ اور وے انبیا اور شہدا اور
اور اولیا ہین پس بعید نہین انسے استعانت اور انکار نہین کیجاتی ہے انکی اعانت
واسطے واقع ہے احادیث اور آثار کے اکثر شمار سے ۱۲
ترجمہ۔ قبول کرنا الله کا واسطے اندوہگین کے
جو پہنچا ہے قبر کے پاس ایک ولی کے اولیاء الله سے اور دور کرنا اسکی کربت کو
کرامت ہے الله تعالے کیطرف سے اپنے بندہ صالح کو پس دور کرنے والا کربت کا

عند الله تعالی والولی له عند الله جاه عظیم اوجب ذلک الیها سرعة اجابة الله تعالی دعاء من لاذ ببابه وتذلل الی الجلیل باعتابه انتهی آوربھی طوالع الانوار مین نبی کریم صلی الله علیه وسلم کی زیارت کے آداب مین لکھا ہے ولیفرغ قلبه من کل شیئ من امور الدنیا ومالا تعلق له بالزیارة حتی یصلح قلبه للاستمداد منه علیه السلام فالقلب المشغول بقاذورات الدنیا من الشهوات والارادات محروم من حصول المدد النبوی بل ربما یحجب المقت ولیلاحظ مع ذلک الاستمداد من سعة عفوه علیه السلام ولطفه ولیستحضر حیاته علیه السلام فی قبره وانه یعلم بزائره علی اختلاف درجاتهم واحوالهم وقلوبهم وانه یمد کلا منهم بما یناسب ما هو علیه انه خلیفة الله الاعظم یعطی من یشاء ویمنع من یشاء فوضت الیه خزاین کرمه ولا یصل الی الله احد الا من طریقه وروی ابو حنیفة رحمه الله فی مسنده عن ابن عمر قال من السنة ان تاتی قبر رسول الله صلی الله علیه وسلم من قبل القبلة وتجعل ظهرک الی القبلة وتستقبل القبر بوجهک ثم تقول السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته وقد اتفق العلماء علی انه علیه السلام حی فی قبره الشریف یعلم بزائره قال الشیخ ابن حجر الهیتمی وقوفه فی حال الزیارة افضل من جلوسه اذ هو المانوس الادب وقال الکرمانی ولیضع یمینه علی شماله فی صلوة وجزم اصحابنا استحباب وقوف الزائر علی نحو الوضع

نہین ہی مگر اللہ تعالے اور ولی کیلیے اللہ کے پاس بلند مرتبہ ہی اسکے سبب سے واجب ہوا جلد قبول کرنا اللہ تعالی کا دعا کو اس شخص کے جسنے پناہ لی اس لی کے دروازہ پر اور عاجزی کی اللہ تعالی کے لئے ولی کے آستانہ پر ۱۲

ترجمہ ۔ اور چاہئے کہ خالی کرے اپنے دل کو دنیا کے تمامی امورات سے اور اس چیز سے جو زیارت کے ساتھہ تعلق نہین رکھتی ہی یہانتک کہ صالح ہووے اوسکا دل استمداد کیلیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پس جو دل کہ مشغول ہی دنیا کی نجاستون سے جو شہوات اور ارادے ہین سو محروم ہی مدد نبوی کے حصول سے بلکہ بسا اوقات واجب کرتا ہی بغض کو اور چاہیے کہ ملاحظہ کرے اس استمداد کے ساتھہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشایش اور مہربانی کو جو وسیع ہی اور چاہیے کہ مستحضر رکھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مین زندہ ہین اور بیشک جانتے ہین زیارت کرنیوالونکو انکے درجات اور احوال اور قلوب کے اختلاف پر اور تحقیق کہ مدد کرتے ہین ہر ایک کو اس چیز سے جو مناسب ہے اسکے حال کو اور مقرر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ اعظم ہین اللہ کے عطا کرتے ہین جسکو چاہیے اور منع کرتے ہین جسکو چاہے تفویض ہوے ہین آنحضرت پاس اللہ کے خزاین کرم اور نہین پہنچتا ہی اللہ کے پاس کوئی شخص مگر آنحضرت کی طریق سے اور روایت کی ہی ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنی مسند مین کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا سنت ہی کہ تو آوے قبر پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ کیجانب سے اور تیری پیٹھہ کو قبلہ کیطرف کرے اور قبر کے مستقبل ہووے اسکے بعد کہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور تحقیق کہ اتفاق کیا ہی علمائے اسباب پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہین اپنی قبر شریف مین جانتے ہین زیارت کرنیوالے کو کہا شیخ ابن حجر ہیتمی نے کھڑے رہنا زیارت کی حالت مین افضل ہی بیٹھنے سے کیونکہ وہی مانوس ہے اور وہی ادب ہے اور کہا کرمانی نے رکھے سیدھے ہاتھہ کو بائین ہاتھہ پر جیسا کہ نماز مین رکھتے ہین اور جزم کیا ہی ہمارے اصحاب نے مستحب ہونے پر کھڑے رہنے زائر کے نماز کی طرح اور ... کے شعار

من السارية التي عند راسه الشريف لا يقرب ادنى من ذلك
فانه ليس من شعار اداب الابرار قاله الشيخ على القاري
ومال اليه النووي ثم يطلب الشفاعة في الدنيا بتوفيق الطاعة
وفي الاخرة بغفران المعصية فيقول يا رسول الله اسالك الشفاعة
ثلاثا ثم يزور صاحبيه المكرمين ويسلم عليهما كما حرّر
ويقول ونحن نتوسل بكما الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
يشفع لنا الى ربنا وان يتقبل سعينا وان يحيينا على ملته
ويميتنا عليها ويحشرنا في زمرته برحمته وكرمه انه كريم
رحيم آمين ويقول ؎ يا خير من دفنت في الترب
اعظمه ؛ وطاب من طيبهن القاع والاكم ؛
نفسي الفداء لقبر انت ساكنه ؛ فيه العفاف
وفيه الجود والكرم ؛ انتهى اور بھی شیخ عابد سندی نے
اپنے رسالہ میں لکھا ہے ولا يقال ان الخلاف انما هو في
غير الانبياء الكرام عليهم الصلوة والسلام فاما هم فلا شك
في حياتهم ولا خلاف لاحد من العلماء في ذلك الخ
والاستمداد منهم لا يزال في كل عصر ناهيك بزمان
الخلفاء الراشدين مع اطلاعهم على قصة العتبي وسكوتهم
عن الانكار عليه لا يسع لكل ذي فضيلة وفهم ان يتردد في
جواز ذلك واما غيرهم من الاولياء والصالحين فهل ورد
في جواز الاستمداد اثر من العلماء المجتهدين لانا نقول
نذكر ابن الجوزي في صفوة الصفوة انه كان ابرهيم الحربي

ستون سے جو سر شریف کے پاس ہے نزدیک نہووے کیونکہ اس سے
کیونکہ وہ نہیں ہے نیک لوگوں کے آداب کے شعار سے کہا اسکو شیخ علی القاری نے
اور میل کیا اسکے طرف نووی نے اسکے بعد طلب کرے شفاعت کو دنیا میں توفیق طاعت کی
اور آخرت میں معصیت کی مغفرت ہونے پر پس کہے یارسول اللہ میں سوال کرتا ہوں آپ سے شفاعت
تین بار اسکے بعد زیارت کرے صاحبین مکرمین کی اور سلام کرے ان دونوں پر جیسا کہ لکھا گیا
اور کہے ہم توسل کرتے ہیں آپسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
شفاعت کرے ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس اور قبول کرے ہماری کوشش اور زندہ رکھے ہمکو آپ کی ملت پر
اور موت دیوے ہمکو اسپر اور حشر کرے ہمارا انکے زمرہ میں اسکی رحمت اور کرم سے تحقیق وہ
کریم رحیم ہے آمین اور کہے اے بہتر ان میں جو مدفون ہوئے زمین میں
انکی ہاڈ اور پاکیزہ ہوئے انکی پاکیزگی سے زمین اور ٹیلے
میری جان فدا ہے قبر پر سے کہ جسمیں آپ رہتے ہو اسی میں پارسائی ہے
اور اسی میں ہے بخشش اور کرم ۱۲
ترجمہ۔ اور نہیں کہا جائیگا کہ خلاف فقط
انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے غیر میں ہے سو انبیا علیہم السلام کے زندہ رہنے میں کچھ شک نہیں
اور کسیکو علما سے اس میں خلاف نہیں —
اور استمداد انبیاء سے ہر ایک زمانہ میں ہمیشہ ہوتی ہے کافی ہے تجھکو
خلفای راشدین کا زمانہ میں باوجود اطلاع عتبی کے قصہ پر ہونے اور سکوت کرنیکے
اسپر انکار سے گنجایش نہیں ہر ایک صاحب فضیلت و فہم کو کہ تردد کرے
اسکے جواز میں اور اما انبیا کے غیر جو اولیا اور صالحین ہیں سو آیا وارد ہوئی ہے
انسے استمداد کرنیکے جواز میں کوئی روایت علما مجتہدین سے کیونکہ ہم کہتے ہیں
کہ ذکر کیا ہے ابن جوزی نے صفوۃ الصفوہ میں کہ ابراہیم حربی

بقول قبر معروف الکرخی التریاق المجرب ونقل عن الامام
الشافعی انه قال قبر موسی الکاظم رضی الله عنه تریاق مجرب
ونقل عن بعض المشایخ انه قال وجدت اربعة من الاولیاء
یتصرفون فی قبورهم مثل تصرفهم فی حیاتهم او اکثر من ذلك
احدهم المعروف الکرخی وثانیهم الشیخ عبد القادر الجیلی
رضی الله عنه وعد ایضا اثنین من الاولیاء غیرهما وقال
الامام الحجة محمد الغزالی من یتوسل ویتبرك به فی حیاته
یتوسل ویتبرك به بعد موته انتهی اور شامی نے رد المحتار میں
لکھا ہے واما الاولیاء فانهم متفاوتون فی القرب من الله تعالی
ونفع الزائرین بحسب معارفهم واسرارهم انتهی اور کشف الحجاب
میں شیخ عبد الوهاب المصری سے نقل کی ہے فاذا علمت حیاة
الکمل فلا باس ان ینادی الواحد منهم من قبره کما ینادی
الحی الحی ویستمد منه کما یستمد الحی من الحی ولا احد
من العلماء ولا من الجهلاء ینکر ذلك فی الاحیاء وهؤلاء
الکمل من الانبیاء والصحابة ومن حذا حذوهم کذلك انتهی

کہتے تھے قبر معروف کرخی کی تریاق ہے مجرب اور نقل کی ہے امام شافعی
کہ انہوں نے فرمایا قبر موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی تریاق ہے مجرب
اور نقل کی ہے بعض مشایخ سے انہوں نے کہا کہ میں نے پایا ہے چار اولیا کو
تصرف کرتے ہیں اپنے قبور میں جیسا تصرف انکا اپنی حیات میں یا زیادہ اس سے
پہلے انکے معروف کرخی ہیں اور دوسرے شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ
اور بھی شمار کیا دو شخص کو اولیا سے انکے سوا ۔ اور کہا
امام الحجۃ محمد الغزالی نے جس کسی سے توسل اور برکت حاصل کیا جاوے اسکی حیات میں
توسل اور برکت حاصل کیا جاوے اس سے بعد موت اسکے ۱۲
ترجمہ ۔ اور اما اولیا پس تفاوت رکھتے ہیں قربت میں اللہ تعالی سے
اور نفع زائرین باعتبار اولیا کے معارف و اسرار کے ہے ۱۲
ترجمہ ۔ پھر جب تو نے معلوم کر لیا حیات کو
کاملین کے تو کچھ مضایقہ نہیں ندا کرنا کسی ایک کو انمیں سے اسکی قبر سے جیسا کہ ندا کرتا ہے
زندہ زندہ کو اور استمداد کرنا ہے جیسا کہ استمداد کرتا ہے زندہ زندہ سے
اور کوئی شخص علما سے اور کوئی شخص جاہلوں سے انکار نہیں کرتا اسکا زندوں میں اور یہ
کاملین جو انبیا اور صحابہ اور جو لوگ کہ انکے افعال پر ہیں ویسے ہی ہیں ۱۲

اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے واما استمداد باہل قبور منکر شدہ اند آنرا بعض فقہا اگر انکار از جہت آنست
که سماع و علم نیست ایشانرا بزایران و احوال ایشان پس بطلان او ثابت شده و اگر بسبب آنست که قدرت و تصرف نیست
ایشانرا دران موطن تا مدد کنند بلکه محبوس و ممنوع اند و مشغول اند بانچه عارض شده ست مر ایشانرا از محنت و شدت آنچه
باز دارد ایشانرا از دیگران ممنوع که این کلیه باشد خصوصا در شان متقین که دوستان خدا اند شاید که حاصل شود مر ارواح ایشانرا
قربت در برزخ و منزلت و قدرت بر شفاعت و دعا و طلب حاجات مر زایران را که متوسل شده اند بایشان چنانکه
در روز قیامت خواهد بود و چیست دلیل بر نفی آن و تفسیر کرده ست بیضاوی رحمه الله والنازعات غرقا الآیة بصفات نفوس فاضله

در حال مفارقت از بدن کشیده میشوند از ابدان و نشاط میکنند بسوی عالم ملکوت و سیاحت میکنند در آن پس سبقت میکنند بحظایر قدس پس میگردند
بشرف و قوت از مدبرات ولیت شعری چه میخواهند ایشان باستمداد و امداد که این فرقه منکر اند از آن آنچه ما می فهمیم از ان
اینست که داعی محتاج فقیر الی الله دعا میکند خدا را و طلب میکند حاجت خود را از جناب عزت و تمنی وی و توسل میکند
بروحانیت این بنده مقرب مکرم در درگاه عزت وی و میگوید خداوندا ببرکت این بندهٔ تو که رحمت کردهٔ بروے
و اکرام کردهٔ او را بلطف و کرمی که بوی داری بر آورده گردان حاجت مرا که تو معطی کریمی یا ندا میکند این بنده مکرم
مقرب را که ای بنده خدای و ولی وی شفاعت کن مرا و بخواه از خدا که بدهد مسئول و مطلوب مرا و قضا کند حاجت مرا
پس معطی و مسئول و مامول پروردگار ست تعالی و تقدس و نیست این بنده درمیان مگر وسیله و نیست قادر و فاعل و متصرف
در وجود مگر حق سبحانه و اولیاء خدا فانی و هالک اند در فعل الهی و قدرت و سطوت وی و نیست ایشان را فعل و قدرت
و تصرف نه الکنون که در قبور اند و نه در ان هنگام که زنده بودند در دنیا و اگر این معنی که در امداد و استمداد ذکر کردیم موجب شرک
و توجه بما سوی حق باشد چنانکه منکر زعم میکند پس باید که منع کرده شود توسل و طلب دعا از صالحان و دوستان خدا در حالت
حیوة نیز و این ممنوع نیست بلکه مستحب و مستحسن ست باتفاق و شایع ست در دین و اگر میگویند که ایشان بعد از موت
معزول شده اند و بیرون آورده شده اند از ان حالت و کرامت که بود ایشان را در حالت حیات چیست دلیل بران یا گویند
که مشغول و ممنوع شده اند بانچه عارض شده از آفات بعد از ممات پس این کلیه نیست بر دوام و استمرار آن تا روز قیامت
نهایت آنکه این کلیه نباشد و فایده استمداد عام نباشد بلکه ممکن ست که بعضی منجذب باشند بعالم قدس و مستهلک باشند
در لاهوت حق چنانکه ایشان را شعوری و توجهی بعالم دنیا نمانده باشد و تصرفی و تدبیری در وی نه چنانکه درین عالم
نیز از تفاوت حال مجذوبان و متمکنان ظاهر میگردد انتهی۔ اور بھی لکھا ہے باید دانست که خلاف در غیر انبیاء ست
صلوات الله و سلامه علیهم اجمعین که ایشان احیاء اند بحیات حقیقی دنیاوی باتفاق و اولیاء بحیات اخروی معنوی
انتهی اور بھی لکھا ہے اما استمداد باهل قبور در غیر نبی صلی الله علیه وسلم یا غیر انبیا علیهم السلام منکر شده اند آنرا بسیاری از
فقها و میگویند نیست زیارت مگر برای دعا ر موتی و استغفار برای ایشان و رسانیدن نفعی بایشان بدعا و استغفار
و تلاوت قرآن و اثبات کرده اند آنرا مشایخ صوفیه قدس الله اسرارهم و بعضی فقها رحمة الله علیهم و این امری محقق
و مقرر ست نزد اهل کشف و کمال از ایشان تا آنکه بسیاری را فیوض و فتوح از ارواح رسیده و این طایفه را در اصطلاح ایشان

و می‌نویسد امام شافعی رحمة الله علیه گفته است قبر امام موسی کاظم تریاق مجرب است مر اجابت دعا را و حجة الاسلام امام محمد غزالی گفته هر که استمداد کرده شود بوی در حیات استمداد کرده شود بوی بعد از وفات و یکی از مشایخ عظام گفته است دیدم چهار کس را از مشایخ که تصرف میکنند در قبور خود مانند تصرفهای ایشان در حیات خود یا بیشتر شیخ معروف کرخی و شیخ عبد القادر جیلی و دو کس دیگر را از اولیا شمرده و مقصود حصر نیست آنچه خود دیده و یافته است گفته و سیدی احمد بن زروق که از اعاظم فقها و علما و مشایخ دیار مغرب است گفته که روزی شیخ ابو العباس حضرمی از من پرسید که امداد حی اقوی است یا امداد میت من گفتم قومی میگویند که امداد حی قوی‌تر است و من میگویم که امداد میت قوی‌تر است پس شیخ گفت نعم زیرا که وی در بساط حق است و در حضرت او ست و نقل درین معنی ازین طایفه بیشتر ازان است که حصر و احصا کرده شود و یافته نمیشود در کتاب و سنت و اقوال سلف صالح که منافی و مخالف این باشد و رد کند این را و بتحقیق ثابت شده است بآیات و احادیث که روح باقی است و او را علم و شعور بزایران و احوال ایشان ثابت است و ارواح کاملان را قربی و مکانتی در جناب حق ثابت است چنانکه در حیات بود یا بیشتر ازان و اولیا را کرامات و تصرف در اکوان حاصل است و آن نیست مگر ارواح ایشان را و ارواح باقی است و متصرف حقیقی نیست مگر خدا عز شانه و همه بقدرت او ست و ایشان فانی اند در جلال حق در حیات و بعد از ممات پس اگر داده شود مر احدی را چیزی بوساطت یکی از دوستان و مکانتی که نزد خدا دارد دور نباشد چنانکه در حالت حیات بود و نیست فعل و تصرف در هر دو حالت مگر حق را جل جلاله و عم نواله و نیست چیزی که فرق کند میان هر دو حالت و یافته نشده است دلیل بران و در شرح انتهی آه و در جذب القلوب مینویسد اما تبرک توسل در عالم برزخ و موطن قبر در اختصاص او بحضرت قدسی سمات انبیا و رسل صلوات الله علیهم اجمعین تردد است و ظاهر جواز او ست در غیر ایشان از اولیاء الله و صلحای امت از جهت عموم جواز توسل در حالت حیات با ضمیمه بقای روح میت و شعور و ادراک و قرب و منزلت او عند الله که بایمان و عمل صالح و شرف اتباع سید رسل صلی الله علیه و سلم حاصل شده با آنکه حقیقت معنی توسل و استمداد سوال و دعاست از جناب صمدیت بوساطت محبتی و کرمی که باین بنده خاص دارد یا طلب و التماس از روحانیت این بنده دعا و خواهش را از حضرت عزت بوسیله قربی و کرامتی که مر او راست دران درگاه و ورود نص صریح در وی حاجت نیست از جهت وجود بقای ذات متوسل به بخلاف محل اول بلکه عدم ورود نص بر منع آن کافی است نعم اگر دلیل قاطع بر اختصاص آن بحضرت انبیا صلوات الله و سلامه علیهم اقامت یابد

غ آن درست آید والظاهر عدم الدلیل المذکور اگر گویند که موت بر ایمان وحصول قرب الٰہی در غیر شخص معصوم معلوم نیست
م بقای آن در انتہای که مبشر اند از آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً و عموماً مقطوع به است فیجوز التوسل بہم ولا یأول بالفضل مآ انکه
و آثار نقل اخبار از مشایخ کبار که ارباب کشف و محرمان اسرار عالم مثال اند حاسم ماده این شبہه است نعم بعضی
فقہا را درین مسئله خلاف گونه است ولکن الحق احق ان یتبع واللہ اعلم انتہی اور تکمیل الایمان میں مسطور ہے و در استعانت
استمداد از قبور ایشان بعضی فقہا را سخن است ایشان گویند که زیارت قبور در غیر انبیا علیہم السلام از برای عبرت
عتبار و تذکر موت بود یا از برای ایصال نفع و استغفار برای موتی باشد چنانچه از فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
زیارت بقیع بصحت رسیده است و مشایخ صوفیه قدس اللہ اسرارہم گویند که تصرف بعضی اولیا در عالم برزخ دائم
قی است و توسل و استمداد بارواح مقدس ایشان ثابت و موثر و امام حجت الاسلام محمد غزالی گوید ہر که در حیات وے
ی توسل و تبرک جویند بعد از موتش نیز توان جست و این سخن موافق دلیل است چه بقای روح بعد از موت بدلالت احادیث
جماع علما ثابت شده است و متصرف در حیات و بعد از ممات روح است نه بدن و متصرف حقیقی حق سبحانه وتعالی است
لایت عبارت از فنا فی اللہ و بقا به وست و این نسبت بعد از موت اتم و اکمل است و نزد ارباب کشف و تحقیق
مقابله ارواح زایر با ارواح مزور موجب انعکاس اشعه لمعات انوار و اسرار شود و در رنگ مقابله مرآت بمرآت است
ولیا را ابدان مکتسبه مثالیه نیز بود که بدان ظہور نمایند و امداد و ارشاد طالبان می کنند و منکران را دلیل و برہان بر انکار آن
ست انتہی اور شرح سفر السعادت میں تحریر کیا ہے و دفن در جوار قبور صلحا و حضور و شہود در ساحت عزت ایشان موجب
ت و نورانیت و صفا است و زیارت مقامات متبرکه و دعا در آنجا متوارث است امام شافعی گفته است که قبر موسی کاظم
ام اللہ تعالی علیه و علی آبائه الکرام تریاق مجرب است برای اجابت دعا و در زیارت قبور احترام اہل آن و در استقبال
س و تادب ہمان است که در حالت حیات بود کذا قال الطیبی انتہی اور شاہ ولی اللہ نے ہمعات میں نسبت اویسیه
مین تحریر فرمایا ہے دیگر طبقه ارواح مشایخ صوفیه جمله یا فرداً فرداً و صاحب این نسبت را لابد مناسبت با این ارواح بسبب
شق حاصل شود و فنا فی المشایخ دست دہد و این ہمه در جمیع احوال وے داخل شود و در رنگ آنکه از سبب بیخ نہال میوه تری
زگی آن در ہر شاخ و برگ و گل و میوه سرایت میکند و در ہر کسی حالی دیگر و واقعه دیگر ظاہر شود و از ینجاست حفظ اعراس
ایخ و مواظبت زیارت قبور ایشان و التزام فاتحه خواندن و صدقه دادن برای ایشان و اعتنا تمام کردن بتعظیم آثار و اولاد

و منتسبان ایشان - و از ثمرات این نسبت رویت آنجماعت ست در منام و فواید ها از ایشان یافتن و در مهالک و مضایق
صورت آنجماعت پدید آمدن و حل مشکل وی بآنصورت منسوب شدن و آنچه بدان ماند باید دانست که صاحب نسبت اویسیه را
بنسبت آن ارواح ربطی خاص پیدا میشود که در جوهر روح اینکس مندرج باشد بنقطه در وی و در اینجا فرق ندارد اما چون اینکس بخواب
میرود و حواس ظاهره از مشاغل خویش استراحت می یابند و فی الجمله خلاص از احکام طبیعت می یابد همانصورت مکنونه
خاطر وی بر روی کار می آید و التفات وی مقصور میگردد بدان جانب و از ینجا چیزها شگرف و معامله ها رنگین ظاهر میشود
بالجمله ثمرات نسبت اویسیه هر قسم که باشد رویت واقعات و مبشرات ست و آنکه مردمان در خواب برای او
دلایل عظمت و شرف بینند و او را قبول کنند و در مضیق و شدت ها و نصرتی از غیب حاصل شود و غالبا در معاش خود تائید غیبی
می بیند و هر سرّ الهی که درین عالم ظاهر میشود لامحاله او را شبحی و صورتی خاص هست از ین عالم که بوی معنون میگردد و باین
اعتبار توجه عالم غیب بآن شخص متشبح میشود و هیکل این بزره متالیه حضرت پیغامبر اند صلی الله علیه وسلم و از امت آنحضرت
صلی الله علیه وسلم اول کسی که فاتح باب جذب شده است و در آنجا قدم نهاده است حضرت امیر المومنین علی کرم الله تعالی وجهه
لهذا سلاسل طرق بدانجناب راجع میشوند و در اولیاء امت و اصحاب طرق اقوی کسی که بعد تمام راه جذب بأکد وجوه بأصل
این نسبت میل کرده است و در آنجا بوجه اتم قدم زده است حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی اند رضی الله عنه و لهذا
گفته اند که ایشان در قبر خود مثل احیا تصرف میکنند - و بالجمله این اسباب مقتضی آن شدند که امروز اگر کسی را مناسبت بروح
خاص پیدا شود و از آنجا فیض بردارد غالبا بیرون نیست از آنکه این معنی بنسبت حضرت پیغامبر صلی الله علیه وسلم باشد یا به نسبت
حضرت امیر المومنین علی کرم الله وجهه یا بنسبت حضرت غوث جیلانی رضی الله عنه و آنانکه مناسبت بسیار ارواح دارند باعث
خصوصیت آن اسباب طاریه شده اند مثل آنکه محبت آن بزرگ بسیار دارد و بر قبر وی بسیار میرود و اینمعنی سلسله جنبان
رجعت قابل گشته است و آن بزرگ را همت قویه بوده است در ترتیب منتسبان خود و آن همت هنوز در روح وی باقی است
این معنی سلسله جنبان از جهت فاعل ست باید دانست که ظهور اثر توجه بارواح دو قسم است یکی آنکه این شخص روح خود را بدان حقیقت
در قبر وی مستقر ست مثلا ملصق گرداند و روحش از آنجا رنگی گیرد و ه) دران رنگ تامل کند و حقیقت کار بشناسد مثل آنکه
ارتفاع آفتاب را از ظل مقیاس می شناسد یا روی کسی را در آینه می بیند و دیگر آنکه مشرف شود بران قبر و واضح گردد بروی
کیفیت آن بمثل آنکه کسی چشم بکشاید و آنچه مقابل آن باشد به بیند و اینجا چشم چشم بصیرت ست انتهی بحذف البعض مخافة التطویل

اور شاہ عبد العزیز نے تفسیر فتح العزیز میں تحریر کیا ہے و در دفن کردن چون اجزائے بدن بتمامہ یکجا می باشند علاقہ روح با بدن از راہ نظر و عنایت بحال میماند و توجہ روح بزایرین و مستانسین و مستفیدین بسہولت میشود کہ بسبب تعین مکان بدن گویا مکان روح ہم متعین ست و آثار این عالم از صدقات و فاتحہ ہا و تلاوت قرآن مجید چون دران بقعہ کہ مدفن اوست ادا شود بسہولت نافع میشود و پیش خلق گویا روح را ملی مکان کردن ست و در دفن کردن گویا مسکنے برای روح ساختن ست بنا برآن از اولیائے مدفونین و دیگر صلحائے مومنین انتفاع و استفادہ جاری ست و آنہا را افادہ و اعانت نیز متصور بخلاف مردہ ہای سوختہ کہ این چیزہا اصلا نسبت بآنہا و راہل مذہب آنہا نیز واقع نیست انتہی **قولہ** مختلف فیہ ہے **اقول** اختلاف ہم نے بیان کیا۔ لیکن معترض صاحب نے قول مختار و راجح کو پس پشت ڈالدیا اور اقوال ضعیفہ مرجوحہ کو ذکر کیا۔ معلوم نہیں کہ غیر منع اور انکار نہیں پہنچتا ہے اصولیین کا کلیہ ہے لاینکر الا ما اجمع علی منعہ **قولہ** چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی جذب القلوب میں لکھتے ہیں قصد انتفاع میت بدعت ست مگر در زیارت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی **اقول** معترض صاحب نے شیخ عبد الحق دہلوی کی عبارت میں سیاق و سباق کی عبارت کو چھوڑ دیا ہے اور کلام کی عبارت نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے و بعضی از علما گفتہ اند کہ مقصود از زیارت قبور مجرد تذکر آخرت ست چنانچہ در حدیث آمدہ ست کہ زوروا القبور فانہا تذکرکم الاخرۃ و گاہی از برای دعا و استغفار اہل قبور ست چنانچہ در زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مر اہل بقیع را وارد شدہ و گاہی از جہت انتفاع باہل قبور بود چنانچہ در زیارت قبور صالحین آثار آمدہ و امام حجۃ الاسلام گفتہ است ہر کہ بوی در حالت حیات تبرک جویند بعد از ممات نیز بوی تبرک و انتفاع گیرند امام شافعی گفتہ ست کہ قبر موسی کاظم سلام اللہ علیہ تریاق اکبر ست مر قبول و اجابت دعا را و بعضی از مشایخ گفتہ اند کہ یافتم چہار کس را از اولیاء اللہ کہ تصرف میکنند در قبور مثل تصرف ایشان کہ در حالت حیات داشتند یا زیادہ ازان شیخ معروف کرخی و شیخ محی الدین عبد القادر جیلی و دو کس دیگر را ذکر کردہ از مشایخ و بعضی علما مذہب ست در استمداد بقبور و قصد انتفاع بدان خلافی ہست چنانچہ شیخ کمال الدین بن ہمام نقل کردہ ست واللہ اعلم ابو محمد مالکی گوید کہ قصد انتفاع میت بدعت ست مگر در زیارت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم و در زیارت قبور سایر مرسلین علیہم السلام امام تاج الدین سبکی گوید کہ استثنای وی قبور شریفہ انبیا را صحیح ست و حکم او بہ بدعت در غیر آن منظور فیہ ست انتہی دیکھیے کہ معترض صاحب نے جو عبارت نقل کی تھی سو اسکو شیخ عبد الحق نے ابو محمد مالکی سے نقل کیا ہے پھر امام سبکی سے انکار ذکر کردیا اور سابق میں جواز بیان کیا پس معترض صاحب کے

شاید ماقبل و مابعد کی عبارت نظر نہ آئی یا ابلہ فریبی کے لئے چھوڑ دی یا نقل کرنہیں کسی کی پیروی کی ہے **قولہ** اور شامی میں لکھا ہے وقال السبکی یحسن التوسل بالنبی الی ربہ انتہی **اقول** یہ عجیب استدلال ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور سب صلحای اموات سے توسل جایز نہونے پر اسمین کچھہ بھی ذکر نہیں جو معترض صاحب کو مفید ہو اور اسکے جواز کو مانع بھی نہیں جو ہمیں مضر ہو علاوہ برین امام سبکی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سوای باقی صالحین سے توسل کرنیکے مجوزین سے ہیں چنانچہ شفاء الاسقام میں کہا ہے وکذلک یجوز مثل ہذا التوسل بسایر الصالحین وہذا شئ لا ینکرہ مسلم بل متدین بملة من الملل انتہے پس امام سبکی کے کلام کو جو شامی نے نقل کیا ہے اپنی سند تصور کرنا کمال بصارت پر دلالت کرتا ہے فافہم **قولہ** اور وجہ تخصیص رسول کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں اور سنتے ہیں اور سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کی نسبت حیات ثابت نہیں **اقول** انواع حیات کے متفاوت ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اکمل واتم ہے شیخ جلال الدین السیوطی نے تنویر الحلک میں لکھا ہے فحصل من مجموع ہذہ النقول

والاحادیث ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم حی بجسدہ وروحہ وانہ یتصرف ویسیر حیث شاء فی اقطار الارض وفی الملکوت وہو بہیئتہ التی کان علیہا قبل وفاتہ لم یتبدل منہ شئ وانہ مغیب عن الابصار کما غیبت الملائکة مع کونہم احیاء باجسادہم فاذا اراد اللہ رفع الحجاب عمن اراد اکرامہ برؤیتہ رآہ علی ہیئتہ التی ہو علیہا لا مانع من ذلک ولا داعی الی التخصیص برؤیة المثال انتہی

ترجمہ ۔ پس حاصل ہوا تمام ان منقول اور احادیث سے تحقیق کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اپنے جسد اور اپنی روح سے اور بیشک آپ تصرف کرتے ہیں اور سیر کرتے ہیں جہاں چاہتے ہیں اطراف زمین میں اور ملکوت میں اور حضرت اپنے اسی صورت میں ہیں جو جیسی از وفات تھی کچھہ چیز آپکی ذات سے تبدیل نہیں ہائی اور بیشک غایب ہیں آنکھوں سے جیسا کہ غایب ہیں ملایکہ باوجودیکہ وے زندہ ہیں اپنے اجسام سے پھر جب ارادہ کرتا ہے اللہ تعالے اوٹھا دینا حجاب کا اوس شخص سے جسکو کرم کرنا چاہتا ہے آنحضرت کی رویت سے تو دیکھتا ہے آپ کو اسی حالت پر جو آپ اسپر ہیں کوئی چیز مانع نہیں ہے اس سے اور نہ کوئی چیز داعی ہے خاص کرنے کو رویت مثالی سے

اور مردون کو بھی حیات ثابت ہے اگرچہ درجہ میں اس سے کم ہے چنانچہ احادیث وآثار واقوال علما اسپر دلالت کرتے ہیں شیخ جلال الدین السیوطی نے بشری الکئیب بلقاء الحبیب اور شرح الصدور میں لکھا ہے اخرج ابن ابی الدنیا

فی کتاب القبور عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من رجل یزور قبر اخیہ ویجلس علیہ الا استانس بہ ورد علیہ حتی یقوم واخرج ایضا

ترجمہ ۔ روایت کی ہے ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ بیشک فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے کوئی مرد جو زیارت کرتا ہو قبر کی اپنے بھائی کی اور بیٹھتا ہو اسپر مگر وہ انس لیتا ہے اس سے اور جواب سلام کا دیتا ہے جب تک کہ اٹھے اور بھی روایت کی ہے ابن ابی الدنیا

وقد علم النبي صلى الله عليه وسلم امته اذا زاروا القبور ان يقولوا سلام عليكم اهل الديار من المومنين والمسلمين وانا ان شاء الله بكم لاحقون رحم الله المتقدمين منا ومنكم والمتاخرين نسال الله لنا ولكم العافية فهذا السلام والخطاب والنداء لموجود يسمع ويخاطب ويعقل ويرد وان لم يسمع المسلم الرد انتهى اور اسی کتاب میں ہے

حالانکہ تعلیم فرمائی ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو کہ جب زیارت کریں قبروں کی تو کہیں سلام علیکم الخ یعنی سلام ہے تم پر اے اہل الدیار مومنین و مسلمین سے اور ہم انشاء اللہ تمہارے ساتھ لاحق ہونگے رحم کرے اللہ متقدمین کو ہم سے اور تم سے اور متاخرین کو ہم سوال کرتے ہیں اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت پس یہہ سلام اور خطاب اور نداء واسطے موجود کے ہے جو سنتا ہے اور خطاب کیا جاتا ہے اور فہم کرتا ہے اور جواب دیتا ہے اگرچہ سلام کرنیوالا نہیں سنے جواب کو ۔۱۲

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حدیث جو اپنے وفات کے وقت کہی سو بیان کر کے لکھا ہے ۔

تدل على ان الميت يستانس بالحاضرين عند قبره ويسر بهم انتهى اور بھی اسی کتاب میں لکھا ہے

ترجمہ۔ پس دلالت کرتی ہے یہہ حدیث کہ میت انس لیتی ہے ان لوگوں سے جو حاضر ہیں اسکی قبر پاس اور سرور ہوتی ہے اُنسے ۔۱۲

واما قوله تعالى وما انت بمسمع من في القبور فسياق الآية يدل على ان المراد منها ان الكافر ميت القلب لا يقدر على اسماعه سماعا ينتفع به كما ان من في القبور لا يقدر على اسماعهم سماعا ينتفعون به ولم يرد سبحانه ان اصحاب القبور لا يسمعون شيئا البتة كيف وقد اخبر النبي صلى الله عليه وسلم انهم يسمعون خفق نعال المشيعين واخبر ان قتلى بدر سمعوا كلامه وخطابه وشرع السلام عليهم بصيغة الخطاب للحاضر الذي يسمع واخبر ان من سلم على اخيه المومن رد عليه السلام وهذه الآية نظير قوله انك لا تسمع الموتى ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرين انتهى اور بھی ابن قیم نے کہا ہے

ترجمہ۔ اور اما قول اللہ تعالی کا وما انت بمسمع الخ پس سیاق آیت کی دلالت کرتی ہے کہ مراد اس سے یہہ ہے کافر مردہ دل ہے اسکو ایسے سنانے کی قدرت نہیں ہے جس سے اسکو نفع حاصل ہو جیسا کہ وہ لوگ جو قبروں میں ہیں سو قدرت نہیں ہے انکو ایسے سنانے کی جس سے انکو نفع حاصل ہو اور اللہ سبحانہ نے یہہ ارادہ نہیں کیا کہ اصحاب قبور کسی چیز کو بالکل نہیں سنتے ہیں کیونکر یہہ ارادہ ہو سکیگا حالانکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اموات سنتے ہیں پیچھے چلنے والوں کے نعلوں کی حرکت کو اور خبر دی ہے کہ اپنے کلام اور خطاب کو بدر کے مقتولوں نے سنا اور شروع فرمایا سلام کرنیکو اموات پر خطاب کے صیغہ سے واسطے حاضر کے جو سنتا ہے اور خبر دی کہ جسنے سلام کیا اپنے مومن بھائی پر تو وہ سلام کا اسکے جواب دیتا ہے اور یہہ آیت نظیر ہے قول کی اللہ کے انک لا تسمع الموتی الخ ۱۲

الاحاديث والآثار تدل على ان الزائر متى جاء علم به المزور وسمع سلامه وانس به ورد عليه السلام

ترجمہ۔ احادیث اور آثار دلالت کرتے ہیں کہ زائر جس وقت آیا تو جانتا ہے اسکو زیارت کیا گیا اور سنتا ہے اسکے کلام کو اور انسیت لیتا ہے اسکے اور جواب دیتا ہے اسپر سلام کا

ہذا عام فی حق الشہداء وغیرہم وانہ لا یوقت فی ذلک انتہی
قسطلانی نے مواہب اللدنیہ مین لکھا ہے قولہ تعالی انک لا تسمع الموتی
منافی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انہم الآن یسمعون لان الاسماع
ابلاغ الصوت من المسمع فی اذن السامع فاللہ تعالی
الذی اسمعہم بان ابلغہم صوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الخ انتہی یہ حب علم و سماع دوسرے اہل قبور کو ثابت ہے تو

اور یہ عام ہے حق مین شہدا کے اور انکے غیر کے اور اس مین کسی وقت کی تخصیص نہین ہے ۱۲
ترجمہ۔ قول اللہ تعالی کا انک الخ یعنی تحقیق کہ تم نہین سناتے مردون کو
منافی نہین قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تحقیق کہ وے اب سنتے ہین
کیونکہ اسماع یعنے سنانا وہ ہے کہ پہنچانا آواز کو سنانیوالے سے کان مین سننے والے کے پس اللہ تعالی
وہی ہے جو سنایا انکو اسطرح کہ پہنچایا انکو آواز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
ساتھ اسکے ۱۲

غرض صاحب حاشیہ کے وجہ تخصیص کی بنا منہدم ہوگئی اور حلفائے اہل قبور سے استمداد و توسل بصیغہ خطاب جایز ہوا۔ اور وہ جو معترض صاحب
ذکر کرتے ہین کہ سواے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کی نسبت حیات ثابت نہین سو غفلت ہے نص قرآنی سے
ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء
عند ربہم یرزقون **قولہ** اور بعض فقہا مطلقا منع کرتے ہین

یعنی نہ سمجھ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ مین مردے بلکہ زندہ ہین
اپنے رب کے یہان روزی پاتے ہین ۱۲

اقول یہ قول ضعیف ہے کما سبق **قولہ** ابوبکر بن شیبہ نے اپنے مصنف مین روایت کی ہے حدثنا زید بن خباب
حدثنا جعفر بن ابراہیم من ولد ذی الجناحین قال حدثنی علی بن عمر عن ابیہ عن علی بن حسین انہ رای رجلا
یاتی فرجۃ کانت عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیدخل فیہا فیدعو فقال الا احدثک بحدیث سمعتہ
عن ابی عن جدی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تتخذوا قبری عیدا ولا بیوتکم قبورا وصلوا علی فان
صلوتکم وتسلیمکم تبلغنی حیث کنتم انتہی **اقول** اس عبارت کیطرف جب ہمنے نظر ڈالی تو اسمین کئی
خطا ان کتابت کے موجود ہوتی ہین اسلئے ہم اولا اسکی تصحیح کر دیتے ہین اور ثانیا اس استدلال پر کلام کرتے ہین سنئے
ابوبکر بن شیبہ تحریر پایا ہے وہ غلط ہے اور صحیح ابوبکر بن ابی شیبہ ہے اور زید بن خباب تحریر پایا ہے وہ غلط ہے اور صحیح زید
بن حباب ہے اور فقال لکھا گیا ہے اور صحیح فدعا فقال ہے اور سمعتہ عن ابی لکھا گیا ہے اور مذکور کتاب مین سمعتہ من ابی ہے
اور حیث کنتم لکھا گیا ہے اور مذکور کتاب مین حیث ما کنتم ہے فتشکر اب ہم کہتے ہین کہ اس روایت مین علت ہے جس سے قابل حجت
نہین ہو سکتی کیونکہ جعفر بن ابراہیم جو اسکا راوی ہے مجہول ہے اصحاب صحاح ستہ اس سے روایت نہین کرتے ہین اور علی
بن عمر کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے تقریب مین مستور کہا ہے اور شیخین اس سے روایت نہین کرتے ہین اور زید بن حباب کو امام احمد

ہے ہین کہ صدوق کثیر الخطا چنانچہ ذہبی نے میزان مین اسنے نقل کی ہی اور ابن حبان نے کہا یخطی نیعتبر حدیثہ اذا روی

ن المشاہیر واما روایتہ عن المجاہیل ففیہا المناکیر ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب مین اسنے نقل فرمائی ہے

ور بخاری نے اپنی صحیح مین اس سے روایت نہین کرتا الحاصل یہ روایت معلول ہے قابل حجت نہین بر فرض تسلیم اس شخص نے

صلوۃ وسلام کو قبر شریف کے نزدیک ادا کرنا لازم تصور کیا تہا اسی لئے وہان بتکلف آنا ہوتا تہا چنانچہ اسکے تکلف پر دلالت

تا ہے وہ جو مذکور روایت مین واقع ہے یعنی الفرجۃ کانت عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیدخل فیہا اور قاضی اسمعیل نے

[illegible]

باب فضل الصلوۃ مین ابی جعفر بن ابراہیم کی طریق سے اسطرح روایت کی ہے ان رجلا کان یاتی کل غداۃ فیزور قبر

النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویصلی علیہ ویصنع من ذلک

ما انتہرہ علیہ علی بن الحسین فقال لہ ما یحملک علی ہذا

قال احب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ علی بن الحسین

ہل لک ان احدثک حدیثا قال نعم الخ پہر اس سے

ترجمہ ۔ تحقیق ایک مرد آتا تہا ہر صبح کو پہر زیارت کرتا تہا قبر کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اور درود پڑہتا تہا آنحضرت پر اور کرتا ایسی ہی چیزیں پہر جہڑکا اسپر علی بن الحسین نے پس کہا اسکو کیا چیز تجہکو اس پر حمل کرتی ہے تو اوسنے کہا کہ مین دوست رکہتا ہون تسلیم کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر پس کہا اسکو علی بن الحسین نے کیا تجہکو حدیث کہون کہا کہ ہان ۱۲

پایا جاتا ہے کہ مذکور شخص قبر شریف پاس ہر روز بتکلف حاضر ہونا محض تسلیم کیلئے تہا جسکو وہ دوست رکھتا تہا تو اس سے

ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے تصور کیا تہا کہ تسلیم کیلئے قبر شریف کے نزدیک حاضر ہونا لازم ہے اسلئے علی بن الحسین رضی اللہ عنہما نے

اسکو حدیث سنادی کہ صلوۃ وتسلیم ہر کہین سے بھیجین تو حضرت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتی ہے پہر پہلا جملہ یعنی لا تتخذوا

قبری عیدا اسکے حدیث ہی سے صریح مفہوم ہوتا ہے سو وہ محض تکلف کیطرف راجع ہے علاوہ برین وہ شخص قبر شریف کے نزدیک آنا

ادب کا خلاف تہا اسی لئے فقہا بہی اس سے منع کرتے ہین چنانچہ طوالع الانوار مین لکھا ہے وجزم اصحابنا

باستحباب وقوف الزائر علی نحو اربعۃ اذرع من البادیۃ

التی عندہ اسلا یقرب ادنی من ذلک فانہ لیس

من شعار آداب الابرار قالہ علی القاری ومال الیہ النووی

ترجمہ ۔ اور جزم کیا ہے ہمارے اصحاب نے مستحب ہونیکا کہ زائر کہڑا ہو چار ہاتھ ستون سے جو قبر شریف پاس ہے نزدیک نہین ہووے کمتر اس سے کیونکہ وہ نہین ہے شعار سے آداب ابرار کے کہا اسکو ملا علی القاری نے اور میل کیا اسطرف نووی نے ۱۲

نہین سقط الاحتجاج قولہ باب کبیر کے آخر باب مین لکھا ہے رایت الشیخ الامام الاجل ابا القاسم منصور

بن علی البخاری نے مقبرۃ سیدی ابی محمد عبد القادر الجیلانی طاب ثراہ رای رجلا یمشی مستقبلا

قبا الاضریح قد السلطان ... یدعوا الی حضرۃ اللہ تعالیٰ ثم الشیخ بین یدیہ

جل یاایها الشیخ السلام علیك فرد السلام فقال انك مبتدع قولا وفعلا فاما قولك هذا لا یروی
باب النبی صلے اللہ علیہ وسلم واما فعلك بتقبیل الارض اقرب الی السجدۃ قبیح انتہی **اقول**
ظاہر ہی کہ شیخ کا انکار اس مرد کے فعل وقول پر اسلیئے تھا کہ فعل اسکا تقبیل مشابہ بسجود تھا اور قول اسکا جو مشتمل لفظ
ۃ پر ہی مسموع سلف سے نہین تھا کیونکہ لفظ حضرت کے معنے درگاہ اور نزدیکی کے ہین اور کنایہ کیا جاتا ہی نفس جل سے
لفظ یہان ذات باری پر اطلاق کیا گیا ہی حالانکہ اسماء ذات وصفات باری تعالی کے سب توقیفی ہین
بت ہونا شرع سے ضرور ہی چونکہ ایسا مروی نہ تھا اسلیئے مذکور شیخ نے اسپر انکار کیا یہہ انکار مضمون قول خذ بیدی
ۃ اللہ پر نہین کیونکہ اسمین نہ استقلال کا شایبہ ہی اور نہ شرک کا اور اسکے سلام کا جواب دینا بھی اسکے شرک نہونے
کرتا ہی پھر اگر اس قول کے مضمون پر انکار کرتا ہوتا یون کہتے انك مبتدع اعتقادا وفعلا دیکھو ایسا لفظ
القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے قصیدہ مشہورہ مین ماخوذ ہوا ہی اور تمامی حضرات صوفیہ رضی اللہ عنہم اسکو متبرک
ین یا حبیب الالہ خذ بیدی ۔ بہر حال قول مخصوص پر انکار کرنے سے اسکے مضمون کا انکار جو مشتمل استمداد پر ہے
ین آتا اور یہی نحو بعض نوع مجاز نہ ہی جو سابق مین ہمنے اسکو ثابت کر دیا بہت سے اقوال سے چنانچہ اسمین قول
اللہ کا بھی سند ہی اور بعض متاخرین لفظ حضرت کو مجازا للتعظیم کے باریتعالی کیطرف منسوب کرتے ہین
نزلۂ اختلاف فقہا کے ہی **قولہ** اور غرایب فی تحقیق المذاہب مین لکھا ہی رای الامام ابو حنیفۃ من یاتی
الصلاح فیسلم ویخاطب ویتکلم ویقول یا اهل القبور هل من خبر عندکم انی اتیتکم ونادیتکم
ولیس سوالی منکم الا الدعاء فهل دریتم ام غفلتم فسمع ابو حنیفۃ بقول یخاطبهم فقال هل اجابوا
ال فقال لا فقال سحقا لك وتربت یداك کیف تکلم اجسادا لا یستطیعون جوابا ولا یملکون شیئا ولا یسمعون
ۃ وما انت بمسمع من فی القبور انتہی **اقول** جانیو کہ تکملہ آیت کا ایسا ہی ان اللہ یسمع من یشاء
یسمع من فی القبور لفظ من یشاء کے عموم سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ میت قبر مین سماع کی قابل ہے
ماع اللہ تعالی کے اسماع پر موقوف ہی اور یہہ آیت بعینہ نظیر انك لا تهدی من احببت ولكن اللہ
یهدی من یشاء کی ہی جیسا ہدایت کے ایک نوع کو اللہ تعالی اپنے سے خاص کیا اور اس نوع کو دوسرون سے نفی کیا
ن ایک نوع اسماع کو اپنے سے خاص کیا اور اسکو دوسرون سے نفی کیا اور ہمنے سابق مین کو آیت سے جو کلام متعلق تھا بیان کیا ہی

(بین السطور حواشی: ترجمہ: اللہ سناتا ہی جسکو چاہتا ہی — ترجمہ: تو نہین ہدایت دیتا ہی جسکو تو دوست رکھتا ہی اور لیکن اللہ ہدایت دیتا ہی جسکو چاہتا ہی)

اور درصورت تسلیم اس امر کے کہ امام ابوحنیفہ اس آیت سے مستدل ہوئے ہون اگرچہ ہم اسکا جواب بخوبی دے سکتے ہین کہ اسکا قول ھل
من خیر اور فھل دریتم استفہام کے صیغہ سے دلالت کرتا ہے کہ وہ جواب سننے کا منتظر ہے اسی لئے امام نے اسپر حجت
تمام کرنیکے لئے اس سے استفسار کیا ھل اجابوا الث پھر اسپر عتاب کیا کیونکہ وہ از راہ سے انکا کلام سننے کا مستعد
نہین رکھتا تھا لیکن صاحب کتاب صراط المستقیم نے اخیر مین اس کتاب کے جو امداد کہ جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور جناب
سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت غوث الثقلین اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رضوان اللہ علیہما
بدون حاضر ہونے انکے مرقد و کے اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرقد پاس حاضر ہو کے اپنے مرشد کو پہونچ
گئی کے اسکا بیان نہایت تفاخر سے کیا ہے سوا امداد کے ثبوت کیلئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا جو جواب ہوگا ہمارا
بھی وہی جواب ہے **قولہ** شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم نے صراط المستقیم مین لکھا ہے آہ **اقول** یہ وہی کتاب ہے جسکا حال
کشف الظنون مین یون لکھا ہے صراط المستقیم والرد علی
اھل الجحیم لابن تیمیۃ احمد الحنبلی فیہ اشیاء لا ینبغی
ان یذکر کتکفیر عبد اللہ بن عباس علی ما نقلہ السیسی
فی کتابہ للرد علیہ انتہی سبحان اللہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

یعنی۔ صراط المستقیم والرد علی اہل الجحیم
تالیف ہے ابن تیمیہ احمد حنبلی کی اسمین ایسی چیزین ہین جنکا نہ
کہ ذکر کیا جائے جیسا تکفیر عبد اللہ بن عباس کی نقل کی ہے سیسی نے
اپنی کتاب مین جو اسکا رد تالیف کیا ہے ۔۱۲

صحابی جلیل القدر ہین تمام امت پر انکی جلالت و بزرگی ظاہر ہے اور انکی ثنا مین بہت احادیث وارد ہوئی ہین پھر انکی تکفیر کرنیوالا
کافر ہے دین ہے اور دینی کتاب انکی جلانیکے ہے۔ اب اسکے مولف کا حال کچھ سماعت فرمائیے کہ وہ احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام
بن عبد اللہ مشہور بہ ابن تیمیہ ہے عالم و حافظ تھا علوم مین مہارت رکھتا تھا حفظ و اتقان مین کمال رکھتا تھا لیکن اسکی عقل مین
نقصان تھا عقیدہ ایمان مین خلل تھا اکابر دین و صحابہ جلیل القدر جیسے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے جناب مین کلمات غیر جایزہ کہتا تھا اور اجماع کے برخلاف مسایل اختراع کرتا تھا جسکی
سلاطین کے جانب سے بارہا اسکو قید ہوئی ہے چنانکہ مرنے وقت دمشق کے قلعہ مین مقید تھا اور مرنیکے چند روز پیشتر
دوات قلم کاغذ اسکو نہین دینے کی تاکید ہوئی تھی الغرض ابن تیمیہ کوئی منقول و روایت اگر بیان کی تو اسکا وہ قول
مقبول ہے اگر اپنے جانب سے مسایل وغیرہ بیان کئے تو وہ مردود ہے قابل التفات نہین جیسا کہ زمخشری باوجود علم مین تبحر
رکھنے کے معتزلی مذہب تھا اسلئے مذہبی امور مین اسکا قول معتبر نہین دوسرے امور مین اسکا قول حجت ہے چنانچہ شیخ

الى طريق الصواب فشكر الله تعالى مسعاه وادام عليه
سحايب رحمته ورضاه آمين انتهى اور بھی لکھا ہے
وما وقع من ابن تيمية مما ذكروان كان عثرة لا تقال ابدا
ومصيبة يستمر عليه شؤمها دواما مرمثالين تعجيب
فانه سولت له نفسه وهواه وشيطانه ان ضرب مع
المجتهدين بسهم صائب وما درى المحروم انه اتى باقبح
المعايب اذ خالف اجماعهم في مسايل كثيرة وتدارك
على ائمتهم سيما الخلفاء الراشدين باعتراضات سخيفة
شهيرة واتى من نحو هذه الخرافات بما تمجه الاسماع وتنفر عنه
الطباع حتى تجاوز الى الجناب الاقدس المنزه سبحانه وتعالى
عن كل نقص انتهى اور علامہ شيخ ابن الطيب المغربي المالكی نے
شرح حزب الامام النووی مين لکھا ہے انكر الشيخ ابن تيمية
الاحزاب وردها ردا شنيعا وبالغ في ابطالها وتعقبوه
وبالغوا في الانكار عليه وصرحوا بانه مسلم له في الحفظ والاتقان
مطعون عليه في عقايد الايمان مملوء بنقص العقل فضلا عن العرفان
بل بالغ بعض فنسبه بعد الزندقة الى الكفران وسئل عنه
امام الائمة التقي السبكي فقال هو رجل علمه اكبر من عقله
قال الشيخ زروق ومقتضى ذلك ان يعتبر بنقله لا تصرفه
في العلم فلا يعتد بانكاره ولا يلتفت الى تصرفه واعتباره
انتهى اور امام يافعی نے مراۃ الجنان مين اسکے حال مين جو لکھا ہے وہ
... مسايل غريبة انكر عليه فيها وحبس بسببها مباينة

طریق صواب کو واضح فرمایا ہے سو اللہ تعالی انکی سعی کی جزا دیوے اور ان پر
رحمت و رضوان کو دایم رکھے آمین ۱۲ —

ترجمہ ۔ اور جو واقع ہوا ہے ابن تیمیہ سے جو کو ہوا اگر چہ ایسی لغزش ہے کہ ہمیشہ اس سے درگزر نہیں کیا جاتا
اور ایسی مصیبت ہے جسکی نحوست ہمیشہ اسپر دایم رہتی ہے کچھ عجب نہیں
کیونکہ فریب دیا ہے اسکو اسکے نفس اور خواہش اور شیطان نے کہ اوسنے مارا ہے
مجتہدین کے ساتھ تیر صایب حالانکہ نہیں جانا اس محروم نے کہ آپ لایا ہے برے
عیبونکو کسواسطے کہ مخالفت کی ہے اجماع مجتہدین کی بہت مسایل مین اور اعتراض کیا
ایمہ مجتہدین پر خصوصا خلفاء راشدین پر بیہودہ اعتراضات
مشہورہ اور لایا ہے ان خرافات سے وہ چیز کہ کان رد کرتا ہے اور طبیعت اس سے
نفرت کرتی ہے یہانتک کہ تجاوز کیا جناب اقدس طرف جو منزہ ہے
ہر نقص سے ۱۲ ۔

ترجمہ ۔ انکار کیا شیخ ابن تیمیہ نے
حزبون کو اور اسکو رد کیا برا رد ۔ اور مبالغہ کیا اسکے باطل کرنے مین اور علما نے اسکا تعقب کیا
اور مبالغہ کیا اسپر انکار کرنے مین اور تصریح کردی کہ ابن تیمیہ مقبول ہے حفظ اور اتقان مین
اور مطعون ہے عقاید ایمان مین اور معیوب ہے کم عقلی سے چہ جاۓ کہ اسکو عرفان ہو
بلکہ مبالغہ کیا ہے بعضون نے پس اسکو منسوب کیا بعد زندیقی کے کفر طرف اور سوال کئے گئے اسکے حال سے
امام الایمہ تقی الدین السبکی پس فرمایا کہ وہ ایک مرد ہے اسکا علم بڑھکر اسکی عقل سے
اور شیخ زروق نے کہا کہ مقتضی اسکا یہ ہے کہ معتبر جانے اسکی نقل کو معتبر نجانے اسکے تصرف کرنے کو
علم مین پس کچھہ شمار نکرے اسکے انکار کا اور التفات نکرے اسکے تصرف و اعتبار
ترجمہ ۔ اور ابن تیمیہ کے ...
... مسایل مین جنکا انکار کیا گیا ہے اسپر اور اسکو قید مین ڈالا گیا انکے سبب سے جو ...

غفر الله عنكم سيأتكم برحمتك يا ارحم الراحمين ثلاثمائة
وثلاث عشرة مرة وفعل ذلك عشر ليال متوالية رفوش
حصول ما اشكل عليه من حاجته الضرورية فقضى الله تعالى
حاجته انتهى ورأيت بخط جدي وكان من اكابر العلماء
الناسكين والاولياء المخلصين انه وجد بخط شيخه
عبد الحليم وكان من اكابر عباد الله الصالحين ان من كان
له حاجة فليذهب الى قبر صالح يوم الجمعة قبل عصر
فليجلس جاثيا عند راس القبر متوجها الى القبلة متوضيا
ويقرأ سورة الفاتحة مرة وآية الكرسي مرة والزلزلة مرتين
والتكاثر ثلاثا والاخلاص عشرا وآية فلله الحمد آخر الجاثية
ثلاثا ويكبر تكبيرة العيدين ثلاثا وهي الله اكبر الله اكبر
لا اله الا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد ويصلي على النبي
صلى الله عليه وسلم اولا وآخرا سبعا بهذه الصيغة صلى الله
على محمد النبي الامي وآله كما هو اهله ويجعل ثواب ذلك
صاحب القبر ويسال حاجته من ربه تعالى وحده ولا يقول
يا صاحب القبر يا فلان اقض حاجتي او سلها لي من الله تعالى
وكن لي شفيعا عند الله تعالى بل يقول يا من لا يشرك
في حكمه احد اقض لي حاجتي هذه وحيدا كما خلقتني وحيدا
يكرر هذه الكلمات سبعا فان الله تعالى يحضر له روح
صاحب القبر في تلك الساعة فيشفعه له ويقضي حاجته
اهو من المجربات انتهى

مغفرت ستہ کرے اللہ تمہارے گناہوں کو بوسیلہ رحمت تیری کے اے ارحم الراحمین
تین سو تیرہ بار اور کرے ایسا دس راتیں پے در پے اور ثابت کر سکے
اپنے ضروری حاجت کو جسکی تکلیف ہو ... وہ اگر وہ کیا ادا کیا
اسکی حاجت کو تمام ہوا ... اور دیکھا ہم نے اپنے دادا کے خط سے
اور وہ اکابر علما ناسکین اور اولیا مخلصین سے تھے اور انہوں نے پایا اپنے شیخ
عبد الحلیم کے خط سے اور وہ تھے اللہ کے اکابر بندگان صالحین سے تحقیق کہ
جسکے لئے ہو کوئی حاجت تو جاوے قبر پاس نیک شخص کے روز جمعہ عصر کے آگے
پھر بیٹھے دو زانو قبر کے سرہانے متوجہ ہوکر قبلہ طرف در حالیکہ با وضو ہوئے
اور پڑھے سورۂ فاتحہ ایکبار اور آیۃ الکرسی ایکبار اور سورۃ الزلزلۃ دو بار
اور سورۃ التکاثر تین بار اور سورۂ اخلاص دس بار اور آیت فللہ الحمد
آخر سورۃ الجاثیہ کے
تین بار اور تکبیر کہے مثل تکبیر عیدین کے تین بار اور وہ یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر
لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد اور درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر
اول اور آخر سات بار اس صیغہ سے صلی اللہ علی محمد النبی الامی
وآلہ کما ہو اہلہ اور کر دے ثواب اس کا
واسطے صاحب قبر کے اور سوال کرے اپنی حاجت اپنے رب سے تنہا اور نہ کہے
اے صاحب قبر اے فلان بر لاؤ میری حاجت یا سوال کر واسطے اسکے اللہ تعالی سے
یا ہو جاؤ میرے لئے شفیع اللہ تعالی پاس بلکہ کہے اے وہ شخص جو شریک نہیں ہے
اسکے حکم میں کوئی ایک روا کر میرے لئے میری حاجت یگانہ جیسا کہ پیدا کیا
تو نے مجھکو یگانہ
اور تکرار کرے ان کلمات کو سات بار پس تحقیق کہ اللہ تعالی حاضر کرتا ہے اسکے لئے
صاحب قبر کی روح کو اسی وقت پھر شفاعت کرتا ہے اسکے لئے اللہ تعالی پاس
اور روا ہوتی ہے اسکی حاجت
کہا کہ وہ مجربات سے ہے انتہی ۱۲

ہے کہ اگر کسی حاجت روائی کیلئے صلحا کی قبور پاس جا کر مذکور طریق سے دعا کرتے ہیں انکی ارواح حاضر ہو کر اللہ تعالے سے دعا کرتی ہیں شفاعت کرتی ہیں اور حاجت روا ہو جاتی ہے پس یہاں قبور سے استمداد نہیں تو اور کیا ہے پھر مذکور طریقہ دعا کرین تو صاحب قبر کی روح حاضر ہو کر شفاعت کرتی ہے تو صاحب قبر کو خطاب کر کے شفاعت چاہنے کی حاجت نہیں کہ دعا مقصود حاصل ہے اسلئے مذکور کتاب مین اسکی نفی کی گئی پس اس سے عدم جواز اسکا مستفاد نہیں ہوتا بہر حال عبارت کو جو اہل قبور سے استمداد کرنیکی دلیل تھی عدم جواز استمداد پر دلیل گردانا محض ابلہ فریبی ہے اور خیانت۔ فافہم

قولہ ابن قیم نے اغاثۃ اللہفان مین لکھا ہے الخ اقول یہہ وہی ابن تیمیہ کا شاگرد ہے جسکا حال سابق مین گذرا اور وہ اپنے استاد کے اختراع کئے ہوئے مسایل کی تابعداری کرتا تھا اہل سنت وجماعت کے پاس ان اختراعی مسایل مین اسکا قول قابل نہین اگرچہ منقولات وروایات مین اسکا کلام مقبول ہے شیخ ابن حجر مکی نے اپنے فتاوی مین لکھا ہے وایاک

ان تصغی الی ما کتب ابن تیمیۃ وتلمیذہ ابن قیم الجوزیۃ وغیرہما ممن اتخذ الٰہہ ہواہ واضلہ اللہ علی علم وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ فمن یہدیہ من بعد اللہ انتہی	ترجمہ ۔ اور پرہیز کر کان دہرنے سے اوس چیز کے جو لکھی ہے ابن تیمیہ اور اوسکے شاگرد ابن قیم جوزیہ اور ان دونون کے غیر نے جو بنا لیا ہے اپنا الٰہ اپنی خواہش کو اور گمراہ کیا انکو اللہ نے باوجود علم کے اور مہر کر دی اونکے کان اور دل پر اور کردیا انکی آنکہہ پر پردہ پس کون انکو ہدایت دیگا اللہ کے سوا سے ۱۲

قولہ بہر حال ان دونو نذہبونکے بموجب مزارات اولیا کی قبر پر جا کر بہی اس قسم کا توسل جایز نہین۔ اقول ہمنے سابق مین بیان کر دیا کہ وہ دونون مذہب ضعیف ہین صحیح مختار قول کے بموجب جایز ہے جسکو معترض صاحب نے پس پشت دہر دیا اصلا ذکر نہین کیا قولہ پس دور سے تو بدرجہ اولی جائز نہ ہوگا اقول یہہ بنای فاسد بر فاسد ہے قبر کے نزدیک سے توسل کرنیکا عدم جواز جب باطل ہو گیا تو دور دور سے توسل کے عدم جواز جو اسپر مبنی کیا تہا وہ بہی باطل ہو گیا اما معترض صاحب جو اونکے عدم جواز کے قایل ہین سو اونکی وجہ شاید وہ اولیا کے علم غیب کے ہونیکا زعم ہے سو ہم سابق مین اسپر کلام کر چکے اور بواسطہ اعلام الٰہی کے امور غیبیہ کا علم حاصل ہونیکا جواز ثابت کر چکے پس اولیا کو دور دور سے مدد کیلئے ندا کرین تو انکی ارواح کو اسکا علم بواسطۂ اعلام الٰہی کے حاصل ہونا اور شفاعت کرنا احادیث سے ثابت ہے چنانچہ شرح البرزخ مین لکھا ہے روی فی الاخبار ان الانسان اذا یصعب علیہ امر

فدعا ولیا من اولیاء اللہ تعالی فان کان حیا یسمعہ الریح ویبلغہ الیہ او یعلمہ الولی بکشف القلب وان کان میتا	ترجمہ ۔ مروی ہے اخبار واحادیث مین کہ انسان پر جب کوئی امر مشکل ہو جاتا ہے پس ندا کرے کسی ولی کو اللہ تعالی کے اولیا سے پہر اگر وہ زندہ ہے تو سنا دیتا ہے اونکو ہوا یا جان لیتا ہے وہ ولی کشف سے اور اگر وہ میت ہے

يسمعه الملائكة فيعين له بالشفاعة عند الله تعالى عليه المشايخ انتهى اگر بدون ندا کے اونسے توسل کریں تو بھی

تو سنا ہے میں نے اسکو فرشتے پس اعانت کرتا ہے اسکے لئے شفاعت سے اللہ کے نزدیک اور اسی پر ہیں مشایخ ۱۲

انکو اطلاع ہوتی ہے اور دعا کرتے ہیں پس ندا میں بطریق اولی ہے بلکہ اونسے سوال کریں او نکھا ہے شیخ عبد الوہاب شعرانی نے

مشارق الانوار القدسیہ فی بیان العهود المحمدیہ میں لکھا ہے فی سوالنا للوسايط سلوك الادب معهم وسرعة لقضاء حوايجنا ومن اين لامثالنا ان يعرف ادب خطاب الله عز وجل وقد سمعت سيدي عليا الخواص رحمه الله يقول اذا سالتم الله حاجة فاسئلوه بمحمد صلى الله عليه وسلم وقولوا اللهم انا نسالك بحق محمد ان تفعل لنا كذا فان لله ملكا يبلغ ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم ويقول ان فلانا سال الله بحقك في حاجة كذا وكذا فيسال النبي صلى الله عليه وسلم ربه في قضاء تلك الحاجة فيجاب لان دعاءه صلى الله عليه وسلم مستجاب قال وكذلك القول في سوالكم الله باولياءه فان الملك يبلغهم فيشفعون في قضاء تلك الحاجة والله عليم حكيم انتهى علاوہ برین زندگون کے اعمال سے

ترجمہ ہمارے سوال کرنے میں وسایط کیلئے سلوک ادب ہے انکے ساتھ اور سرعت ہے ہماری حوایج روا ہونے میں اور ہمارے امثال کے لوگ کہاں پہچان سکتے ہیں اللہ عز وجل کو خطاب کرنیکا ادب اور تحقیق کہ میں نے سنا ہے اپنے سردار علی الخواص رحمہ اللہ سے کہتے تھے کہ تم جب سوال کرو اللہ سے کسی حاجت کا تو سوال کرو اسکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ اور کہو اللہم سوال کرتے ہیں تیرے سے ساتھ حق محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے ایسا کر سے کیونکہ اللہ کو فرشتہ ہے پہنچاتا ہے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور کہتا ہے کہ فلان شخص اللہ کے پاس سوال کیا آپکے حق کے ساتھ ایسی و ایسی حاجت میں پس سوال کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے پاس اس حاجت کے روا ہونے میں پھر قبول ہو جاتی ہے کیونکہ دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مستجاب ہے کہا اور ایسا ہی ہے کلام تمہارا سوال کرنیمین اللہ سے اولیا کے وسیلے تحقیق کہ فرشتہ انکو پہنچاتا ہے پس شفاعت کرتے ہیں اس حاجت کے روا ہونے میں اور اللہ علیم حکیم ہے ۱۲

اموات مومنین کو اطلاع ہونا اور صلحا ہی اموات انکے لئے دعا کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے عن انس رضی الله عنه

يقول قال النبي صلى الله عليه وسلم ان اعمالكم تعرض على اقاربكم وعشايركم من الاموات فان كان خيرا استبشروا وان كان غير ذلك قالوا اللهم لا تمتهم حتى تهديهم كما هديتنا رواه الامام احمد والحكيم الترمذي وابن منده وعن ابي هريرة رضي الله عنه

یعنی روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق کہ تمہارے اعمال عرض کئے جاتے ہیں تمہارے اقارب و عشایر پر اموات سے پس اگر ہے عمل نیک تو خوش ہوتے ہیں اگر ہے غیر اسکا تو کہتے ہیں خدایا انکو موت مت دے یہانتک کہ انکو ہدایت دے جیسا کہ ہمکو تو نے ہدایت دی روایت کی اسکو امام احمد اور حکیم ترمذی اور ابن منده نے اور روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا تفضحوا موتاکم
بسیآت اعمالکم فانها تعرض علی اولیائکم من اهل القبور
رواه الدیلمی وابن ابی الدنیا وعن النعمان بن بشیر رضی الله
عنهما یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انه لم یبق
من الدنیا الا مثل الذباب تمور فی جوها الله الله فی
اخوانکم من اهل القبور فان اعمالکم تعرض علیهم
رواه الحاکم فی المستدرک والبیهقی فی شعب الایمان
باسناد صحیح اس مضمون کے اور بھی احادیث وارد ہوئی ہیں

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے مت فضیحت کرو تم اپنے مُردوں کو
اپنے برے اعمال کیونکہ وہ عرض کئے جاتے ہیں تمہارے والیوں پر
اہل قبور سے
روایت کی اسکو دیلمی اور ابن ابی الدنیا نے ۔ اور روایت ہے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے
کہتے تھے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق کہ باقی نہ رہا
دنیا سے مگر مثل مکھی کے جو تردد کرتی ہے اپنی آسمان و زمین کے
اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو
تمہارے بھائیوں میں اہل قبور سے کیونکہ تمہارے اعمال عرض کئے جاتے ہیں انپر
روایت کی اسکو حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں
صحیح اسناد سے ۱۲

پھر جب اعمال پر انکو اطلاع ہوئے اور دعا کرنا تو استمداد کیلئے ندا کرنے پر جو وہ بھی منجملہ اعمال کے ہے اطلاع ہونا اور دعا
بالضرور مذکور احادیث سے ثابت ہوتا ہے اما ارواح آپ سماعت کر لینا بلا واسطہ فرشتوں کے وہ بھی ممکن ہے منادی سے

روض النضیر میں لکھا ہے النفوس القدسیة اذا تجردت
عن العلائق البدنیة عرجت واتصلت بالملأ الاعلی
ولم یبق لها حجاب فتری الکل کالمشاهد بنفسها
او باخبار الملائکة وفیه سر یطلع علیه من تیسر له ذکره

ترجمہ ۔ نفوس قدسیہ جب مجرد ہوتے ہیں
بدنی تعلقات سے تو عروج کرتے ہیں اور متصل ہوتے ہیں فرشتوں کی سات
اور باقی نہیں رہتا ہے انکے لئے کوئی حجاب پس دیکھتے ہیں تمام کو جیسا کہ
معاینہ کرتے والا اپنی ذات سے
یا خبر دینے سے ملائکہ کے اور اسمیں ایک سر ہے جس پر مطلع ہوتا ہے وہ شخص
جسکے لئے تیسیر ہوا ذکر کیا اسکو قاضی نے ۱۲

القاضی انتهی اسکو ملا علی القاری نے بھی شرح مشکات میں قاضی سے نقل کی ہے اور شیخ جلال الدین السیوطی نے شرح الصدور

میں لکھا ہے وقال الحکیم الترمذی ان الارواح تجول فی البرزخ
فتبصر احوال الدنیا والملائکة تتحدث فی السماء عن احوال
الآدمیین انتهی ۔ اور کشف الالباب میں لکھا ہے

ترجمہ ۔ اور کہا حکیم ترمذی نے ارواح گردش کرتی ہیں برزخ میں
پس دیکھتے ہیں احوال دنیا کا اور ملائکہ سخن کرتے ہیں آسمان میں
احوال سے آدمیوں کے ۱۲

فان قلت الطول مقدار وصول الصوت ووقوع النظر
فرسخ فبین لنا نظیرا لوصول الصوت او النظر الی
اقطار الارض من عالم الشهادة الی عالم الغیب والبرزخ

ترجمہ ۔ پس اگر تو کہیگا کہ زیادہ درازی مقدار پہنچنے آواز کی اور واقع ہونے نظر کی
فرسخ ہے سو بیان کر ہمارے لئے نظیر پہنچنے آواز کی یا نظر کی
طرف اقطار زمین کے عالم شہادت سے عالم غیب و برزخ

فان تبيين الشيء بمثال يوجب سرعة الفهم في كل حال
فنقول منها حكى مجاهد ان ابرهيم عليه السلام
لما قيل له واذن في الناس بالحج ياتوك رجالا وعلى كل
ضامر قال يارب كيف اقول قال قل يا ايها الناس
اجيبوا ربكم فصعد جبل ابي قبيس فنادى يا ايها الناس
اجيبوا ربكم فاجابوا لبيك في اصلاب ابائهم وارحام
امهاتهم فكان ذلك اول التلبية فمن اجاب منهم مرة
حج مرة ومن اجاب مرتين حج مرتين وعلى هذا
يحجون بعدد ما اجابوا ومن لم يجب لم يحج كذا في
شرح الكنز للزيلعي وفي تفسير الجلالين وغيره
فانظر كيف سمعوا في اطراف الغبراء مع كونهم
في الاصلاب والارحام بالاذان من الخليل صلوات
الله على نبينا وعليه هذا الكلام مع بعد شقة و
حيلولة المسافة في البين فلا غرو ان يسمع على رغم
انوف الاغبياء المنكرين نداء الملهوفين رسول الثقلين
ويكون هذا مقرونا بتصديق المؤمنين و يومن به
من غير احتراز قلوب المؤمنين فانه لا يضر في وجوه
انكار العميان واصحاب البطالة ومنها ما في البدور
السافرة اخرج الترمذي والدارقطني واللالكائي
والآجري من طريق ابن عمر قال النبي صلى الله عليه وسلم
ان ادنى اهل الجنة منزلة من ينظر في ملكه مسيرة

کہ واسطے بیان کرنا کسی چیز کا مثال سے لازم کرتا ہے [illegible]
پس ہم کہتے ہیں [illegible] حکایت کی مجاہد نے کہ ابراہیم علیہ السلام
جبکہ کہا گیا ان سے [illegible]
اور سوار [illegible]
[illegible]
اجابت کرو اپنے رب کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
تو حج کیا ایک بار اور جس نے اجابت کی دو بار تو حج کیا دو بار [illegible]
حج کرتے ہیں بمقدار اجابت کی [illegible]
[illegible]
تشریح [illegible] اور تفسیر جلالین [illegible]
پس نظر کر کہ کسطرح سنا [illegible] کی اطراف [illegible]
اصلاب اور ارحام میں ندا [illegible] خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام
اس کلام کو [illegible]
حایل ہونے مسافت کے درمیان میں [illegible] نہیں کہ سماعت کریں
اغبیاء منکرین کے علی الرغم ندا [illegible] رسول الثقلین
اور یہ ہوگا ملا ہوا تصدیق مومنین سے [illegible]
بغیر احتراز کے دل مومنین کے کیونکہ ضرر نہیں دیتا [illegible]
انکار کرنا اندھوں کا اور اہل باطل کا [illegible] السافرہ
کہ روایت کی ہے ترمذی اور دار قطنی اور [illegible]
اور آجری طریق سے ابن عمر کے کہا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
تحقیق کہ کمتر درجہ اہل جنت سے وہ شخص ہے جو نظر کرے [illegible]

ام يرى اقصاه كما يرى ادناه فانظر كيف ينظر
الجنة مع ان ازواجهم يكون يومئذ في الاجسام
افة يقطع في الفي عام مع ان الارض كلها
شرق الى المغرب يطوى في مدة سنتين
او النظر فيها مسافة فرسخ او فرسخين فما لهم
ن بهذا الحديث ثم يستحيلون وصول نداء الواهبين
حبيب الى سيد الكونين مع ان روحه المقدس
عالم الغيب ورُفِع الاَينُ من البين ومنها
سبحانه قال في كتابه العزيز مخبرا عن اصحاب الجنة
ارباب التميز ونادى اصحاب الجنة اصحاب النار
وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فهل وجدتم ما وعد
حقا قالوا نعم ثم قال ونادى اصحاب النار
ب الجنة ان افيضوا علينا من الماء او مما
الله قالوا ان الله حرمهما على الكافرين فانظر
مع اصحاب الجنة و اصحاب النار بعض من بعض
كلام مع ان الجنة فوق السموات والنار تحت الارض
التي بينهما يقطع في سبعة الاف وهذا النداء
ب الجنة واصحاب النار انما يتحقق بعد الاستقرار
الدار وارواحهم يومئذ في الابدان من غير
لاي شيء يستغربون وصول النداء اليه
الصلاة والسلام الاغنياء الاشقياء انتهى

دو ہزار سال کی نظر آئیگا البعد اسکا جیسا کہ نظر آئیگا اقرب اسکا
پس دیکھو کہ کسطرح نظر کرینگے
اہل بہشت باوجودیکہ انکے ارواح رہینگے اس روز اجسام مین
ایسی مسافت کو جو دو ہزار سال مین طے کرتے ہین حالانکہ ساری زمین
مشرق سے مغرب تک طی کرتے ہین دو سال مین
اور تجاوز نہین کرتی نظر اسمین مسافت کو ایک فرسخ یا دو فرسخ کے پس کیا ہوا ہے اون عیبیاں
جو ایمان لائے ہین اس حدیث پر پہر محال جانتے ہین پہنچنے کو ندا سرگشتگان کی
دوسری طرف سے سید الکونین کے باوجودیکہ آپکی روح مقدس
مجرد ہے عالم غیب مین اور مرتفع ہوگیا ہے مکان درمیان سے اور اسی سے ہے
کہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب عزیز مین فرمایا درحالیکہ خبر دیتا ہے اصحاب جنت
اور دوزخ سے واسطے صاحبان تمیز کے ونادى اصحاب الجنة الخ یعنی اور
ندا کی اصحاب جنت نے اصحاب دوزخ کو
تحقیق ہم نے پایا ہے اس چیز کو جو وعدہ کیا تھا ہمکو ہمارے رب نے حق
پھر کیا پایا ہے تم نے اس چیز کو جو وعدہ کیا تھا
تمہارے رب نے حق۔ انہون نے کہا ہان اسکے بعد اللہ تعالی نے فرمایا
ونادى الخ یعنے اور ندا کی اصحاب دوزخ نے
اصحاب جنت کو کہ بہاؤ ہم پر تھوڑا پانی یا جو
روزی دی ہے تمکو اللہ نے وہ دے کہ مقرر اللہ نے حرام کیا ہے انکو
کافرون پر پس نظر کرو
کہ کسطرح سنتے ہین اہل جنت اور اہل دوزخ سب بعضے بعضون سے
اس کلام کو باوجودیکہ بیشک جنت فوق آسمانون کے ہے اور دوزخ تحت زمین کے
اور مسافت جو دونون کے درمیان ہے طے ہوتی ہے سات ہزار سال مین اور یہ ندا
اہل جنت اور اہل دوزخ سے نہین متحقق ہوگی مگر اسمین مستقر ہونے کے بعد
اور انکے ارواح اس روز اجسام مین رہینگے بلاشک
پس کس چیز کے سبب سے تعجب کرتے ہین پہنچنا ندا کا طرف
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یہہ اغنیا اشقیا ١٢

[illegible]

بہر حال ارواح اولیا کو دور دور سے استمداد کیلیئے ندا کرنیسے انکو اسکا علم حاصل ہونا اور انکے دعا سے اعانت کرنا جب ثابت
ہو گیا تو اب چند اقوال علما کے ذکر کرتے ہین۔ شیخ عبد الحق دہلوی نے تنبیہ اہل الفکر برعایۃ آداب الذکر مین لکھا ہے
چہارم مدد جستن بدل نزد شروع در ذکر بہمت شیخ کہ ذکر از وی دارد و اگر بزبان نیز ندا کند شیخ را و فریاد خواہد از وی نیز
رواست اگر حاجت بدان افتد گفت مولف کتاب رحمۃ اللہ علیہ گفت شیخ جبرئیل صحرا بادی چون آغاز کند ذکر را حاضر
آرد صورت شیخ را در دل و مدد جوید از وی زیرا کہ دل شیخ محاذی و مقابل دل شیخ شیخ ست تا حضرت نبویہ و دل نبی صلی اللہ
علیہ وسلم دایم التوجہ ست بحضرت اللہ تعالی شانہ و ہمیشہ روی دل وی بدان سوی ست پس ذاکر چون صورت شیخ در دل
بست و از نور ولایت وی مدد جست میرسد مدد ہا از حضرت الہیہ بر دل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و از دل سید المرسلین
بر دلہای مشایخ بتقریب ترتیب و میرسد تا بشیخ وی و از دل شیخ بدل وی پس توانائی می یابد بر کار فرمودن ذکر چہ طالب
در بدایت حال بمثال طفل ست کہ او را توانائی نیست بر کار فرمودن آلت بر وجہی کہ تاثیر کند و کار گر افتد و مقصود
بر آید اگرچہ شمشیر حق در دست اوست کہ ذکر ست اما توانائی بر شمشیر زدن جز بہمت صورت نہ بندد و فرمود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
الذکر سیف اللہ و قوت ید و بنی السیف بدست آید صلی اللہ علیہ وسلم قولہ تعالی وان استنصروکم فی الدین فعلیکم
النصر انتہی بخبسم بدانکہ مدد خواستن از شیخ مدد خواستن از حضرت پیغمبر ست صلی اللہ علیہ وسلم کہ نایب و جانشین اوست
واین اعتقاد را بجزم برخود بندد تا رفتہ رفتہ بیقین کشد انتہی اور مولوی شاہ عبد العزیز دہلوی نے تفسیر عزیزیہ مین لکھا ہے
بعضی از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند درینحالت (بعد موت ہا) ہم تصرف در دنیا دادہ
و استغراق انہا بہ جہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ باین سمت نمیگردد و اویسیان تحصیل کمالات باطنی از انہا
می نمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از انہا می طلبند و می یابند و زبان حال آنہا دران وقت ہم مترنم
باین مقالات ست ہ من آیم بجان گر تو آئی بتن۔ انتہی اور مشارق الانوار مین شیخ حسن العدوی الحمزاوی نے لکھا ہے

سئل شیخ الاسلام شہاب الرملی عما یقع من العامۃ
عند الشدائد یا شیخ فلان ونحو ذلک فہل للمشایخ اغاثۃ
بعد موتہم فاجاب بان الاستغاثۃ بالاولیاء والانبیاء
والصالحین والعلماء جایزۃ فان لہم اغاثۃ بعد موتہم

ترجمہ۔ سوال کیے گئے شیخ الاسلام شہاب الدین الرملی اس مسئلہ سے جو واقع ہوتا ہے عوام
نزدیک سختیون کے یا شیخ فلان اور مثل اسکے پس آیا واسطے مشایخ کے فریاد رسی کرنا ہے
بعد موت اپنے تو جواب دیا کہ استغاثہ کرنا اولیا اور انبیا
اور صلحا اور علما سے جایز ہے پس تحقیق کہ انکے لیے فریاد رسی ہے بعد موت اپنے

لحیاتهم فان معجزات الانبیاء کرامة للاولیاء انتهی

مثل حیات اپنے کیونکہ معجزات انبیا کے کرامت ہین واسطے اولیا کے ۱۲

اور کنز العباد مین لکھا ہے وچون آفتی وخوفی پدید آید یا چیزی هایل وهیبت نظر افتد در حال پناه بولایت شیخ دہد و از راه اندرون از دل شیخ مدد طلبد که همت ونظر ولایت شیخ دفع هر آفت ست اگر شیطانی واگر نفسانی ست دفع میکند انتهی اور کشط الالباب مین لکھا ہے واذا ثبت ان الانبیاء والاولیاء بعد الارتحال من هذا الدار اسمع وابصر من الاحیاء فان ناداهم بعض الملهوفین وطلب منهم التوسل والدعاء عند الله لکشف همومه واسا قال مثلا یا عبد القادر شیئا لله فلا نری به باسا شناعة ویکون طلبا للتوسل والشفاعة الخ فتامل

ترجمہ۔ اور جب ثابت ہوا کہ انبیا اور اولیا بعد انتقال کے اس دنیا سے زیادہ سننے والے اور زیادہ دیکھنے والے ہین زندگو نسے پس اگر ندا کرین انکو بعضی فریاد خواہ اور طلب کرین ان سے توسل اور دعا کو نزدیک اللہ کے اپنے اندوہ اور غم کو دور کرنے کے لیے اور کہا مثلا یا عبد القادر شیئا للہ تو ہم اسمین نہین دیکھتے کچہ گناہ اور برائی اور ہوگی یہہ طلب توسل وشفاعت ۱۲

عبارت سابق مین نقل ہوئی اور شیخ عبد الوہاب الشعرانی نے مشارق الانوار القدسیہ فی بیان العہود المحمدیہ مین لکھا ہے ان ارواح الانبیاء علیہم الصلوة والسلام لها الاطلاع والسراح فی البرزخ فلا یطلبهم انسان فی مکان الا یحضرون عنده واذا کان بعض الاولیاء یحضر عند مریده کل وقت طلبه فالانبیاء اولی بذلک والله واسع علیم

ترجمہ۔ یہ تحقیق کہ انبیا علیہم الصلوة والسلام کی ارواح کیلیے اطلاع ہے اور چھوڑے جاتے ہین برزخ مین پس طلب نہین کرتا ہے کوئی انسان کسی مکان مین مگر حاضر ہوتے ہین اسکے نزدیک اور جب بعضی اولیا حاضر ہوتے ہین نزدیک اپنے مرید کے ہر وقت کہ انکو طلب کیجیے تو انبیا اولی ہین بیچ اسکے اور اللہ واسع علیم ہے ۱۲

اور شیخ جلال الدین السیوطی نے تنویر الحلک فی امکان رویة النبی والملک مین لکھا ہے وفی مناقب الشیخ تاج الدین ابن عطاء الله عن بعض تلامذته قال حججت فلما کان فی الطواف رایت الشیخ تاج الدین فی الطواف ونویت ان اسلم علیه اذا فرغ من طوافه فلما فرغ من الطواف جئت فلم اره ثم رایت فی عرفة کذلک وفی سایر المشاهد کذلک فلما رجعت الی القاهرة سالت عن الشیخ فقیل طیب فقلت هل سافر قالوا لا فجئت الی الشیخ

ترجمہ۔ اور مناقب مین شیخ تاج الدین ابن عطاء اللہ کے انکے بعض شاگردون سے نقل کیا ہے کہ کہا مین نے حج کیا سو جب طواف مین تہا دیکھا شیخ تاج الدین کو طواف مین پہر قصد کیا کہ انپر سلام کرون جب کہ طواف سے فارغ ہووین پس جب فارغ ہوگئے طواف سے تو مین آیا سو اونکو نہین دیکھا پہر دیکھا انکو عرفہ مین ایسا ہی اور باقی مشاہد مین ایسا ہی پس جب پہنچے رجوع کیا مصر کیطرف تو سوال کیا شیخ کے احوال سے سو مجھکو کہا گیا کہ اچھے ہین پہر مین نے کہا کہ آیا سفر کو گئے تہے تو بولے کہ نہین پہر مین آیا شیخ پاس

وسلمت علیہ فقال من رأیت فقلت یا سیدی رأیتک فقال یا فلان الرجل الکبیر یملأ الکون او دعی القطب من حجرہ لاجاب فان کان القطب یملأ الکون فسید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام من باب اولی انتہی **قولہ**

اور سلام کیا انپر تو شیخ نے فرمایا کہ تو نے کسکو دیکھا سو مین نے کہا کہ یا سیدی مین نے آپکو دیکھا تو کہا کہ ای فلان مرد کبیر بھر جاتا ہے عالم موجودات مین اگر پکارا جاوے قطب حجرہ سے تو مقرر جواب دیگا پس اگر قطب بھر جاتا ہے عالم موجودات مین تو سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام بطریق اولی ہین ۔ ۱۲

ہم اول ثابت کر چکے مین الخ **اقول** ہم بھی اسکا بطلان اول بیان کر چکے **قولہ** مشابہت کیواسطے معنی شرک ضرور نہین اور جو معنی شرک موجود ہون تو عین شرک ہوگا **اقول** ہمارا کلام تشابہت و معنی شرک ہر دو کی نفی پر ہے نہ فقط معنی شرک کی نفی پر ۔ فافہم **قولہ** بڑی دلیری کو کام فرمایا جو حرام کو حلال کہا **اقول** معترض صاحب تو حرمت پر کوئی قوی دلیل قایم نکر سکے اور جو دلایل کہ بیان کی تعین سب کے سب واہی تھین قلعی انکی ظاہر ہوگئی پھر دلیری حلال کو حرام کہنے پر ہوئی جیساکہ معترض صاحب سے صادر ہوئی نہ حرام کو حلال کہنے پر **قولہ** اللہ کے سوا آہ **اقول** اسکا بطلان بھی اول ہوچکا **قولہ** شاہ ولی اللہ نا قل ہین فعل بعض کے نہ مجوز اور محض نقل مستلزم تجویز کو نہین **اقول** شاہ ولی اللہ کا حصول مہمات کیلئے شیئاً للہ یا شیخ عبد القادر جیلانی کے ختم کرنیکو مستحسن جانکر اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین نقل کرنا بیشک انکے مجوز ہونے پر صراحۃ دلالت کرتا ہے معہذا اگر معترض صاحب کے زعم کے مطابق شرک رہتا یا حرام ہوتا تو شاہ موصوف پر لازم تھا کہ اسکے شرک رہنے یا حرام ہونے پر تصریح کر دیتے یا اسکو اصلا ذکر نکرتے پھر تو ایسا نکرنا دلالت کرتا ہے کہ انکی استرضا اسپر ہے حالانکہ والرضا بالکفر کفر فقہا کا قاعدہ کلیہ ہے **قولہ** اوسکی تصریح یہہ ہے کہ طلب شئی کی مخاطب سے اگر اللہ اور مصنف سیف الحق یہہ کہتے ہین کہ طلب شئے نہین بلکہ مقصود توسل ہے صاحب فتاوی خیریہ کچھہ کہتا ہے اور مصنف سیف الحق کی تقریر کچھہ ہے **اقول** سیف الحق مین ہرگز ایسا نہین ہے بلکہ اسکی عبارت یہہ ہے کہ طلب حاجت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے اسلئے ہے کہ حصول حاجت کیواسطے سبب ہون اللہ تعالی کے پاس پھر کام بھی اللہ تعالی ہی کرتا ہے اور احسان بھی اسیکا ہے مگر شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ حصول مہمات کیلیے وسیلہ ہین ۔ پہر معترض صاحب توسل کے اقسام سے جاہل رہنے کے سبب سے اسکا مطلب فہم نکرنے کے طلب شئے اور توسل مین منافات کا گمان کیا اور طلب شئے کے انکار کو سیف الحق کیطرف منسوب کر دیا ۔ ہمنے سابق مین توسل کے اقسام بیان کئے ہین منجملہ اقسام توسل کے ایک قسم یہہ بھی ہے کہ متوسل سے امر مقصود کو طلب کرنا اس ارادہ سے کہ اللہ تعالی پاس سبب ہوون حصول مقصود کیلئے ۔

ں طلب شئ کرنا توسل کو منافی نہیں بہرحال طلب شئ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے کرنا اقسام توسل سے خارج
ہیں اور معطی و مسئول فی الحقیقت اللہ جل شانہ ہے اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ فقط وسیلہ ہیں تو معترض صاحب
کا تقریر (طلب حاجت غیر اللہ سے ہے تو پھر اللہ کو بھی شریک کرنا حماقت ہے اسلئے کہ کام تو کریں شیخ عبدالقادر اور
بوجہ احسان میں خدا کو بھی شریک کی جاوے) محض لغو ہے **قولہ** آپنے تو بڑی کمی کردی ابھی تو تعریف کے لفظ آہ **اقول**
مصنف بہجۃ الاسرار کے حال سے جو لوگ کہ جاہل تھے انکو معلوم کرانیکے لئے اتنی تعریف کافی ہے لیکن آپ اسکو کافی نہیں سمجھے
تو ایسے حفاظ کے اقوال سنئے امام یافعی نے مراۃ الجنان میں انکے نام پر یوں لکھا ہے الشیخ الامام الفقیہ العالم
المقری ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر بن معضاد الشافعی اللخمی انتہی اور حافظ ذہبی نے طبقات القراء میں لکھا ہے
الشطنوفی علی بن یوسف بن جریر بن معضاد بن فطر بن معضاد الامام البارع شیخ القراء نور الدین
ابوالحسن الشطنوفی المصری المقری النحوی المتصدر بالجامع الازہر اصلہ من بلغاء الشام ومولدہ
القاہرۃ انتہی اور قلائد الجواہر میں انکے نام پر یوں لکھا ہے الشیخ الامام الاوحد نور الدین ابوالحسن علی بن
یوسف بن جریر بن معضاد بن فضل الشافعی اللخمی مولف بہجۃ الاسرار انتہی **قولہ** اتنے تعریف کے لفظ
شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر بھی نہ لکھے **اقول** وجہ یہ ہے کہ محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی
جلالت و بزرگی کو سب مسلمان جانتے ہیں کوئی اس سے جاہل نہیں پس حاجت ہماری تعریف کی نہیں کہ تحصیل حاصل ہے
قولہ مگر ان الفاظ کے لکھنے سے جو جرح محدثین نے اونکی کتاب پر وارد کی ہے وہ دفع نہیں ہوسکتی **اقول**
امام فقیہ عالم ہونا جناب امام یافعی اور حافظ ذہبی کے اقوال سے ہم ثابت کر چکے تو اونکی کتاب پر جو جرح کہ تعلق اسکا
فقہ سے ہے وہ محدثین سے وارد نہیں ہوسکتا علاوہ بریں اس جرح کا دفع سابق کے علما کر چکے ہیں ہم دفع کرنیکی حاجت
نہیں سمجھتے پھر انکار اسکا کیسا مقبول ہوسکیگا اور وہ کتاب معتبر ہونا علما کے اقوال سے ثابت بھی ہے شیخ عبدالحق
دہلوی رحمۃ اللہ نے تالیف قلب الالیف میں لکھا ہے کتاب بہجۃ الاسرار کتابیست مقرر معتبر مذکور مشہور بین المشائخ والعلما
مذہبا بعض عظماء المشائخ المقربین وبینہ وبین الشیخ رضی اللہ عنہ واسطتان انتہی اور بھی ما ثبت من السنۃ میں لکھا ہے
ذکر فی بہجۃ الاسرار الکتاب المشہور فی بیان احوال ہذا الشیخ الکریم المختار بروایۃ الثقات من المشائخ الکبار وبین
مصنف ہذا الکتاب وبین الشیخ رضی اللہ عنہ واسطتان بحسب انتہی۔ اور اظہار المفاخر میں مولوی محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ نے

زیر کیا ہے و استخراج نمود آنرا از کتب معتبرہ مثل بہجۃ الاسرار و معدن الانوار تصنیف فقیہ عالم عامل فاضل کامل مقری علامہ محدث فہامہ شیخ نور الدین ابی الحسن علی الخ **قولہ** کشف الظنون میں لکھا ہے **اقول** اگر معترض صاحب کو اظہار حق منظور رہتا تو اسکی کامل عبارت نقل کرتے تا لوگوں پر اسکا قول حق ہے سو ظاہر ہو جاتا اسلئے ہم اسکی عبارت تمامہ نقل کرتے ہیں۔ جاننے کہ کشف الظنون میں بہجۃ الاسرار کا حال بیان کرکے لکھتا ہے قال الشیخ عمر بن عبد الوهاب

العرضی الحلبی فی ظہر نسخة من نسخ البهجة ذكر ابن الوردی فی تاریخه ان فی البهجة امورا لا تصح و مبالغات فی شان الشیخ عبد القادر رلا تلیق الا بالربوبیة انتہی و بمثل هذه المقالة قیل عن الشهاب ابن حجر العسقلانی و اقول ما المبالغات التی عزیت الیه الا یجوز علی مثله وقد تتبعتها فلم اجد فیها نقلا لا و له فیها متابعون و غالب ما اورده فیها نقله الیافعی فی اسنی المفاخر و فی نشر المحاسن و روض الریاحین و شمس الدين بن الزكی الحلبی ایضا فی كتاب الاشراف و اعظم شئ نقل عنه انه احیی الموتی كاحیائه الدجاجة و لعمری ان هذه القصة نقلها تاج الدين السبكی و نقل ایضا عن ابن الرفاعی وغیره و انی لعجب جاهل حاسد ضیع عمره فی فهم ما فی السطور و قنع بذلك عن تزكیة النفس و اقبالها علی الله سبحانه و تعالی ان یفهم ما یعطی الله سبحانه و تعالی اولیائه من التصریف فی الدنیا و الآخرة و لهذا قال الجنید التصدیق بطریقتنا ولایة انتہی

ترجمہ ۔ لکھا ہے شیخ عمر بن عبد الوہاب العرضی الحلبی نے بہجہ کے نسخوں سے ایک نسخہ کی پشت پر ذکر کیا ہے
کہ ابن الوردی نے اپنی تاریخ میں تحقیق کہ بہجہ میں ایسے امور ہیں جو صحیح نہیں
اور مبالغات ہیں شان میں شیخ عبد القادر کے لائق نہیں ہیں مگر ربوبیت سے
تمام ہوا اسکا قول۔ اور اسی مقولہ کے مثل شہاب ابن حجر
عسقلانی سے کہا گیا ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ کیا ہیں وے مبالغات جو منسوب ہیں اسکے طرف
جو جائز نہیں اسکے مثل پر اور تحقیق کہ میں نے جستجو کی اسکی تو نہیں پایا اسمیں کوئی نقل
مگر اسمیں اسکے لئے متابعین ہیں اور اکثر جو اسمیں ایراد کی ہے سو اسکو نقل کی ہے یافعی نے
اسنی المفاخر اور نشر المحاسن اور روض الریاحین میں
اور شمس الدین بن الزکی الحلبی نے بھی نقل کی ہے کتاب الاشراف میں
اور بہت بزرگ چیز جو انسے نقل کی ہے یہ ہے کہ انہوں نے مردہ کو زندہ کیا جیسا کہ زندہ کیا مرغ کو
اور قسم ہے کہ تحقیق اس قصہ کو نقل کی ہے تاج الدین السبکی نے
اور بھی نقل کی ہے ابن الرفاعی وغیرہ سے اور کہاں ہے واسطے غبی جاہل حاسد کے
جو ضایع کیا ہے اپنی عمر کو فہم کرنے میں اس چیز کے جو سطروں میں لکھا ہوا ہے
اور قناعت کرلی ہے ساتھ اسکے چھوڑ کر تزکیہ کو نفس سے
اور اقبال کو اسکے اللہ سبحانہ و تعالی پر یہ ہے کہ فہم کرے اس چیز کو جو
عطا کی ہے اللہ سبحانہ و تعالی نے
اپنے اولیا کو تصرف کرنے سے دنیا اور آخرت میں
اور اسی لئے فرمایا جنید نے تصدیق کرنا ہمارے طریقہ سے ولایت ہے ۱۲

دیکھو معترض صاحب نے جو جرح کہ کشف الظنون سے نقل کی اسکا رد اسی کتاب میں ہو چکا ہے پھر اسکو کہنا کہ اس جرح کا رد

بھی ہو سکی

ین ہو سکتا از قسم ہذیانات ہی قابل سماعت نہین اور اس جرح کے مورد مین احتمال عین مسئلہ متنازع فیہا کا ذکر کرنا
سلم نہین بلکہ کمال لیاقت پر دلالت کرتا ہی علاوہ برین ابن الوردی کی تاریخ مین ہم نے تجسس کیا تو اس عبارت منقولہ کا
ہین کچھہ پتا ہی نہین **قولہ** اور جو مضامین بہجۃ الاسرار مین ہین اکثر وہی مضامین یافعی کی کتابون مین ہین چنانچہ کشف الظنون
ن لکھا ہے **اقول** یہہ تو بہت عجیب تقریر ہی بہجۃ الاسرار مین جو مضامین ہین اسکے شرک نہونے پر کشف الظنون
ن استدلال ہوا ہی کہ اسکے اکثر مضامین کو یافعی نے نقل فرمایا ہے چنانچہ قول سابق مین منقول ہوا۔ پہر معترض صاحب
ںکو امام یافعی کے کتابون مین شرک رہنے پر استدلال کرتے ہین سبحان اللہ عبد الجبار نامی مجہول الحال شخص کو یہہ
بان ہوی کہ امام عبد اللہ یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کیسے عالم مجتہد کہ جنکے کلام سے ابن حجر وغیرہ علمای مجتہدین سند
ے ہین انکے کلام مین شرکیات کچھ ثابت کرے شاید عقل مین کچھہ خلل آگیا ہی مثل مشہور ہی تف بر آسمان بر ریش خود است
ولہ اور شیخ عبد الحق نے بھی غالبا انہین کتابون سے نقل کر دیا ہوگا **اقول** انکا نقل کرنا اسکے شرک نہونے پر
ح دلیل ہی ایا معترض صاحب تصور کرتے ہین کہ آپ ہی کو کلمہ شرک و عدم شرک مین تمیز ہے امام یافعی و شیخ عبد الحق دہلوی
یرہما علمای اعلام کو تمیز نہین جنہون نے اپنے اپنے کتب مین شرکیات کو لکہدیا اور اسپر تنبیہ نہین کی۔ بہرحال ہم کہتے ہین
بہجۃ الاسرار سے جو عبارت نقل ہوی تہی وہ یہہ ہے کہ محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین۔

ن استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ ومن نادانی
سمی فی شدۃ فرجت عنہ ومن توسل بی الی اللہ عز وجل
حاجۃ قضیت لہ ومن صلی رکعتین یقرأ فی کل رکعۃ
د الفاتحۃ سورۃ الاخلاص احدی عشرۃ مرۃ ثم یصلی علی
سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد السلام ویسلم علیہ
یذکرنی ثم یخطو الی جہۃ العراق احدی عشرۃ
طوۃ ویذکر اسمی ویذکر حاجتہ فانہا تقضی۔

ترجمہ۔ جسنے مجھسے استغاثہ کیا اپنی کربت مین تو کہولدیجاویگی اس سے اور جسنے ندا کی مجھکو میرے نام سے شدت مین آسان کیجاویگی اس سے اور جسنے توسل کیا میرے طرف اللہ عز وجل کے حاجت مین روا ہو جاویگی اس کیلیے اور جسنے نماز پڑہی دو رکعت قرات کرے ہر رکعت مین بعد فاتحہ کے سورۂ اخلاص گیارہ بار پہر درود بہیجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بعد سلام کے اور سلام بہیجے آنحضرت پر اور مجھکو یاد کرے اسکے بعد چلے عراق کیطرف گیارہ قدم اور یاد کرے مجھکو اور یاد کرے اپنی حاجت کو پس تحقیق کہ وہ روا ہو جاویگی ۱۲

منقول کو علما و محدثین و فقہا کی جماعت نے اپنی کتب مین وارد کیا ہی جیسے الشیخ مجد الدین الفیروزآبادی نے الروض
ظر مین اور الشیخ محمد بن سعید الزنجانی نے نزہۃ الخواطر مین اور الشیخ شہاب الدین القسطلانی نے الروض الزاہر مین

اور امام عبد اللہ الیافعی نے خلاصۃ المفاخر مین اور الشیخ نور الدین الشطنوفی نے بہجۃ الاسرار مین اور الشیخ ابو بکر بن نصر نے
نوار الناظر مین اور السید عبد القادر العیدروس نے الدر الفاخر مین اور الشیخ محمد بن یحیی التادفی نے قلائد الجواہر مین
اور الشیخ عبد الحق الدہلوی نے زبدۃ الآثار وغیرہ مین اور شاہ ابو المعالی نے تحفہ قادریہ مین اور مولوی محمد غوث نے
بہار المفاخر مین اور امام العلما قاضی الملک نے نثر الجواہر مین۔ پس اگر شرک ہوتا تو اسکو ہرگز ہرگز نہین لکھتے
ہر تو علما و فقہا و محدثین کی جماعت اسکو معتبر جانکر نقل کرنا اسکے جواز پر سند کافی ہے پھر انکے مقابل مین
کلام معترض صاحب کا جو مجہول الحال ہین ہرگز مقبول نہین۔ **قولہ** اس کلام مین کہین ندا تہ اور غیر ذاتہ کی تفصیل
ہین آہ **اقول** کلام قاضی حمید الدین ناگوری کا باعتقاد ان ارواحھم حاضرۃ تسمع الندا
وتعلم الحوائج صریح دلالت کرتا ہے کہ اعتقاد کرنا کہ انکے ارواح آپ حاضر رہکے ندا کو سنتے ہین اور حوائج کو
جانتے ہین تو شرک ہے یہہ سننا حاضر رہکے بذاتہ نہین تو اور کیا ہے۔ پس اگر ایسا اعتقاد نہین رکھا بلکہ یہہ
اعتقاد کیا اللہ تعالے انکو معلوم کراتا ہے اور انکے ارواح کو حاضر کرتا ہے تو وہ شرک نہین ہوتا اور
قاضی موصوف کے کلام مین بھی داخل نہین فافہم۔ اور علم غیب پر سابق مین کلام ہوچکا **قولہ** اس قول مین
استدلال ہے اوس آیت سے آہ **اقول** آیت پر سابق مین کلام ہوچکا **قولہ** اگر آپ احادیث صحیحہ اور
آثار صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم سے ثابت کرسکین تو ابھی نزاع رفع ہوتا ہے۔ **اقول** ہم ثابت کرچکے اب
آپکو لازم ہے کہ احادیث و آثار کے انکار کو اپنے دور کرین **قولہ** فتاوی بزازیہ مین لکھا ہے من قال
ان ارواح المشایخ حاضرۃ تعلم یکفر انتہے **اقول** یہہ قاضی حمید الدین ناگوری کے کلام کے
مثل ہے اسمین جو ہم نے کلام کئے یہان بھی وہی جاری ہوتا ہے **قولہ** اصل عبارت مین مطرودیت کا لفظ ہرگز نہین
فقط مطرودی یا بند کا لفظ ہے **اقول** ہمارے نزدیک جو کتاب قلمی ہے اسمین مطرودیت کا لفظ موجود ہے اور مطبوع
کتاب مین مطرودی باشد کا لفظ ہے لیکن مفاد ہر دو کا ایک ہی ہے اما معترض صاحب نے رسالہ بیان حق مین اس فقرہ کو ما بعد
سے جوڑ دیا تھا اور اسکے مطلب کو فہم نکرکے اپنے مطلب پر جوڑ دیا اور اب دعوی کرتے ہین کہ وہ چھوڑ دیا ہوا لفظ مطرودی کا بعد
اسکے ہے اور اسکو اپنے مفید مدعا ہونیکا زعم کرتے ہین یہہ انکے فہم کا قصور ہے یا اللہ فریبی۔ تفسیر فتح العزیز کی عبارت
نفی استعانت پر ہرگز دلالت نہین کرتی بلکہ جو لوگ پیرونسے استعانت کرنیکا مدار احاطہ علمی کو اعتقاد رکھتے

اسکو منع کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اون لوگ کو اشتباہ ہوا ہی اور فی الحقیقت مدار استعانت کا کچہہ اور ہی چنانچہ ہمنے
نے الحق مین مفصل بیان کر دیا لیکن معترض صاحب ہمارے بیان سے چشم بند کر لین اور فقط فقرہ مطردنیت کے تبدل مین
نے مقصود کا حصول تصور کیا یہہ فقط کوتاہی نظر کی ہی فا نصف ولا تعسف **قولہ** اس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا
ستعانت شیخ سے توسل مین منحصر نہین بلکہ وہ دونو صورتین ہین آہ **اقول** یہہ عبارت جو محبوب سبحانی سے مروی ہے
ن استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ ومن نادانی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ ومن توسل بی الی
الله عز وجل فی حاجۃ قضیت لہ الخ جو سابق مین منقول ہو گئی اسمین استغاثہ وغیرہ کا جو ذکر آیا ہے اسکے
ز پر علمائے اعلام تصریح فرما چکے ہین چنانچہ ابن حجر مکی نے شرح مناسک مین تحریر فرمایا ہی ولا فرق بین التوسل
والاستغاثۃ او التشفع او التوجہ بہ صلی اللہ علیہ وسلم
او بغیرہ من الانبیاء وکذا الاولیاء انتہی اور
ف الستار علی عمدۃ الابرار مین یون لکہا ہی وبالجملۃ
التوسل بہ صلی اللہ علیہ وسلم وبالانبیاء والصالحین
ب عباد اللہ الصالحین من زمن الصحابۃ
الی الآن ولا عبرۃ بھوس ابن تیمیۃ ومن تبعہ
من الحنابلۃ حیث منعوہ ولا فرق بین التوسل
والاستغاثۃ والتشفع والتوجہ بہ صلی اللہ علیہ وسلم وبالانبیاء
والاولیاء انتہی جانئے کہ توسل کے جو اقسام کہ ہمنے

ترجمہ - اور فرق نہین ہی درمیان توسل اور استغاثہ اور تشفع اور توجہ کے ساتہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور ساتہہ غیر آپکے جو انبیا ہین اور ایسا ہی اولیا کے ۱۲

ترجمہ - اور بالجملہ
توسل ساتہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ساتہہ انبیا اور صالحین کے
عادت اللہ کے بندگان صالحین کی ہے صحابہ کے زمانہ سے
آجتک اور کچہہ اعتبار نہین جنون کا ابن تیمیہ اور اسکے تابعداروں کے
حنابلہ سے جو اسکو منع کرتے ہین اور فرق نہین ہی درمیان توسل
اور استغاثہ اور تشفع اور توجہ کے ساتہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ساتہہ انبیا کے
اور اولیا کے ۱۲

مین بیان کئے سو استغاثہ مین بھی وہی جاری ہین پس اسناد فریاد رسی کا انبیا و اولیا کیطرف بطور سببیت و واسطہ کے ہر
جواز مین کچہہ شک نہین پہر معترض صاحب اسکو شرک تصور کر کے اپنے اعتراض کو اسپر جو مبنی کیا ہی بے سمجھی ہے
تقی الدین السبکی نے شفاء الاسقام مین لکہا ہی فیصح
ان یقال استغیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم واستغیث
بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم بمعنی واحد وھو طلب الغوث

ترجمہ - پس صحیح ہے
کہ کہا جاوے استغیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور استغیث بالنبی صلی اللہ
علیہ وسلم ایک ہی معنے سے اور وہ طلب فریاد رسی کا

منه بالدعاء ونحوه على النوعين السابقين في التوسل
من غير فرق وذلك في حيوته وبعد موته ويقول
استغيث الله واستغيث بالله بمعنى طلب خلق الغوث
منه فالله تعالى مستغاث والغوث منه خلقا وايجادا
والنبي صلى الله عليه وسلم مستغاث والغوث منه
سببا وكسبا انتهى اور بھی لکھا ہے
وبالجملة اطلاق لفظ الاستغاثة بالنسبة لمن يحصل
منه غوث اما خلقا وايجادا واما تسببا وكسبا
امر معلوم لا شك فيه لغة وشرعا انتهى اور بھی لکھا ہے
فالتوسل والتشفع والتجوه والاستغاثة بالنبي
صلى الله عليه وسلم وساير الانبياء والصالحين
ليس لها معنى في قلوب المسلمين غير ذلك لا يقصد
بها احد منهم سواه فمن لم ينشرح صدره فليبك
على نفسه انتهى امام سبکی وغیرہ علمای اعلام نے اس بیان کو

آپکے ساتھ دعا وغیرہ کے دونون قسمون مین جو سابق مین مذکور ہوئے
بغیر فرق کے اور وہ حیات مین اور بعد موت آپکے صحیح ہے کہ
استغیث اللہ و استغیث باللہ ساتھ معنی طلب خلقت فریادرسی کے
اللہ سے پس اللہ تعالی مستغاث ہے اور فریادرسی اس سے بطور خلقت و ایجاد کے
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مستغاث ہین اور فریادرسی آپ سے
بطور سبب اور کسب کے ہے ۱۲
ترجمہ۔ اور بالجملہ اطلاق کرنا لفظ استغاثہ کا بہ نسبت اوس شخص کے جو حاصل ہوتی
اس سے فریادرسی یا بطور خلقت اور ایجاد کے یا بطور سبب اور کسب ہونیکے
امر معلوم ہے کچھ شک نہین اسمین لغت اور شرع سے ۱۲
ترجمہ۔ پس توسل اور تشفع اور تجوہ اور استغاثہ ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور تمامی انبیا اور صالحین کے
نہین ہین مسلمانون کے دلونمین سوا اسکے اور معنی نہین قصد نہین کرتا
کوئی اونمین سوا اسکے پس جس شخص کا سینہ کشادہ نہین تو چاہیے
اپنے نفس پر رووے ۱۲

بسط کیا ہے بخوف تطویل حذف کیا لیکن اہل انصاف کیلئے اسقدر کافی ہے اما وہ جو عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ قال ابو بکر رضی اللہ عنہ قوموا نستغيث
برسول الله صلى الله عليه وسلم من هذا المنافق
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انه لا يستغاث بي
انما يستغاث بالله عز وجل اس حدیث کو امام احمد نے

ترجمہ۔ کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اٹھو ہم استغاثہ کرتے ہین
ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس منافق سے
پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین استغاثہ کیا جاتا ہے ساتھ میرے
استغاثہ کیا جاتا ہے فقط اللہ عز وجل کے ساتھ ۱۲

مسند مین اور طبرانی نے کبیر مین ابن لہیعہ کی طریق سے روایت کی ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ حدیث صحیح نہین بلکہ ضعیف ہے
اور اسمین کئی علتین ہین جو قدح ڈالتے ہین اول اسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہے وہ ضعیف ہے چنانچہ ذہبی وغیرہ حفاظ نے

فصیل اسکا ضعف بیان کیا ہے اور ثانی عبادہ بن الصامت کا راوی امام احمد کی روایت مین مبہم ہے کیونکہ اسمین یون لیا
ن رجلا سمع عبادة بن الصامت اور طبرانی کی روایت مین اسکو حذف کر دیکر منقطع روایت کیا ہے اور ثالث اسکے
تن مین اضطراب ہے کیونکہ طبرانی کا لفظ یون ہے انہ لا یستغاث بی انما یستغاث باللہ عز وجل چنانچہ مذکور ہوا
ور امام احمد کا لفظ یہہ ہے لا یقام لی انما یقام للہ تبارک و تعالی یہہ سبب اسناد و متن مین علتین موجود ہین تو اس سے
ستدلال اونکا ہرگز صحیح نہین بتقدیر تسلیم امام تقی الدین السبکی نے اوسکا جواب شفاء الاسقام مین یون دیا ہے

ہذا الحدیث فی اسنادہ ابن لہیعة وفیہ کلام
شہور فان صح الحدیث فیحتمل معانی احدہا ان
لنبی صلی اللہ علیہ وسلم کان قد اجری علی المنافقین احکام
لمسلمین بامر اللہ تعالی فلعل ابا بکر ومن معہ استغاثوا
لنبی صلی اللہ علیہ وسلم لیقتلہ فاجاب بذلک
معنی ان ہذا من الاحکام الشرعیة التی لم ینزل
لوحی بہا وامرہا الی اللہ تعالی وحدہ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم
عرف الخلق باللہ تعالی فلم یکن یسال ربہ تغییر
[illegible] الاحکام الشرعیة ولا یفعل فیہا
لا ما امرہ بہ فیکون قولہ لا یستغاث بی عاما مخصوصا
ی لا یستغاث بی فی ہذا الامر لانہ مما یستاثر اللہ تعالی
[illegible] شک من ادب السوال ان یکون المسئول
مکنا کما ان لا یسال اللہ تعالی الا ما ہو ممکن
القدرة الالہیة کذلک لا یسال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لا ما یمکن ان یجیب الیہ والثانی ان یکون ذلک
[illegible] باب قولہ ما انا حملتکم ولکن اللہ حملکم ای انا

ترجمہ۔ اور اس حدیث کی اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور اسمین کلام ہے
مشہور پس بتقدیر صحت حدیث کے احتمال چند معنو نکا ہے پہلا یہہ ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقون پر احکام مسلمانون کے جاری فرمائے تھے
اللہ تعالی کے امر سے پہر شاید ابو بکر اور آپکے ہمراہیون نے استغاثہ کیا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تا کہ اوس منافق کو قتل کرین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوسطرح جواب فرمایا
اس معنی سے کہ یہہ اون احکام شرعیہ سے ہے جسکی وحی نازل نہین ہوئی
اور اسکا امر فقط اللہ تعالی کیطرف ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
خلق سے زیادہ معرفت رکہنے والے ہین ساتھہ اللہ تعالی کے
پس نہین سوال کرتے ہین اپنے رب سے تغییر
حکم کا احکام شرعیہ سے اور نہین کرتے ہین اون احکام مین کوئی چیز
مگر اللہ تعالی نے جسکا امر کیا ہے پس ہوگا قول آپکا لا یستغاث بی یعنی استغاثہ
نہین کیا جاوے میرے سے عام مخصوص
یعنی استغاثہ نہین کیا جاوے میرے سے اس امر مین کیونکہ وہ
اوس چیز سے ہے جسکو اللہ تعالی نے اختیار کیا ہے
اور شک نہین کہ سوال کے ادب سے یہہ ہے کہ مسئول
ممکن رہنا ہے جیسا کہ سوال نہین کیا جاتا ہے اللہ تعالی سے مگر جو چیز
کہ ممکن ہے
قدرت الہیہ مین ایسا ہی سوال نہین فرماتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
مگر جس چیز کی اجابت ممکن ہو اور دوسرا یہہ ہے کہ وہ
باب سے قول آپکے ہے ما انا حملتکم کہ یعنی مین نے سوار نہین کرایا تمکو ولیکن
اللہ نے سوار کرایا تمکو یعنے

وان استغیث بہ فالمستغاث بہ فی الحقیقۃ ھو اللہ تعالیٰ وکثیرا ما یجیٔ السنۃ بنحو ھذا من بیان حقیقۃ الامر ویجیٔ القرآن باضافۃ الفعل الی مکتسبہ کقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لن یدخل احد منکم الجنۃ عملہ مع قولہ تعالیٰ ادخلوا الجنۃ بما کنتم تعملون وقال صلی اللہ علیہ وسلم لعلی لان یھدی اللہ بک رجلا واحدا فسالک بالادب فی نسبۃ الھدایۃ الی اللہ تعالیٰ وقد قال تعالیٰ وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا فنسب الھدایۃ الیھم وذلک علی سبیل الکسب انتھی معہذا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاستغاثہ الذی من شیعتہ علی الذی من عدوہ

میں سے اگرچہ استغاثہ کیا جاوے پس مستغاث بہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی ہے اور بسا اوقات آتی ہے سنت ساتھ اس قسم کے بیان کرنے حقیقت امر کے اور آیا ہے قرآن ساتھ اضافت فعل کے طرف مکتسب کے جیسا کہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہرگز داخل نہیں کرے گا تم سے کسیکو جنت میں اسکا عمل باوجودیکہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ادخلوا الجنۃ الخ یعنی تم داخل ہو جنت میں بسبب عمل کے جو تم کرتے رہے تھے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو مقرر ہدایت دینا اللہ کا تیرے سبب سے ایک مرد کو پس سلوک ادب کیجیے نسبت کرنے میں ہدایت کے طرف اللہ تعالیٰ کے حالانکہ فرمایا ہے اللہ سبحانہ نے وجعلنا منھم ائمۃ اور ہم نے گردانی اونسے ایک امت جو ہدایت دیتی ہے ساتھ امر سے پس نسبت کیا ہدایت کو اونکے طرف اور وہ بطریق کسب کے ہے ۱۲

یعنی پس استغاثہ کیا اسنے اوس شخص پر جو اوسکے گروہ سے تھا اور اوس شخص کے جو اسکے دشمن سے تھا ۱۲

اس سے اسکا جواز ثابت ہوتا ہے پھر ضعیف حدیث اسکے معارض کیسا ہو سکیگی۔ فافہم **قولہ** معاذ اللہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے اس قسم کے کلمات سرزد ہوں آہ **اقول** مذکور کلمات میں کسیطرح کا شرک نہیں بلکہ وہ محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی رفعت مرتبہ کو جو اللہ تعالیٰ پاس انکے لیے حاصل ہے دلالت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے خواص بندگان کو ایسی منزلتیں و کرامتیں عطا کرتا ہے تاکہ بواسطہ انکے خلایق کو منفعت ہو چنانچہ امام یافعی نے نشر المحاسن الغالیہ میں لکھا ہے

ومن ذلک ما روی واشتھر واستفاض وتواتر فی بلاد الیمن وما قرب منھا ان الفقیہ الامام عالی المقام وصاحب الکرامات العظام الولی الکبیر العارف باللہ الشھیر ابا الذبیح اسمعیل بن محمد الحضرمی رضی اللہ عنہ قال من قبل قدمی دخل الجنۃ ولم یزل یقبل قدمہ کل من زارہ من الاکابر والاصاغر من المشایخ والعلماء وغیرھم من کل باد وحاضر انتھی

ترجمہ۔ اور اسی سے ہے یعنی جو بندگان کی مصلحت اور منفعت کا سبب اللہ کیجانب سے ہے جو مروی ہوا ہے اور مشتہر ہوا ہے اور منتشر ہوا ہے اور متواتر ہوا ہے بیچ شہر یمن اور اس سے جو قریب ہے کہ مقرر فقیہ امام عالی مقام وصاحب کرامات عظام وولی کبیر عارف باللہ شہیر ابو الذبیح اسمعیل بن محمد الحضرمی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص میری قدمبوسی کریگا تو جنت میں داخل ہوگا اور ہمیشہ قدمبوسی کرتا تھا جو کوئی انکی ملاقات کرتا اکابر و اصاغر سے مشایخ و علماء و غیرہم سے ہر جنگل و شہر سے ۱۲

دیکھو شیخ مذکور کی قدمبوسی کو جنت مین داخل ہونیکا ذریعہ گردانا اور اسوقت کے علما وغیرہم قدمبوسی مین شریک ہوگئے کسی نے انکار نہین کیا بہرحال اللہ تعالی کا فضل و کرم نہایت واسع ہے اپنے خواص بندگان کو اس قسم کے کرامتین اور مرتبے عطا کرنا کچھہ بعید نہین اسسے پناہ مانگنے کو کچھہ موقع نہین اُسسے پناہ مانگنا اللہ کی رحمت سے دوری چاہنا ہے **قولہ** قاضی ثناء اللہ پانی پتی آہ **اقول** یا شیخ عبد القادر شیئا للہ جایز ہونے پر اکثر علمانے تصریح کی ہے جیسے امام یافعی وعلامہ شیخ خیر الدین الرملی اور السید عمر البصری المکی اور شیخ عبد الحق دہلوی اور شیخ زین الدین خوافی اور الشیخ حسین المکی اور شاہ ولی اللہ الدہلوی وغیرہم - لیکن بعضی علما اسکو منع کرتے ہین سو اس سے ہمپر نقض نہین وارد ہوسکتا کیونکہ اس معنے سے منع نہین کرتے ہین جسکو ہم سابق مین بیان کرچکے بلکہ منع کی وجہ اور ہے جو قایلین کی وہ مراد نہین چنانچہ بہ شرح وہبانیہ سے شامی نے نقل کی ہے لعل وجہہ انہ طلب شیئا لہ تعالی واللہ غنی عن کل شے والکل مفتقر و محتاج الیہ ینبغی ان یرجح عدم التکفیر فانہ یمکن ان یقول اردت اطلب شیئا اکراما للہ انتہی اور فتاوی خیریہ مین لکھا ہے وقد قال الشارح ان یرجح فیہا عدم التکفیر انہ طلب شئ للہ وھو جل و علا غنی عن کل شئ الکل محتاج الیہ وھذا لا یختلج فی خاطر احد فان ذکرہ تعالی تعظیم کما فی قولہ فان للہ خمسہ ومثلہ کثیر انتہی

ترجمہ - شاید وجہ اسکی یہہ ہے کہ اُسنے طلب کیا تھی کو واسطے اللہ تعالی کے حالانکہ اللہ غنی ہے ہر چیز سے اور سب مفتقر و محتاج ہین اسکیطرف اور سزاوار ہے کہ ترجیح دیوے عدم تکفیر کو کیونکہ ممکن ہے کہ کہے مین نے ارادہ کیا ہے کہ طلب کرون شئے کو واسطے اکرام اللہ کے ۱۲

ترجمہ - اور تحقیق کہ کہا ہے اسکے شارح نے کہ ترجیح دیوے اسمین عدم تکفیر کو کیونکہ طلب شئے واسطے اللہ کے حالانکہ اللہ جل و علا غنی ہے ہر شئے سے کل محتاج ہین اسکیطرف اور یہہ خطور نہین کریگا کسیکے خاطر مین پس ذکر اللہ تعالی کا واسطے تعظیم کے ہے جیسا اللہ تعالی کے قول مین ہے فان للہ الخ یعنی پس تحقیق واسطے اللہ کے خمس اسکا اور مثل اسکے بہت وارد ہین ۱۲

منع کے دوسرے وجوہات جو معترض صاحب نے سابق مین بیان کی ہین اسپر بحث بھی سابق مین ہوچکی ہے جب قایلین سے صحیح معنے مقصود رکہین چنانچہ سابق مین مبین ہوچکے تو اسکے جواز مین کچھہ شک نہین شامی نے لکھا ہے نعم ان قصد المعنی الصحیح فالظاہر انہ لا باس بہ انتہی

ترجمہ - لیکن اگر قصد کریگا صحیح معنے پس ظاہر ہے کہ کچھہ حرج نہین ۱۲

قولہ ومن صلی الخ لکہکر جو عبارت چھوڑ دی آہ **اقول** عبارت متروکہ جسکا مضمون یہہ ہے بعد دوگانہ نماز پڑہنے کے گیارہ قدم بغداد کیطرف جاوے اور نام محبوب سبحانی کا لیوے اور اپنی حاجت بیان کرے تو روا ہوتی ہے چونکہ مسجوث عنہ پر موقوف نہین تہا اسلیئے ترک کیا گیا پہر اب معترض صاحب اسپر بحث کرتے ہین سو اسکا بیان یہہ ہے ہم نیز [illegible]

ہم کہتے ہین کہ اس عبارت کو سابق مین تمامہ نقل کر چکے اور علما کی ایک جماعت نے اسکو مستحسن جانکر باسانید صحیحہ نقل کی
پہر اسکو جہوٹہ قصہ وافترا وکفر ہی کہنا مردود ہے اگر افترا یا کفر ہوتا تو اسکو مذکورہ علمای اعلام اپنے کتب مین ہرگز بیان
نکرتے پہر وے اپنے کتب مین نقل کرنا کفر نہونیکے لئے سند بس ہے علاوہ برایں برآمد حاجات کیلئے نماز پڑہنا تو صحیح احادیث
ثابت ہے او محبوب سبحانی کو یاد کرنا اور آپکا نام لینا بھی شرعاً ممنوع نہین بلکہ حدیث مین آیا ہے ذکر الانبیاء من العبادة
یاد کرنا انبیا کا عبادت ہے
وذکر الصالحین کفارة الحدیث رواه الدیلمی فی مسند الفردوس اور بھی حدیث مین آیا ہے
اور یاد کرنا صالحین کا کفارہ ہے
عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة رواه الغزالی فی احیاء العلوم وابن الجوزی فی مقدمة
نزدیک یاد کرنے صالحین کے نازل ہوتی ہے رحمت
صفوة الصفوه وابن الصلاح فی علوم الحدیث اور گیارا قدم بغداد کیطرف جانا جو علامت توسل کی ہے
بھی شرعاً ممنوع نہین پس جو کوئی اسکو عبادت لغیر اللہ ہے کرکے کفر ہونیکا زعم کرے اسکا زعم باطل ہے کیونکہ گیارا قدم
بغداد کیطرف جانا کسی عبادات سے مشتبہ نہین ہے پس مقصود اس سے عبادت رہنا مقبول نہین **قوله** علمای اعلام انکو
منع کرتے ہین **اقول** استغاثہ وغیرہ جو امور کہ محبوب سبحانی کے قول مین مذکور ہوے انکو علمای اعلام منع نہین کرتے
بلکہ جایز رکھتے ہین چنانچہ سابق مین مبین ہوگیا **قوله** مجمع البحار مین لکھا ہے من قصد الخ **اقول** مجمع البحار
مین جو مذکور ہے فان العبادة وطلب الحوایج والاستعانة حق الله وحده ہمارے مدعا کے مخالف نہیں
کیونکہ ہم نے مکرر ذکر کیا کہ انبیا و اولیا سے طلب حوایج واستعانت کرنیسے مراد یہہ ہے کہ حاجت برلانیکے لیے انکو
اللہ تعالی کے نزدیک واسطہ وسبب گردانا اور فاعل حقیقی اسکا اللہ تعالی ہے پس فی الحقیقت طلب حوایج اور
خاص اللہ تعالی سے ہوی اور انبیا و اولیا واسطہ وسبب ہو حصول حاجت کیلئے اور اسناد فعل کا سبب و واسطہ کیطرف
شایع ہے ہان اگر اعتماد اللہ تعالی پر نہ رکھے بلکہ انہین پر اعتماد رکھے اور اللہ کے نزدیک واسطہ وسبب نہ جانے
تو ایسی استعانت جایز نہین۔ فلا منافاة شاہ عبد العزیز دہلوی نے تفسیر فتح العزیز مین تحریر فرمایا ہے
باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہی کہ اعتماد برآن غیر باشد واورا مظہر عون الہی نداند حرام ست و اگر التفات
محض بجانب حق ست واورا یکی از مظاہر عون دانستہ ونظر بکار خانہ اسباب وحکمت او تعالی در ان نمودہ بغیر
استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود ودر شرع نیز جایز ست وروا ست وانبیا و اولیا این
استعانت بغیر کردہ اند ودر حقیقت این نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق ست لا غیر

ہما ذ شمس الدین محمد بن عبد الہادی نے **اقول** یہ ابن تیمیہ کا شاگرد ہے چنانچہ حافظ جلال الدین السیوطی نے
نے اسفا الہ بین لکہا ہے کہ ابن عبد الہادی نے اپنے استاد ابن تیمیہ کی تائید کی ہے اور اسکا قول باطل ہے چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے
ر ہی ہین اور رد سے بہر ائمہ و فقہا و حفاظ تصریح کر چکے ہین **قولہ** صارم مبکی علی عنق السبکی مین اسکو بخوبی رد کر دیا
ار فلیرجع الیہا **اقول** علامہ شیخ ابن علان نے المبرد الباسم المبکی الصارم للراد علی السبکی مین اسکو
رد کر دیا من شاء فلیرجع الیہ **قولہ** شرک آہ **اقول** محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کا قول جو اسمی کالاسم الاعظم
ین سے اسم کو اسم کے ساتھہ تاثیر مین تشبیہ دینے سے اصلا شرک لازم نہین آتا بلکہ اسم اعظم کے مدلول و مسمی کو
اسم کے مدلول و مسمی سے تشبیہ دیتے تو شرک لازم آتا وہ تو منتفی ہے اشفای قاضی عیاض مین جو لکہا ہے
اسمہ اسم اسمین معترض صاحب کو کچھہ بھی دلیل نہین چنانچہ الشیخ شہاب الدین الخفاجی نے اسکی شرح مین
ولا کاسمہ اسم ای لایشبہ مدلول اسمہ مدلول اسم آخر انتہی پہر اس سے ظاہر ہوا کہ اسکے اسم
نہین ہے مانند اسم اسکے کوئی اسم یعنی نہین مشابہت رکہتا ہے مدلول اسکے اسم کا مدلول کو اسم آخر کے ۱۲
کے ساتھہ مشابہت نہین نہ مجرد اسم مین دیکھو اللہ تعالی کے بہت سے اسما مین شرکت موجود ہے جیسے
اور رحیم وغیرہ لیکن یہہ شرکت مدلول مین نہین **قولہ** اور فی الجملہ تاثیر ہونیسے یہہ لازم نہین آتا آہ
اللہ تعالی کے اسما مین جو تاثیر ہے سو وہ تاثیر مخلوقات کے اسما جیسے اسماء اصحاب کہف وغیرہ مین بہی
موجود ہونا جب ثابت ہے تو اسم کو اسم کے ساتھہ تاثیر مین تشبیہ دینے سے شرک لازم نہین آتا پہر اللہ تعالی کے
کے باعث محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کا اسم اسم اعظم کے مانند تاثیر مین رہنا ممنوع نہین اور تشبیہ مین
ت ضرور نہین کیونکہ بسا اوقات مشبہ بہ اعلی و اکمل رہتا ہے پہر اسماء اصحاب کہف کی تاثیر کے قایل ہونا اور
سبحانی کے اسم مین تاثیر رہنے کو شرک کہنا اور اسکو مشرکین مکہ پر قیاس کرنا فقط تعصب و عناد ہے **قولہ**
حدیث سے صرف اس قدر ثابت ہوتا تھا آہ **اقول** اس ثبوت کے ضمن یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ میت کیطرف سے
صدقہ دیتے مین وہ صدقہ اسپر حلال ہے ورنہ صدقہ دینا محض لغو ہوگا پہر یہہ طعام فاتحہ کی حلیت پر صریح دلیل ہے
سابق مین مبین ہو چکا پس اسبات پر اس حدیث سے استدلال لانا بیشک صحیح ہے اسکا انکار کرنا معقول نہین
استغفر اللہ جو رد شرک و بدعت مین اولیاء اللہ کے سوء ظن کا شایبہ بہی ہو **اقول** محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ
ر اولیاء اللہ سے ہین انکے قول کو باوجود جایز کلام ہونیکے اسکو شرک کہنا اور اکابر علما نے جو اپنے کتب مین اسکو

نقل کیا ہے سو شرک کو نقل کیا کر کے زعم کرنا معاذ اللہ گویا انکو مشرک کہنا ہے پھر یہہ بد تر سو ظن ہے۔ ہم اس موقع پر
ذکر کرنا واجب لاذعان صادق مصدوق خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم لکھدیتے ہین
ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما متفق علیہ

وقال لایرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک رواہ البخاری

ترجمہ۔ جس نے کہا اپنے بھائی کیلئے کافر تو مقرر رجوع کیا ساتھ اسکے ایک اون مین سے۔ روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ۱۲
اور فرمایا نہین منسوب کرتا ہے کوئی مرد کسی مرد کو ساتھ فسوق کے اور نہین منسوب کرتا ہے اسکو
ساتھ کفر کے مگر وہ رجوع کرتا ہے اسپر اگر نہین ہے صاحب اسکا اسطرح سے روایت کیا اسکو

قولہ طحطاوی نے اہ **اقول** طحطاوی کا قول واغضبہ نسبۃ التاثیر لہ صریح دلالت کرتا ہے کہ تاثیر کی نسبت
ولی کیطرف کرنا اسکو غضب مین لائیگا بخلاف مانحن فیہ کے کہ اسمین تاثیر کی نسبت اللہ کیطرف ہے پس طحطاوی کا قول
ہمارے بیان کے موافق ہے پہر وہ معترض صاحب کو حجت نہین ہو سکتا **قولہ** اب ہم اس وصیت پر کلام کو ختم کرتے
ہین کہ بدعات کو چھوڑ کر سنت پر قایم ہوجاؤ **اقول** الحمد للہ کہ اللہ تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے
وسیلہ سے ہمکو سنت پر قایم رکھا ہے اور بدعات سیئہ سے دور کیا ہے لیکن آپ مسلک سواد اعظم سنت وجماعت کو
چھوڑ کر معتزلہ کے تابع ہوے ہین آب ہم اس وصیت پر کلام کو ختم کرتے ہین کہ آپ اس آیت کے مصداق ہونیسے
پرہیز کرو اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون

اللہم بجاہ نبیک ورسولک خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم
ثبت قلوبنا علی دینک واسلکنا مسلک السواد الاعظم ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا
ھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب والحمد للہ اولا واخرا والصلوۃ والسلام علی خیر خلق اللہ
وعلی الہ واصحابہ دایما سرمدا

فقرۂ تاریخ

الحمد للہ فتح الحق تمام ہو چکی

۱۳۰۰ ہجری